aazzamm@yahoo.com

سمجھدار پڑھے لکھے آدمی ہو کر ایک فاترالعقل عورت سے اپنے مستقبل کا حال دریافت کرنا چاہتے ہیں۔"

"آپ کو اس کے بارے میں علم نہیں لیکن میں جانتا ہوں کہ لیڈی ملارنس کی زبان سے نکلا ہوا ہر حرف اب تک پتھر کی لکیر ثابت ہوا ہے۔ وہ جو کچھ کہہ دیتی ہے وہ پورا ہو کر رہتا ہے۔" ڈگو نے میری حیرت میں اضافہ کرنے کی خاطر لیڈی ملارنس کی ذات سے منسوب متعدد ایسے واقعات سنا ڈالے جو میرے لیے ناقابلِ یقین تھے۔

"مسٹر ڈگو۔" میں نے اسے مشکوک نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔ "آپ کہیں میرے ساتھ مذاق تو نہیں کر رہے۔"

"مجھے معلوم تھا کہ آپ میری بات پر یقین نہیں کریں گے جو کچھ میں نے کہا ہے وہ حقیقت ہے۔" اس نے اپنے الفاظ پر زور دیتے ہوئے کہا۔ "ابھی دو ماہ پہلے کی بات ہے اس نے ایک مقامی کروڑپتی تاجر کا بھرے بازار میں گریبان پکڑ کر کہا تھا کہ تم بارہ گھنٹے کے اندر اندر مر جاؤ گے اور ایسا ہی ہوا۔ دوسرے روز صبح اس تاجر کی لاش اس کی خوابگاہ سے خون میں لت پت ملی تھی۔ خوابگاہ میں وہ تنہا تھا اور دروازہ بھی اندر سے بند تھا۔ پولیس کی تفتیش اور پوسٹ مارٹم کی رپورٹ کے بعد یہی نتیجہ نکلا کہ مرنے والے نے کسی نامعلوم وجہ کی بنا پر اپنے ہاتھ سے ریوالور کنپٹی پر رکھ کر لبلبی دبا دی تھی۔ آپ چاہیں تو پولیس کے ذرائع سے اس حادثے کی تصدیق کر سکتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ مقامی لوگ اس سے خوفزدہ رہتے ہیں اور اس کے قریب جانے سے کتراتے ہیں۔"

"لیکن آپ نے یہ نتیجہ کس طرح اخذ کر لیا کہ وہ میرے کہنے سے آپ کے بارے میں کوئی رائے دے گی۔" میں نے تعجب سے کہا۔

"میں نے کہا نا کہ وہ مشرقی لوگوں سے جنون کی حد تک پیار کرتی ہے۔"

میں ابھی کوئی جواب دینے کے بارے میں غور کر ہی رہا تھا کہ میں نے لیڈی ملارنس کو میز سے اٹھتے دیکھا۔ وہ ڈگو کو حقارت بھری نظروں سے گھورتی ہوئی ہماری جانب آ رہی تھی۔ ڈگو کے چہرے پر موت کے سائے منڈلانے لگے۔ وہ ضرورت سے کچھ زیادہ ہی خائف نظر آ رہا تھا۔ لیڈی ملارنس ہمارے قریب آ کر رک گئی۔ کچھ دیر تک ڈگو کو نفرت سے گھورتی رہی پھر ڈگو کے بجائے مجھ سے مخاطب ہو کر بولی۔

"ڈگو نے ابھی کچھ دیر پہلے تم سے جو کچھ کہا وہ حرف بحرف درست ہے میرے بچے!" اس کے لہجے سے اداسی جھلک رہی تھی۔ "ملارنس طبعی موت نہیں مرا۔ اسے مارا گیا تھا۔ میں آج بھی اس کے قاتلوں کی تلاش میں ہوں لیکن شاید وہ مجھ سے ابھی تک روٹھا ہوا ہے۔ جانے ہو کیوں، جس روز اس کی موت واقع ہوئی تھی اس نے مجھے گھر سے نکلنے کو منع کیا تھا۔ شاید اس نے موت کے سائے اپنے سر پر منڈلاتے ہوئے دیکھ لیے تھے۔ اس لیے وہ مجھے بار بار روکتا رہا لیکن موت اس کا مقدر بن چکی تھی۔ وہ مجھ سے بے پناہ محبت کرتا تھا اس لیے بالآخر میری ضد کے آگے مجبور ہو گیا اور ایک حادثے کا شکار ہو کر مجھ سے بہت دور چلا گیا۔ ہمیشہ کے لیے۔" اس نے ایک سرد آہ بھری۔ وہ چہرے سے جتنی مکروہ نظر آتی تھی اس کی باتوں میں اتنی ہی کشش تھی کچھ دیر تک خلا میں گھورنے کے بعد بولی۔ "میں نے اس کی روح سے بارہا رابطہ قائم کرنے کی کوشش کی لیکن ہر بار ایک دھواں سا میری نگاہوں کے سامنے لہرا کر رہ گیا مگر میں مایوس نہیں ہوں میرے بچے! جس دن میں نے اس کی روح کو منا لیا وہ دن اس کے قاتلوں کی زندگی کا آخری دن ہو گا۔ میری بددعا انہیں اپنے ہاتھوں سے خود اپنا گلا گھونٹنے پر مجبور کر دے گی۔ وہ خارش زدہ کتوں سے بھی زیادہ بدتر موت مرنے پر مجبور ہو جائیں گے۔ یہ میرا دعویٰ ہے اور میری زبان سے نکلی ہوئی کوئی بات آج تک غلط ثابت نہیں ہوئی۔"

"کیا آپ دوسروں کے بارے میں پیش گوئیاں کر سکتی ہیں؟" میں نے اس کی باتوں سے مرعوب ہوتے ہوئے پوچھا۔ شاید میں اس کی باتوں کے سحر میں پوری طرح الجھ کر رہ گیا تھا۔

"پیش گوئی۔" وہ عجیب انداز میں مسکرائی جیسے میں نے اس کی شخصیت کے بارے میں کوئی ناموزوں لفظ ادا کر دیا تھا۔ اس کے ہونٹوں پر بڑی معنی خیز مسکراہٹ ابھری پھر وہ یکلخت مجھے سنجیدگی سے گھورتے ہوئے بولی۔ "ابھی وہ پیمانہ ایجاد نہیں ہوا جس سے کوئی لیڈی ملارنس کی بڑائی کی پیمائش کر سکے لیکن ایک دن برطانیہ کا بچہ بچہ میری لازوال طاقت کو تسلیم کرنے پر مجبور ہو جائے گا۔ یہ بھی میرا دعویٰ ہے۔"

"آپ تشریف رکھیں لیڈی ملارنس۔" ڈگو نے اپنی کرسی سے اٹھتے ہوئے احتراماً اسے بیٹھنے کی دعوت دی۔

"وہ جو میرے شوہر کے قاتل ہیں ان کی کسی پیشکش کو

قبول نہیں کر سکتی۔" لیڈی ملارنس نے حقارت سے جواب دیا۔

"میں دخل در معقولات کی معافی کا خواستگار ہوں لیکن کسی ایک فرد یا خاندان کی غلطی کا ذمے دار پوری قوم کو تو نہیں ٹھہرایا جا سکتا۔" میں نے ڈگو کی سفارش کرنے کی کوشش کی۔

"یہ تم کہہ رہے ہو میرے بچے!" وہ حیرت سے بولی۔ "کیا تم اس حقیقت کو بالکل فراموش کر بیٹھے کہ اسی سفید نسل قوم نے اپنی دوغلی پالیسی کے تحت ایک طویل عرصے تک تمہاری سرزمین پر اپنا تسلط جمائے رکھا تھا۔ آج بھی یہ تمہیں ایسی ہی نظروں سے دیکھتے ہیں جیسے تم ان کے پیدائشی غلام ہو۔ تم ایسے لوگوں کو کیا نام دو گے؟"

"ان تمام حقائق کے باوجود میں آپ سے مسٹر ڈگو کے مستقبل کے لیے نیک تمناؤں اور دعاؤں کی درخواست کروں گا۔"

لیڈی ملارنس کا جھری زدہ چہرہ ایک لمحے کو کانپ اٹھا۔ اس نے حقارت سے ڈگو کی جانب دیکھا۔ میں محسوس کر رہا تھا کہ وہ بڑی مشکل سے اپنے غصے اور جذبات پر قابو پانے کی کوشش کر رہی تھی۔ قرب و جوار کی میز کے افراد بھی اب ہماری باتوں کی جانب متوجہ تھے۔ کچھ دیر تک لیڈی ملارنس کے پورے وجود پر زلزلے کی سی کیفیت طاری رہی پھر اس نے قدرے نرم مگر سپاٹ لہجے میں ڈگو سے کہا۔

"جو پھول کاغذ سے تیار کیے جاتے ہیں ان کی مہک بھی عارضی ہوتی ہے۔ میں تم سے شدید نفرت کرتی ہوں اس لیے کہ سانپ کے بچے بھی سنپولے کہلاتے ہیں۔ آج تم زندگی کی بقا کے لیے مجھ سے دودھ کا پیالہ طلب کر رہے ہو لیکن کل ــــ میں جانتی ہوں کل کیا ہو گا۔ جب تمہارے جوڑ اور پٹھے مضبوط ہو جائیں گے تو سب سے پہلے مجھے ڈسنے کی کوشش کرو گے۔ کیوں ڈگو کیا میں غلط کہہ رہی ہوں؟"

جواب میں ڈگو صرف تھوک نگل کر رہ گیا لیکن اس کی پرامید نگاہیں اب بھی لیڈی ملارنس کے چہرے پر مرکوز تھیں۔

"تمہارے ذہن میں ترقی کرنے کا جو خیال پل رہا ہے وہ کبھی پورا نہیں ہو گا۔ میرا مشورہ ہے کہ تم اپنے جتھے سے علیحدہ ہو کر کام کرنے کا ارادہ ترک کر دو ورنہ آسمانی بلائیں تم کو اور تمہارے پورے خاندان کو تباہی کے اندھیرے غار میں دفن کر دیں گی۔" وہ پورے یقین سے ڈگو سے مخاطب تھی۔ "لیڈی ملارنس کی اس پیش گوئی کو کبھی فراموش کرنے کی حماقت نہ کرنا ورنہ تم بڑے خسارے میں رہو گے۔"

ڈگو نے اس بار بھی کوئی جواب نہیں دیا البتہ لیڈی ملارنس کا جواب سن کر اس کا چہرہ تاریک ہو گیا تھا۔ دوسری میز پر بیٹھی ہوئی ڈگو کے ساتھ والی عورت کا چہرہ بھی کسی اندرونی خوف سے زرد پڑ گیا تھا۔

"تم میرے بچے!" کچھ توقف کے بعد اس نے میری طرف شفقت بھری نگاہوں سے دیکھتے ہوئے کہا۔ "تم عظیم ہو جو اپنے دشمنوں کی بھی سفارش کرنے کا حوصلہ رکھتے ہو۔ میں تمہارے مستقبل میں جھانک کر دیکھ رہی ہوں۔ ترقی کی راہیں قدم قدم پر تمہارا استقبال کریں گی اور وہ جو تمہارے دوست ہیں تمہاری خاطر بڑی سے بڑی قربانی بھی پیش کرنے سے دریغ نہیں کریں گے۔ فی الحال میں اس سے زیادہ کچھ نہیں کہہ سکتی۔ ویسے ڈگو نے جو کہا تھا وہ غلط نہیں تھا۔ مجھے مشرق اور اس میں بسنے والوں سے والہانہ محبت ہے جنون کی حد تک۔"

"لیڈی ملارنس۔" میں نے اپنی کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔ "میں آپ کے اس جذبے کی قدر کرتا ہوں اور میری خواہش ہے کہ ــــ"

"تمہیں اجازت ہے میرے بچے!" اس نے میرا جملہ مکمل ہونے سے پہلے ہی جواب دیا۔ "تم جب چاہو مجھ سے مل سکتے ہو۔ ملارنس کیسل کے دروازے مشرق میں بسنے والوں کے لیے ہمیشہ کھلے رہتے ہیں لیکن دو شرط پر ــــ تم مجھ سے جب بھی ملو تنہا ملو۔ تمہارے ساتھ کوئی مقامی شخص نہیں ہونا چاہیے ورنہ میرے گونگے اور بہرے گارڈز شاید اس کے ساتھ تمہیں بھی اس بربریت کا نشانہ بنا دیں جو ان کے معصوم دلوں میں ملارنس کے مرنے کے بعد پیدا ہوئی ہے اور دوسری شرط یہ ہے کہ تم کبھی مجھ سے دروغ گوئی سے کام نہیں لو گے۔"

"کیا آپ کے محافظ پیدائشی گونگے اور بہرے ہیں۔" میں نے یونہی روانی میں پوچھ لیا۔ اس کی دوسری شرط میں دیدہ و دانستہ نظرانداز کر گیا۔

"نہیں۔" وہ ایک سرد آہ بھر کر بولی۔ "وہ ملارنس کے بہترین جانثار اور وفادار ساتھی جو اس کے ایک اشارے پر خون کا آخری قطرہ تک بہا دینے کو ہر دم تیار رہتے تھے۔ ملارنس کی موت ... ان بے گناہوں کے لیے ایک ایسا صدمہ جانکاہ تھا جسے وہ ماننے کو تیار نہیں تھے۔ وہ یہ بھی سننا پسند نہیں کرتے کہ ملارنس اب اس دنیا میں

aazzamm@yahoo.com

نہیں ہے۔ چنانچہ انہوں نے کچھ ایسی زہریلی دھات اور ادویات کا استعمال کیا کہ ان کی قوت گویائی اور قوت سماعت ہمیشہ کے لیے جاتی رہی لیکن قدرت نے ان کی بیش بہا قربانی کے عوض انہیں اشاروں کی زبان سمجھنے کی لامحدود قوتوں سے نواز دیا ہے۔"

"میں کسی دن آپ کے دولت خانے پر ضرور حاضری دوں گا جو میرے لیے کسی اعزاز سے کم نہ ہوگی۔"

"میں تمہیں خوش آمدید کہوں گی میرے بچے!" اس نے بڑی محبت سے جواب دیا پھر ڈگو کو حقارت بھری نگاہوں سے گھورتی ہوئی تیزی سے کرسی اور میزوں کے درمیان سے گزرتی ہوئی لاؤنج سے باہر نکل گئی۔ میں نے اس بات کو خاص طور پر محسوس کیا تھا کہ اس کے جانے کے بعد ہی لاؤنج میں بیٹھے ہوئے افراد کے چہروں پر طمانیت کا احساس واپس لوٹ آیا تھا۔ البتہ جاپانی نژاد جوڑا بدستور اپنی زبان میں سرگوشیوں میں مصروف تھا۔ میں نے سرسری طور پر ندیم اور گراہم کی میز پر نظر ڈالی۔ وہ دوستانہ انداز میں کھانے سے شغل کر رہے تھے۔ یوں جیسے وہ ایک دوسرے کے بہترین دوست ہوں اور ان کے درمیان کبھی کوئی رنجش بھی پیدا نہ ہوئی ہو۔

میرے ساتھ ڈگو بھی کرسی پر بیٹھ گیا پھر اس نے کہا۔ "آپ بڑے خوش نصیب ہیں مسٹر بلرام جو لیڈی مکلارنس نے آپ کو اپنے کیسل میں خوش آمدید کہنے کے اعزازات سے نوازا ہے۔"

"میں سمجھا نہیں۔" میں نے حیرت کا اظہار کیا۔

"آپ ہی نے تو کہا تھا کہ اسے مشرق کے لوگوں سے پیار ہے۔"

"ہاں میں نے غلط نہیں کہا تھا۔" ڈگو نے اپنے الفاظ پر زور دیتے ہوئے کہا۔ "لیکن مجھے اس بات کا بخوبی علم ہے کہ اس نے مکلارنس کی موت کے بعد کسی اجنبی کو مکلارنس کیسل میں داخل ہونے کی اجازت نہیں دی۔ خواہ اس کا تعلق مشرقی ممالک ہی سے کیوں نہ ہو۔"

"کیا آپ وہاں تک رسائی حاصل کرنے کی کوشش کر چکے ہیں۔"

"متعدد بار لیکن کیسل کے گونگے اور بہرے گارڈ ہمہ وقت اپنے فرائض کی انجام دہی میں بہت چوکس رہتے ہیں اور کسی کو قریب پھٹکنے کی اجازت بھی نہیں دیتے۔"

"بہرحال مجھے خوشی ہے کہ اس نے آپ کے سلسلے میں پیش گوئی کرنے میں کسی حیل و حجت سے کام نہیں لیا۔"

"ہاں۔" ڈگو نے کچھ عجیب سے لہجے میں کہا پھر اٹھتے ہوئے بولا۔ "میں اب اجازت چاہوں گا۔"

پھر مجھ سے اجازت ملنے کے بعد ڈگو اور اس کے ساتھ والی عورت نے بھی وہاں مزید رکنے کی کوشش نہیں کی تھی۔ میں نے ایک بار پھر ندیم کی جانب کن انکھیوں سے دیکھا پھر کھانے میں مصروف ہو گیا لیڈی مکلارنس کا وجود اب میرے لیے دلچسپی کا باعث بن چکا تھا۔ اس کے جملے میرے کانوں میں بدستور گونج رہے تھے۔ اس کے علاوہ ایک خیال نہ جانے کیوں رہ رہ کر میرے ذہن میں ابھر رہا تھا۔ ڈگو وہ نہیں تھا جو وہ نظر آرہا تھا پھر وہ کون تھا؟

●

رات کے تقریباً گیارہ بج رہے تھے لیکن راجو ابھی تک واپس نہیں آیا تھا۔

میں پی وے میں اپنے ہوٹل کے کمرے کی بالکونی میں کھڑا دور تماشائی روشنیوں کو دیکھ رہا تھا۔ ہوٹل میں سیاحوں کے ہنگامے ابھی تک جاگ رہے تھے۔ دور سے سمندر کی سائیں سائیں کرتی ہوئی موجوں کے ساتھ کبھی کبھی نیچے بار روم سے ابھرنے والے بہکے ہوئے قہقہوں کی آوازیں بھی میرے کان میں گونجنے لگتی تھیں۔

میں نے لارڈز کے وی آئی پی لاؤنج میں راجو کو تلاش کرنے کی کوشش کی تھی لیکن وہ مجھے وہاں کہیں نظر نہیں آیا تھا۔ اتنی رات گئے تک ہوٹل سے دور رہنا بھی اس کے لیے مناسب نہیں تھا۔ خاص طور پر ایسی صورت میں جبکہ گراہم کے خونخوار شکاری گریشیا کے قاتلوں کی بو سونگھتے پھر رہے تھے۔

میرے ذہن میں ایک خیال سرعت سے ابھرا تھا۔ کہیں ایسا تو نہیں ہے کہ راجو پی وے کے اندر ہی کہیں ہنگاموں میں مصروف تھا۔ ہماری حیثیت سیاحوں جیسی تھی اور راجو خاص طور پر اس حیثیت میں پوری طرح لطف اندوز ہو رہا تھا۔ مجھے راجو کا انتظار اس لیے بھی شدت سے تھا کہ میں اس سے گراہم اور ندیم کے درمیان ہونے والی گفتگو کے بارے میں دریافت کرنا چاہتا تھا۔ راجو چونکہ ندیم کا دست راست تھا اس لیے مجھے یقین تھا کہ ندیم نے اسے کسی نہ کسی طرح اپنے اور گراہم کے مابین ہونے والی گفتگو کے ماحصل سے ضرور آگاہ کیا ہو گا۔

میں ابھی نیچے جا کر راجو کو تلاش کرنے کے ارادے سے لباس تبدیل کر ہی رہا تھا کہ فون کی گھنٹی بجی اور میں نے لپک کر ریسیور اٹھا لیا۔

"ہیلو۔۔۔ بلرام اسپیکنگ۔" میں نے ماؤتھ پیس میں کہا۔

"اوہ۔۔۔ یو۔۔۔ سوئٹ ہنی۔" دوسری جانب سے ایک نسوانی آواز کے ساتھ ہی ہوائی بوسے کی گونج بھی میرے کانوں سے ٹکرائی۔

"کون ہو تم؟" میں نے کھٹاک انداز میں سوال کیا۔

"تمہاری پرستار۔" دوسری جانب سے بولنے والی نے بڑی روانی سے انگریزی میں جواب دیا۔

"سوری۔" میں نے سپاٹ لہجہ اختیار کیا۔ "میرا خیال ہے کہ تم سے جلدی میں غلط نمبر ڈائل ہو گئے ہیں۔"

"اوہ نو! ہیلن اب اتنی زیادہ نشے میں بھی نہیں ہے کہ وہ اپنے محبوب کے نمبر بھی نہ یاد رکھ سکے۔"

"میں کسی ہیلن سے واقف نہیں ہوں۔"

"جھوٹ بول رہے ہو۔" اس بار اس کے لہجے میں ہنسی کا عنصر شامل تھا۔ "ہیلن آف ٹرائے کو دنیا جانتی ہے۔ کیا تمہیں علم نہیں کہ یونانی دیومالا کی مشہور روایات کے مطابق مجھے قاتل حسن کی علامت بھی سمجھا جاتا ہے۔ میری ذات سے بہت ساری کہانیاں مشہور ہیں۔ مختلف مقامات پر میری پرستش مختلف انداز میں آج بھی ہو رہی ہے۔ تھراپنی (therapne) کے مقام پر حسن و جمال کی دیوی کی حیثیت سے۔ رہوڈس (Rhodes) کے لوگ مجھے درختوں کی محافظ دیوی کے طور پر پوجتے ہیں اور علاقے کے ملاح میرا مقدس نام لیے بغیر اپنی کشتیاں یا جہاز سمندر کی موجوں کے حوالے نہیں کرتے۔"

"اگر تم صرف میرا امتحان لینا چاہتی ہو تو میں تمہیں یہ بھی بتا سکتا ہوں کہ تم دیوی اور دیوتا زیس اور لیڈا کی وہ حسین بیٹی ہو جس سے حسن اور عشق کی اور بہت ساری روایات بھی مشہور ہیں۔ تم ٹرائے کے شہزادے کے عشق میں گرفتار ہو کر یا پھر اسے اپنی زلفوں کا اسیر بنا کر پیرس بھاگ گئی تھیں پھر یونان کی ملکہ نے تمہاری بازیابی کے لیے ایک مہم چلائی تھی اور۔۔۔"

"اور اتنا کچھ جاننے کے بعد تم ابھی کہہ رہے ہو کہ اپنی ہیلن سے ناواقف ہو۔" اس نے بڑی لگاوٹ سے کہا۔ "تمہیں تو اپنی قسمت پر ناز کرنا چاہیے تھا کہ میں نے تمہاری خاطر ایک نیا جنم لیا ہے۔"

"میرا خیال ہے کہ تم شاید اپنا اور میرا وقت برباد کر رہی ہو۔" میں نے اکتاہٹ بھرے انداز میں اسے ٹالنے کی کوشش کی۔ میرا ذاتی خیال تھا کہ وہ بری طرح نشے میں ہو گی اور رانگ نمبر مل جانے کے بعد مجھ سے فلرٹ کر کے لطف اندوز ہو رہی ہو گی۔

"یہ کیسے جان لیا تم نے کہ کیا تم وہی بلرام نہیں ہو جو آج لارڈز کے وی آئی پی لاؤنج میں لیڈی مکلارنس سے ملاقات کا شرف حاصل کر رہے تھے۔"

"کون ہو تم؟" میں سنجیدہ ہو گیا۔

"تمہاری ہیلن۔" وہ کھنکتا قہقہہ لگا کر بولی۔

"فون کرنے کا مقصد کیا ہے؟"

"تم سے مل کر دل بہلانے کو جی چاہتا ہے۔" وہ کچھ زیادہ ہی فری ہونے لگی۔ "اجازت ہو تو تمہارے روم میں آکر کچھ وقت تمہارے ساتھ گزار لوں۔ تم مجھے اچھے لگتے ہو۔"

"میں فون بند کر رہا ہوں۔"

"پلیز۔۔۔ ایسی بے رخی بھی اچھی نہیں۔" وہ تیزی سے بولی۔ "کیا تم اتنی جلدی ہیلن کو بھول گئے۔ وہ ہیلن جس نے ایک بار تمہاری جان بچائی تھی۔ بڑے احسان فراموش معلوم ہوتے ہو۔"

"ایک بات بہت سنجیدگی سے کہوں۔ مانو گی۔" میں نے زچ آکر کہا۔

"تم حکم دے کر دیکھو۔ میں اپنا لازوال حسن تمہارے قدموں میں بکھیر دوں گی۔"

"تم کوئی بھی ہو مجھے اس وقت تنگ مت کرو۔ میں اس وقت بے حد تھکا ہوا ہوں بڑی شدت سے نیند کے جھونکے مجھ پر غنودگی کی کیفیت طاری کر رہے ہیں۔"

"بڑے خشک اور بور لگ رہے ہو اس قسم کی باتیں کرتے ہوئے۔" اس نے کہا۔ "اگر تم واقعی سیاح ہو تو یہ بھی ضرور جانتے ہو گے کہ پی وے میں قیام کرنے والوں کے لیے رات سونے کے لیے نہیں جاگنے کے لیے ہوتی ہے۔"

"[illegible] وقت گزاری کے لیے مجھے بلاوجہ تنگ کرنے کے بجائے تم کسی اور کے نمبر پر قسمت آزما سکتی ہو۔"

"کتنی شادیاں کر چکے ہو۔"

"کیا مطلب؟"

"عورتوں سے صرف وہی مرد الرجک ہوتے ہیں جن کی ازدواجی زندگی بار بار ناکامی کا شکار ہوئی ہو۔"

"آئی سی۔" میں نے نفرت سے پوچھا۔ "بہت زیادہ تجربہ کار معلوم ہوتی ہو۔"

"تمہاری توقعات سے کہیں زیادہ۔" وہ بے تکلفی

aazzamm@yahoo.com

سے بولی۔ "کہو تو یہ بھی بتا دوں کہ تمہاری اصلیت کیا ہے۔"

"میں سمجھا نہیں۔" میں اس کا آخری جملہ سن کر چونکے بغیر نہ رہ سکا۔ شاید وہ گراہم کے گروہ سے تعلق رکھتی تھی اور مجھے باور کرانا چاہتی تھی کہ وہ میری اصلیت سے واقف ہے۔

"زیادہ سمجھنے کی کوشش نہ کرو اور الجھ جاؤ گے اور انسان جب الجھن کا شکار ہو تو اس سے قدم قدم پر غلطیاں سرزد ہونے لگتی ہیں جبکہ ہمیں ہر لمحہ محتاط رہنے کی ضرورت ہے۔" اس بار وہ بڑی سنجیدگی سے اپنی مادری زبان میں بولی۔ "میں یونہی وقت ضائع کر رہی تھی صرف یہ معلوم کرنے کے لیے کہ کوئی تیسرا شخص ہماری گفتگو سننے کی کوشش تو نہیں کر رہا۔"

"کون ہو تم؟" میں نے اردو میں پوچھا۔

"جولی ـــ مونا ـــ ماریا یا پھر ہیلن جو چاہو سمجھ لو۔" اس نے تیزی سے کہا۔ "تمہارے لیے ایک ضروری پیغام ہے۔ تمہارا ساتھی رام اوتار ایک بزنس ڈیل کے سلسلے میں مصروف ہے۔ آج رات وہ سی ویو میں نہیں گزارے گا۔"

"اوہ! ماریا۔" میں نے اس بار دوستانہ لہجہ اختیار کیا۔

"میں تم سے کچھ پوچھنا چاہتا ہوں۔"

"پوچھو۔"

"گراہم اور ندیم کے درمیان کیا طے پایا۔"

"سوری۔ یہ دونوں نام میرے لیے اجنبی ہیں۔" اس کے ساتھ ہی دوسری جانب سے سلسلہ منقطع کر دیا گیا۔ مجھے بڑی شدت سے اپنی غلطی کا احساس ہوا۔ ماریا نے اصل پیغام پہنچانے کے لیے جو طویل راستہ اختیار کیا تھا وہ اس کے تجربے اور ذہانت کی دلیل تھی لیکن میں نے فون پر گراہم اور ندیم کا نام لے کر شاید عقلمندی کا ثبوت نہیں دیا تھا۔

●

رات، میں چونکہ دیر سے سویا تھا اس لیے صبح میری آنکھ بھی دیر سے کھلی۔ میں اٹھتے ہی باتھ روم میں چلا گیا۔ ندیم سے دوری اور حالات سے ناواقفیت نے میرے اندر ایک ہلچل سی مچا رکھی تھی۔ مجھے ندیم پر شدید غصہ آ رہا تھا جس نے ہارمن کے سلسلے میں مجھے میری اصلی شکل میں کنگ اسٹارز جانے کی ہدایت کی تھی۔ اگر اس وقت میں بکرام کے میک اپ میں ہوتا تو اس وقت مجھے دور رہنے کی کوفت نہ برداشت کرنی پڑتی پھر گراہم سے پہلی ملاقات کے وقت بھی مجھے میری اصلی شکل میں اپنے ساتھ لے گیا تھا۔ اسی بات نے گراہم کو انتقام لینے پر مجبور کر دیا ہو گا۔ گراہم کی جگہ کوئی اور ہوتا تو شاید وہ بھی وہی کچھ کرتا جو گراہم کر رہا تھا۔ ممکن ہے ان باتوں کے پس پشت ندیم کی کوئی خاص مصلحت کارفرما ہو لیکن بہرحال میں اس مصلحت سے بھی ناواقف ہی تھا اور ان ہی عوامل نے مجھے شدید اکتاہٹ کا شکار کر دیا تھا۔

پندرہ بیس منٹ تک نیم گرم پانی سے نہانے کے بعد میرے ذہن سے مسلسل مندی کے اثرات دور ہو گئے۔ میں باتھ روم سے باہر نکلا تو میں نے دیکھا کہ راجو بستر پر پڑا خراٹے لے رہا تھا جس وقت میں باتھ روم میں گیا تھا وہ اپنے بستر پر موجود نہیں تھا۔ وہ کس وقت کمرے میں داخل ہوا اور کب نیند کی آغوش میں گم ہوا مجھے اس کی مطلق خبر نہ ہوئی۔ یہ کوئی تشویش کی بات بھی نہیں تھی اس لیے کہ راجو کے پاس کمرے کی ڈپلی کیٹ چابی موجود تھی۔

میں نے اسے جگانا مناسب نہیں سمجھا۔ نیچے جا کر ڈائننگ ہال میں ناشتا کیا پھر اوپر آ کر بالکونی میں آرام کرسی پر بیٹھ کر اخبارات کے مطالعے میں مصروف ہو گیا۔ صبح خاصی خوشگوار تھی۔ آسمان پر ہلکے اودے بادل چھائے ہوئے تھے اور ہلکی ہلکی بوندا باندی بھی جاری تھی۔ ساحل پر غیر ملکی سیاحوں کے علاوہ مقامی لوگ بھی بڑی تعداد میں موسم سے لطف اندوز ہو رہے تھے۔

میں خاصی دیر تک اخبارات کے مطالعے میں مصروف رہا۔ میرے ذہن میں ندیم کا تصور بار بار ابھر رہا تھا۔ اس نے جو کچھ کہا تھا اور کر رہا تھا مجھے اس کے بارے میں مطلق کوئی علم نہیں تھا۔ اگر مجھے اس کی دوستی اور نسیم کا خیال نہ ہوتا تو شاید اب تک میں خاموشی سے واپسی کا ٹکٹ کٹا چکا ہوتا۔ بہرحال میں نے طے کر لیا تھا کہ پہلی ہی ملاقات میں ندیم سے کھل کر اس مسئلے پر بات کروں گا۔ شاید تنہائی کے احساس اور میک اپ کے جھمیلے نے مجھے زیادہ ہی حساس بنا دیا تھا۔

وہ کہانی جو میرے نام سے شروع ہوئی تھی اب ندیم اس میں بحیثیت مرکزی کردار کے اپنا رول ادا کر رہا تھا۔ اپنے خیالات کی رو میں بھٹک کر میں ماضی کے تانے بانوں میں الجھنے لگا۔ روپ نگر میں اگر پہلی پوسٹنگ نہ ہوئی ہوتی تو شاید میں اس وقت تجارت میں آنے کے بجائے ایس ایس پی کے عہدے پر فائز ہوتا۔ روپ نگر کے ساتھ ہی میرے ذہن میں شنکر اور کالکا کا تصور ابھر آیا پھر ماضی کے

تصویر بن کر میرے ذہن کے پردے پر سلسلے وار اجاگر ہونے لگے۔ کالکا نے میری خاطر شنکر سے ٹکرا کر خود کو دیوی دیوتاؤں کے عتاب کا نشانہ بنا دیا تھا۔ مجھے یاد ہے کہ اس نے مجھے سمندر پار سفر کرنے کا مشورہ دیتے وقت اس بات کا وعدہ بھی کیا تھا کہ وہ دیوتاؤں کی قید سے آزاد ہوتے ہی مجھ سے رابطہ قائم کرے گی لیکن ابھی تک ایسا نہیں ہوا تھا۔

کالکا کے خیال نے میرے وجود کو گدگدا دیا تھا۔ میں نے اس کے صرف دو روپ دیکھے تھے۔ اس نے کئی موقعوں پر مجھے موت کے منہ سے نجات دلائی تھی۔ اس اعتبار سے وہ میری محسنہ تھی۔ کچھ سوچ کر میں نے دل ہی دل میں کالکا کے پراسرار وجود کو آواز دی، لیکن اس کی طرف سے کوئی جواب نہیں ملا۔ شاید دیوی دیوتاؤں نے اس پر عائد پابندیوں میں کچھ اور سختی کر دی تھی۔ ورنہ وہ جواب ضرور دیتی۔ پھر میرا ذہن کمبل پوش بزرگ کی شخصیت کے بارے میں غور کرنے لگا۔ خدا کے اس برگزیدہ بندے نے مجھے ان کالی طاقتوں سے دور رہنے کی تاکید کی تھی لیکن میں اپنی ضد پر اڑا رہا پھر میری ہی خاطر اس بزرگ نے اپنی ٹیڑھی بیڑھی لکڑی غصے میں اس منڈل کی جانب اچھال دی تھی جس میں پنڈت جسی دھر دھونی رمائے بیٹھا کالکا کی قوتوں کو جنتر منتر کے ذریعے اسے قبضے میں کرنے کے خواب دیکھ رہا تھا۔ سفید ریش بزرگ کی اس لکڑی کی کرامت نے جسی دھر کے منڈل کو توڑ دیا۔ برفانی پہاڑی وہ پھاڑ زلزلے کی کیفیت سے دوچار ہو گئی تھی اور جسی دھر روئی کے گالے کے مانند فضا میں اچھلا تھا اس کے بعد کیا ہوا مجھے اس کی کوئی خبر نہیں ہوئی۔ کالکا نے بارہا استفسار کے باوجود اپنی زبان بند رکھی تھی لیکن مجھے یقین تھا کہ بزرگ کی لازوال روحانی قوتوں نے اس منحوس پنڈت کو کسی سنگلاخ چٹان سے ٹکرا کر پاش پاش کر دیا ہو گا۔

اچانک میری نظر اپنی اس انگلی پر پڑی جس میں بزرگ کی دی ہوئی وہ صندلی انگوٹھی اس وقت بھی موجود تھی جو میرے سوا کسی اور کو نظر نہیں آتی تھی۔ اس انگوٹھی کی موجودگی میں کالکا کی کالی قوتیں بھی میرے دل کا احوال جاننے سے قاصر ہو گئی تھیں۔ بزرگ مجھ سے خفا ہو چکے تھے لیکن وہ صندلی انگوٹھی شاید اب بھی غائبانہ طور پر میری مدد کر رہی تھی۔

میں اپنے خیال میں کتنی دیر محو رہا مجھے یاد نہیں پھر راجو کی آواز میرے کانوں میں گونجی تو میرے خیالات کا شیرازہ منتشر ہو گیا۔ میں نے پلٹ کر دیکھا، وہ کمرے میں کھڑا اپنے گیلے بدن کو تولیے سے خشک کر رہا تھا۔ وہ کس وقت بیدار ہوا اور کس وقت غسل خانے سے فارغ ہوا مجھے اس کی بھی مطلق کوئی خبر نہیں ہوئی۔

"کیا آپ ناشتا کر چکے ہیں؟"

"ہاں۔" میں نے گھڑی پر نظر ڈالتے ہوئے کہا۔ "کچھ دیر بعد لنچ کا وقت ہو جائے گا۔"

راجو لباس تبدیل کر کے میرے قریب ہی بالکونی میں آ کر بیٹھ گیا۔ غسل کرنے کے بعد اب وہ بالکل تر و تازہ لگ رہا تھا۔ روم سروس کو فون کرنے کے بعد اس نے اپنے لیے صرف کافی کا آرڈر دیا تھا۔ کافی پینے کے دوران وہ خاموش بیٹھا ساحل پر ہونے والے حسین ہنگاموں سے لطف اندوز ہو رہا تھا پھر اس نے ایک سگریٹ سلگا کر دھواں اڑاتے ہوئے کہا۔

"میرا اندازہ اگر غلط نہیں تو شاید آپ میری رات کی غیر حاضری سے ناراض ہیں۔" اس نے خود ہی سوال کیا پھر خود ہی جواب دیتے ہوئے کہا۔ "دراصل باس نے مجھے ایک ضروری کام سونپ دیا تھا۔"

"رات ماریا نے ہیلن بن کر مجھے اس کی اطلاع دے دی تھی۔"

"وہ بہت دور اندیش لڑکی ہے۔" راجو نے ماریا کی تعریف کرتے ہوئے کہا۔ "بے پناہ صلاحیتوں اور خوبیوں کی مالک، اکثر ایسے مشکل کام بھی کر گزرتی ہے جو گروہ کے دوسرے افراد سرانجام دینے سے کتراتے ہیں۔ باس اسی وجہ سے اس پر بے حد اعتماد کرتا ہے۔ وہ گروہ کے لیے اب تک سیکڑوں بیش بہا خدمات انجام دے چکی ہے۔ موت اس کے نزدیک کسی دلچسپ کھیل سے زیادہ اہمیت نہیں رکھتی۔ خاص طور پر میک اپ کے فن میں اسے مہارت حاصل ہے۔ میں نے بھی یہ فن اسی سے سیکھا ہے۔"

"کیا گزشتہ رات تم اور ماریا ایک ساتھ ہی تھے۔"

"نہیں۔"

"ندیم اور گراہم کے درمیان کیا طے پایا؟"

"جو کچھ ہوا ہے مجھے اس کا اندازہ کسی حد تک پہلے ہی سے تھا۔"

"کیا مطلب؟"

"گراہم نے مفاہمت کی راہ اختیار کرنے کا وعدہ کر لیا ہے۔" راجو نے مسکراتے ہوئے کہا۔ "وہ گرشیا کی موت کے صدمے کو بھی بھول جانے پر آمادہ ہو گیا ہے۔"

"ہو سکتا ہے کہ اس آمادگی کے پیچھے بھی گراہم کی

aazzamm@yahoo.com

کوئی خطرناک سازش ہو۔"

"ہاں، ہو سکتا ہے لیکن اگر ایسا ہوا تو وہ گراہم کی زندگی کا آخری دن ثابت ہو گا اور طے شدہ پروگرام کے تحت گراہم کی جگہ اس کا لڑکا البرٹو لے لے گا۔"

"کیا کل رات تم البرٹو ہی سے ملنے گئے تھے؟" میں نے قیاس آرائی کی۔

"نہیں۔" راجو نے ایک طویل کش لے کر پُرفضا ماحول میں آلودگی بکھیرتے ہوئے سنجیدگی سے جواب دیا۔ "میں نے کل رات صرف اس شخص کے کھوج میں گزاری ہے جس نے ڈنگو کی حیثیت میں آپ سے مل کر لیڈی مکارنس سے دوستی پیدا کرنے کا مشورہ دیا تھا۔"

"میں سمجھا نہیں۔" میں نے راجو کو وضاحت طلب نظروں سے گھورتے ہوئے پوچھا۔ "کیا ڈنگو کی اصلیت کچھ اور ہے۔"

"ہاں۔" ماریا نے اسے بغور دیکھنے کے بعد ہی رائے قائم کی تھی کہ وہ میک اپ میں تھا۔ بعد میں اس کی تصدیق بھی ہو گئی تھی۔"

"کیا ہے اس کی اصلیت؟" میں نے دلچسپی لیتے ہوئے دریافت کیا۔

"یہ بھی ایک عجیب اتفاق ہے کہ ماریا اور باس دونوں ہی کو ڈنگو کی اصلیت پر شبہ ہوا تھا پھر باس کے حکم پر میں نے گزشتہ رات سی ویو سے دور گزاری تھی۔"

"میں نے تم سے ڈنگو کی اصلیت کے بارے میں پوچھا تھا۔"

"میری معلومات کے مطابق وہ کئی مہینوں سے ڈنگو کے میک اپ میں دیکھا جا رہا ہے لیکن اس کی اصلیت کچھ اور ہے۔" راجو نے اپنا سلسلۂ کلام جاری رکھتے ہوئے کہا۔ "دراصل وہ مقامی سیکرٹ سروس کا چیف انسپکٹر پادل ہے۔"

"اوہ ہی۔" میں نے حیرت کا اظہار کیا۔ "کیا اسے بھی میری اصلیت پر شبہ ہو گیا ہے؟"

"میں وثوق سے نہیں کہہ سکتا لیکن میرا خیال ہے کہ ایسا نہیں ہے۔" راجو نے سنجیدگی سے جواب دیا۔ "وہ محض لیڈی مکارنس کی وجہ سے آپ سے مل بیٹھا تھا۔ یہ حقیقت ہے کہ لیڈی مکارنس ایک غریب گھرانے سے تعلق رکھتی تھی وہ بلا کی حسین تھی اس لیے مکارنس کی حسن پرستی نے اس غریب لڑکی کو زمین سے اٹھا کر آسمان پر پہنچا دیا پھر اسے لیڈی کا خطاب ملا اور وہ تمام سیاہ و سفید کی بلا شرکت غیرے مالک بن گئی۔ بلا کی ذہین عورت تھی اس لیے ان لوگوں کا دل بھی اپنے حسن اخلاق سے جیت لیا جو مکارنس کے قریبی ساتھیوں میں سے تھے۔ وہ اپنے ملازموں سے برابری کا سلوک کرتی تھی چنانچہ وہ بھی اس کے اشاروں پر چلنے لگے اور آج بھی اس کے تابع ہیں۔"

"تو کیا پادل کا خیال ہے کہ خود لیڈی مکارنس نے اپنے شوہر کی موت کی سازش مرتب کی تھی تاکہ وہ جائیداد کی مالک بن سکے۔"

"انسپکٹر پادل کے علاوہ کچھ اور بااثر لوگ بھی اس خیال کے حامی ہیں۔"

"کوئی خاص وجہ۔"

"دراصل لیڈی مکارنس اپنے شوہر کے لیے کوئی وارث پیدا کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتی تھی جبکہ مکارنس بڑی شدت سے کسی وارث کی کمی محسوس کرتا تھا اور اسی خیال سے کہ کہیں وارث کی لالچ میں مکارنس ان خوبصورت لڑکیوں میں سے کسی ایک کا انتخاب نہ کر لے جو اس کے اردگرد منڈلاتی رہتی تھیں۔ لیڈی مکارنس نے تمام جائیداد پر قبضے کرنے کی خاطر مکارنس کو ہمیشہ کے لیے راستے سے ہٹا دیا۔"

"ایسی صورت میں تو شبہے کی بنیاد پر بھی لیڈی مکارنس کو حراست میں لے کر تفتیش کی جا سکتی ہے۔" میں نے ایک سابقہ پولیس آفیسر کی حیثیت سے اپنے تجربات کی روشنی میں کہا۔ "مردوں کے مقابلے میں عورتیں زیادہ کمزور ہوتی ہیں اس لیے پولیس کی طرف سے ہونے والے محکمہ تھرڈ ڈگری کے استعمال سے پہلے ہی اپنی زبان کھول دیتی ہیں۔"

"انسپکٹر پادل نے اس کی کوشش کی تھی لیکن اسے ناکامی کا سامنا کرنا پڑا۔ اوّل اس لیے کہ یہ حقیقت ہے کہ مکارنس کے گونگے اور بہرے گارڈز جو حکومت کی طرف سے بااختیار ہیں کسی اجنبی کو لیڈی مکارنس کے اشارے کے بغیر کیسل کے قریب نہیں پھٹکنے دیتے اور دوسری ایک عجیب روایت یہ بھی مشہور ہے کہ لیڈی مکارنس بہت بڑی جادوگرنی بھی ہے۔ جس کا اندازہ لوگوں کو مکارنس کی موت کے بعد ہوا۔"

"کیا اس جادوگرنی والی کہانی میں کچھ حقیقت بھی شامل ہے۔"

"ہاں لوگوں کا خیال ہے کہ لیڈی مکارنس کی زبان سے جو بات نکل جاتی ہے وہ پتھر کی لکیر ثابت ہوتی ہے۔"

راجو نے سپاٹ لہجے میں کہا۔ "مکارنس کی موت سے آج تک اس نے جن جن باتوں کی پیش گوئیاں کی ہیں وہ حیرت انگیز طور پر حرف بحرف صحیح ثابت ہوئی ہیں اس کے علاوہ ایک اور اہم بات اور بھی ہے۔ لیڈی مکارنس شادی کے بعد سب سے زیادہ خوش پوش اور خوش گفتار خاتون شمار کی جاتی تھی لیکن مکارنس کے انتقال کے بعد اس نے اپنی جون ہی بدل ڈالی۔ کئی کئی ہفتوں تک ایک ہی لباس میں نظر آتی ہے۔ اس حد تک چڑچڑی ہو گئی ہے کہ اب کسی سے ہمکلام ہونا بھی گوارا نہیں کرتی۔ ایک بات یہ بھی مشہور ہے کہ اس نے مکارنس کی موت کے بعد سوائے اس رہائشی کیسل کے جہاں وہ مقیم ہے تمام جائیداد منقولہ اور غیر منقولہ ایک مقامی ٹرسٹ کے نام کر دی ہے۔"

"کیا اس بات کی تصدیق نہیں ہو سکی۔"

"ایک رات میں میں نے جو کچھ معلوم کر لیا ہے وہی بہت ہے۔" راجو بے پروائی سے بولا۔ "حقیقت کیا ہے اس سے ہمیں کوئی سروکار نہیں ہے۔"

"گویا انسپکٹر پادل میرے ذریعے لیڈی مکارنس تک رسائی حاصل کرنا چاہتا ہے۔"

"بظاہر ایسا ہی معلوم ہوتا ہے۔"

"لیکن ایک بات قابل غور ہے۔" میں نے کہا۔ "اگر یہ بات درست ہے کہ لیڈی مکارنس جادوگرنی ہے تو کیا وہ انسپکٹر پادل کو ڈنگو کی حیثیت سے شناخت نہیں کر سکتی۔"

"میرا خیال ہے کہ وہ اس راز کو پا چکی ہے۔" راجو نے سنجیدگی سے کہا۔ "آپ کی میز پر آنے کے بعد اس نے ڈنگو کو حقارت سے مخاطب کرتے ہوئے پہلا جملہ یہی کہا تھا کہ جو پھول کاغذ سے تیار کیے جاتے ہیں ان کی مہک بھی عارضی ہوتی ہے اور یہ بھی مشورہ دیا کہ وہ اپنے جتھے سے علیحدہ رہ کر کام کرنے کا ارادہ ترک کر دے۔"

"تم نے وہ جملے کس طرح سن لیے۔" میں نے تعجب سے پوچھا۔

"جبھی کبھی جاپان سے تعلق رکھنے والے بھی ٹوٹی پھوٹی انگریزی بولنے اور سمجھنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔"

"اوہ۔" میں نے حیرت سے کہا۔ "کیا وہ جاپانی جوڑا جو میری میز کے بائیں جانب بیٹھا تھا وہ تم اور ماریا تھے۔"

جواب میں راجو نے مسکراتے ہوئے اقرار کر لیا۔

"اور وہ زبان جو تم دونوں بول رہے تھے۔"

"وہ صرف جاپانی لب و لہجے کی نقل تھی۔"

"تم دونوں واقعی حیرت انگیز صلاحیتوں کے مالک ہو۔" میں نے ان دونوں کی تعریف کرنے میں بخل سے کام نہیں لیا۔

"ذرہ نوازی ہے آپ کی۔" راجو نے کہا۔ "ورنہ من آنم کہ من دانم۔"

"تم نے جن حالات سے پردہ اٹھایا ہے اس کے بعد ندیم کا کیا خیال ہے۔" میں نے سنجیدگی سے پوچھا۔ "کیا میرا لیڈی مکارنس کی دعوت پر اس کے محل تک جانا مناسب ہو گا۔"

"باس کا مشورہ یہی ہے کہ آپ کو لیڈی مکارنس سے ملاقات کرنی چاہیے۔" راجو نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔ "میرا خیال ہے ڈنگو یا انسپکٹر پادل لیڈی مکارنس کے سلسلے میں آپ سے دوبارہ رابطہ قائم کرنے کی کوشش ضرور کرے گا۔"

*

راجو نے مجھے جو حالات بتائے تھے میں ان پر دن بھر بڑی سنجیدگی سے غور کرتا رہا۔ ڈنگو اور لیڈی مکارنس دونوں ہی کی شخصیت میرے لیے دلچسپی کا سبب بن چکی تھی چنانچہ میں نے لیڈی مکارنس سے ملنے کی خاطر اس کے کیسل تک جانے کا ارادہ کر لیا۔

شام کی چائے پینے کے بعد میں نے دوبارہ شیو کیا۔ بہترین سوٹ زیب تن کرنے کے بعد جانے کے لیے تیار ہوا تو راجو نے کہا۔ "کیا آپ کو اشاروں کی زبان آتی ہے۔"

"صرف اس حد تک کہ کام چلا سکتا ہوں۔"

جواب میں راجو نے جیب سے ایک ٹائی پن نکال کر میرے حوالے کرتے ہوئے بڑی رازداری سے کہا۔

"اسے احتیاط سے ٹائی پر لگا لیجیے۔ بظاہر یہ ٹائی پن ہے لیکن اس کے اندر ایک بے حد حساس اور پاورفل ٹرانسمیٹر موجود ہے جس کی فری کوئنسی صرف میرے اور باس کے پاس موجود ہے۔ آپ کے درمیان جو گفتگو ہو گی وہ بہ آسانی ہم تک پہنچتی رہے گی۔"

"اور اگر لیڈی مکارنس کے جادوگرنی ہونے والی بات درست ثابت ہوئی تو۔" میں نے ٹائی پن کو لگاتے ہوئے کہا۔

"باس یہی معلوم کرنا چاہتا ہے کہ اس کی اصلیت کیا ہے۔"

میں راجو کو وش کرتا ہوا لفٹ کے ذریعے نیچے آیا۔ ہوٹل کے پارکنگ لاٹ میں بہت ساری خالی ٹیکسیاں موجود تھیں۔ میں ان میں سے ایک کا دروازہ کھول کر پچھلی

aazzamm@yahoo.com

نشست پر بیٹھ گیا۔

"کہاں چلنا ہے جناب؟" ٹیکسی ڈرائیور نے میٹر ڈاؤن کرتے ہوئے پوچھا۔

"ملارنس کیسل۔"

"ملارنس کیسل۔" ڈرائیور نے چونکتے ہوئے پلٹ کر مجھے کچھ ایسی نگاہوں سے دیکھا جیسے یا تو اسے اپنی قوت سماعت پر یقین نہیں آیا تھا یا اسے میرے صحیح الدماغ ہونے پر شبہ ہو رہا تھا۔

"کوئی خاص بات۔" میں نے بے پروائی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اسے وضاحت طلب نظروں سے دیکھا۔

"جج ۔۔۔ جی نہیں۔" ڈرائیور نے اپنی بوکھلاہٹ کو چھپانے کی ناکام کوشش کرتے ہوئے جواب دیا پھر ٹیکسی کو بڑی مہارت سے دوسری گاڑیوں کے درمیان سے کاٹتا ہوا ہوٹل سے باہر کھلی سڑک پر آ گیا۔

میں پچھلی سیٹ پر بیٹھا ٹیکسی ڈرائیور کے رویے پر بڑی سنجیدگی سے غور کر رہا تھا۔

ٹیکسی پندرہ منٹ تک لندن کی بھری پری شاہراہوں کے درمیان سے گزرتی رہی، عام حالات میں ٹیکسی ڈرائیور مقامی لوگوں کے مقابلے میں غیر ملکی سیاحوں کو زیادہ اُجرت کی وجہ سے ترجیح دیتے ہیں۔ سی ویو کے پارکنگ لاٹ میں بھی اس ٹیکسی ڈرائیور نے بڑے پُرتپاک انداز میں مجھے جھک کر سلام کرتے ہوئے میرا خیر مقدم کیا تھا لیکن ملارنس کیسل کا نام سنتے ہی اس کے چہرے کے تاثرات یکسر تبدیل ہو گئے تھے۔ میں نے اس تغیر کو خاص طور پر محسوس کیا تھا۔ غالباً وہ بھی ملارنس کیسل کے بارے میں بہت کچھ جانتا تھا۔ میں خاصی دیر تک اس کے بدلے ہوئے رویے پر غور کرتا رہا پھر جب ٹیکسی شہری حدود سے نکل کر نواحی علاقے کی سمت فراٹے بھر رہی تھی تو میں چپ نہ رہ سکا۔

"کیا ملارنس کیسل یہاں سے خاصی دور ہے؟" میں نے ڈرائیور کو کریدنے کی خاطر محتاط انداز میں گفتگو کا آغاز کیا۔

"جی ہاں۔"

"پھر تو عام حالات میں ٹیکسی ڈرائیور اس طرف جانے سے گریز ہی کرتے ہوں گے؟"

"جی ہاں۔"

"شاید اس لیے کہ واپسی کا سفر بغیر کسی پسنجر کے گزارنا پڑتا ہے۔"

اس نے کوئی جواب نہیں دیا۔

"فکر مت کرو۔" میں نے اسے تسلی دی۔ "میں تمہیں واپسی کا کرایہ بھی ادا کر دوں گا۔"

"تھینک یو سر۔" اس نے سپاٹ لہجے میں شکریہ ادا کیا۔

"کیا تم پہلے کیسل کے لیے سواری لے گئے ہو۔"

"جی نہیں۔" اس نے سنجیدگی سے جواب دیا۔ "البتہ ایک بار اس کے قریب سے گزرنے کا اتفاق ضرور ہوا تھا۔"

"لیڈی ملارنس نے بطور خاص مجھے اپنے کیسل پر مدعو کیا ہے۔ میں گزارش کرتا تو بلاشبہ مجھے پک کرنے کے لیے وہ اپنی شاندار گاڑی بھی بھیج دیتی لیکن میں نے جان بوجھ کر ایسا نہیں کیا۔"

"کیا آپ اس معزز خاتون سے مل چکے ہیں۔" لیڈی ملارنس کے لیے معزز کا لفظ استعمال کرنے کے باوجود اس کے لہجے سے بیزاری جھلک رہی تھی۔

"ہاں۔ صرف ایک بار۔ کیوں؟"

"کچھ نہیں۔ یوں ہی برسبیل تذکرہ پوچھ لیا تھا۔"

"کیا تم مقامی ہو؟"

"جی نہیں۔ میرا تعلق منگولیا سے ہے۔"

"پھر تو تم ایشین ہوئے۔" میں نے بات آگے بڑھائی۔ "میرا اندازہ ہے کہ لیڈی ملارنس ایشیا سے تعلق رکھنے والوں کو زیادہ پسند کرتی ہے۔"

"اسی لیے میں نے آپ کو کیسل تک لے جانے سے انکار نہیں کیا لیکن۔"

"لیکن کیا؟" میں نے اس کی خاموشی کو محسوس کرتے ہوئے استفسار کیا۔

"لیڈی ملارنس کے گونگے اور بہرے گارڈز اپنے فرائض کی انجام دہی میں کچھ زیادہ سخت واقع ہوئے ہیں۔" اس نے سنجیدگی سے جواب دیا۔ "پہلی بار جب میں کیسل کی طرف گیا تھا تو مجھے اپنی جان بچانا مشکل ہو گئی تھی۔ وہ صرف اشاروں کی زبان سمجھتے ہیں اگر میرے پاس اپنی شناخت کرانے کے لیے کاغذات نہ ہوتے تو شاید وہ مجھے مار ڈالنے سے بھی دریغ نہ کرتے۔"

"لیڈی ملارنس کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے۔"

"میں نے آج تک اسے روبرو بھی نہیں دیکھا۔ ایک دو بار اس کی تصویر اخباروں میں دیکھنے کا اتفاق ہوا ہے۔"

"تم لندن میں کب سے مقیم ہو؟"

"تقریباً گیارہ سال سے۔ جب میں یہاں آیا تھا اس وقت میری عمر صرف اٹھائیس سال تھی۔ میرا ارادہ تعلیم حاصل کرنے کا تھا لیکن حالات نے اس کی اجازت نہیں دی اور میں ٹیکسی ڈرائیور بن گیا۔"

"تمہاری شادی ہو چکی ہے۔"

"جی ہاں۔ دو بچے بھی ہیں جو فی الحال تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔"

"تم نے ان کے بارے میں کیا سوچا ہے۔" میں نے بے تکلفی بڑھانے کی خاطر پوچھا۔

"قبل از وقت یقین سے کچھ نہیں کہا جا سکتا لیکن میری کوشش یہی ہوگی کہ وہ پڑھ لکھ کر کوئی معزز پیشہ اختیار کریں۔"

"کیا تم نے کسی مقامی لڑکی سے شادی کی ہے۔"

"جی نہیں۔ اس کا تعلق ہن کیانگ سے ہے۔" اس نے نظریں بدستور سڑک پر جمائے ہوئے جواب دیا۔ "بڑی جفاکش اور وفادار بیوی ہے۔ میں دن بھر ٹیکسی چلاتا ہوں اور وہ ایک مقامی اسکول میں پرائمری کے بچوں کو پڑھاتی ہے۔"

"تمہارا نام کیا ہے۔"

"کیوبلن باتور۔"

"خاصا مشکل نام ہے۔"

"یہ میرا اصلی نام ہے جناب۔ ویسے یہاں مجھے لوگ بوبی کے نام سے جانتے ہیں۔"

میں خاصی دیر تک بوبی کے ساتھ بے تکلفی پیدا کرتا رہا پھر بولا۔ "ملارنس کیسل اب کتنی دور رہ گیا ہے۔"

"ہمیں وہاں پہنچنے کے لیے ابھی تقریباً پینتالیس منٹ اور سفر طے کرنا پڑے گا۔"

"مسز ملارنس کو اپنی رہائش گاہ شہر سے اتنی دور تعمیر کرنے کی کیا ضرورت تھی۔"

"اکثر بڑے بڑے مقامی لوگ سکون اور ذہنی آرام کی خاطر شہری حدود سے دور ہی کسی پُرفضا مقام پر تنہائی میں رہنا زیادہ پسند کرتے ہیں۔"

"میرا نام بلرام ہے اور میرا تعلق انڈیا سے ہے۔" میں نے اپنا تعارف کرایا۔ "کاروباری آدمی ہوں لیکن اس کے ساتھ سیاحی کا شوق بھی ہے۔"

"بڑی خوشی ہوئی آپ سے مل کر۔" بوبی نے جھجکتے ہوئے کہا۔ "اگر برا نہ مانیں تو ایک بات پوچھوں۔"

"پوچھو۔"

"آپ لیڈی ملارنس سے کس غرض سے ملنا چاہتے ہیں۔" اس نے سوال کیا پھر خود ہی اس کی وضاحت کرتے ہوئے بولا۔ "کیا آپ بھی اس سے اپنے کاروبار یا کسی نجی معاملے میں کسی پیش گوئی کے خواہش مند ہیں؟"

"اوہ۔ گویا تم لیڈی ملارنس کے بارے میں بہت کچھ جانتے ہو۔"

"اس کے بارے میں مختلف روایتیں مشہور ہیں جناب۔" اس نے سنجیدگی سے مجھے اپنی معلومات سے استفادہ پہنچانے کی کوشش کی۔ "کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ وہ مستقبل میں جھانکنے اور پیشگوئیاں کرنے میں حیرت انگیز صلاحیت رکھتی ہے۔ اکثر افراد اس کی شخصیت کو محض فراڈ کہتے ہیں۔ ان کا خیال ہے کہ وہ بے سروپا باتیں کرتی ہے جس میں اکثر اتفاقیہ طور پر درست ثابت ہو جاتی ہیں۔ ایک گروپ اسے ذہنی مریضہ کی حیثیت سے جانتا ہے۔ کچھ لوگ ایسے ہیں جو اسے جادوگرنی گردانتے ہیں۔ ان کا خیال ہے کہ ملارنس کی روح آج بھی اس کے اردگرد منڈلاتی رہتی ہے اور وہی اس کی مدد اور رہنمائی کرتی ہے۔"

"کیا یہ درست ہے کہ وہ مقامی لوگوں کو اپنے شوہر کا قاتل سمجھتی ہے۔"

"اس کا جواب تو محکمۂ پولیس اور سراغرسانی کے ذمے دار آفیسری دے سکتے ہیں لیکن لیڈی ملارنس کا یہی خیال ہے کہ اس کے شوہر کو جان بوجھ کر اس کے حریفوں نے اپنے راستے سے ہٹا دیا ہے۔"

"اس خیال یا شبہے کی کوئی معقول وجہ بھی ضرور ہوگی۔" میں نے پوچھا۔

"میں یقین سے کچھ نہیں کہہ سکتا لیکن لوگوں کی زبانی سنا ہے کہ مسٹر ملارنس کھل کر حکومت اور انتظامیہ کی مختلف پالیسیوں پر بڑی سخت اور بے لاگ تنقید کرتے تھے جسے صاحب اقتدار حلقہ اچھی نظروں سے نہیں دیکھتا تھا۔"

کچھ دیر تک ہمارے درمیان لیڈی ملارنس کی بابت گفتگو ہوتی رہی پھر ٹیکسی کچے کی جانب سے ایک پختہ روڈ کی طرف مڑ گئی۔ سڑک کے دونوں اطراف دور دور تک سبزہ نظر آ رہا تھا۔ سامنے کی سمت کچھ فاصلے پر گھنے درختوں کا لامتناہی سلسلہ کافی وسیع و عریض علاقے میں پھیلا ہوا تھا اور اس سلسلے سے تقریباً چار پانچ فرلانگ دور قدیم طرز کی محل نما ایک عمارت کے کچھ حصے نظر آ رہے تھے۔ درخت

aazzamm@yahoo.com

خاصے بلند اور گھنے تھے جس کے اندر آٹھ دس آدمی بآسانی دوسروں کی نگاہوں میں آئے بغیر چھپ کر بیٹھ سکتے تھے اور اپنے کسی بھی دشمن کو نہایت آرام سے نشانہ بنا سکتے تھے۔ اس حصے میں چاروں اطراف سوائے اس قدیم طرز کے محل کے اور کوئی عمارت نظر نہیں آرہی تھی۔

"ان گھنے درختوں کی دوسری طرف مکلارنس کیسل کی شاندار عمارت موجود ہے۔" بوبی نے ٹیکسی کی رفتار کم کرتے ہوئے کہا۔ "جہاں سے درختوں کا سلسلہ شروع ہوتا ہے اس کے قریب آپ کو جو بورڈ نظر آرہا ہے اس پر واضح طور پر جلی حرفوں میں یہ نوٹس درج ہے کہ اس بورڈ سے آگے جانے والا خود اپنی موت کا ذمے دار ہوگا۔ مجھے افسوس ہے کہ میں آپ کو اس بورڈ سے پچاس گز پہلے ہی چھوڑ دوں گا۔ بقیہ سفر آپ کو اپنے رسک پر پیدل طے کرنا پڑے گا۔ ایک مشورہ اور دے رہا ہوں۔ لیڈی مکلارنس کے گونگے اور بہرے گارڈز افریقہ کے ان آدم خور جنگلیوں سے زیادہ وحشی اور درندہ صفت ہیں جو اپنے شکار کو موت کے گھاٹ اتارتے وقت ایک خاص قسم کی مسرت سے دوچار ہوتے ہیں۔"

"کیا وہ مجھ سے کوئی سوال جواب کیے بغیر ہی مار ڈالیں گے۔"

"ایسا بھی نہیں ہے۔" بوبی نے کہا۔ "اگر لیڈی مکلارنس نے آپ کو واقعی مدعو کیا ہے تو اس نے آپ کے بارے میں اپنے آدمیوں کو کچھ ہدایتیں بھی ضرور جاری کی ہوں گی۔"

ایک لمحے کو میرے ذہن میں آیا کہ جہاں تک آچکا تھا وہیں سے واپس پلٹ جاؤں لیکن پھر صندلی انگوٹھی کی موجودگی نے مجھے حوصلہ دیا اور میں نے واپسی کا ارادہ ترک کردیا۔ بوبی نے حسب وعدہ مجھے اس نوٹس بورڈ سے پہلے ہی اتار دیا۔ میں نے کرائے کے طور پر اسے ایک معقول رقم دی جسے اس نے تھوڑے سے پس و پیش کے بعد شکریے کے ساتھ قبول کرلیا۔

بوبی کے واپس جانے کے بعد میں کچھ دیر تک قرب و جوار کا جائزہ لیتا رہا، جہاں سے درختوں کا سلسلہ شروع ہوتا تھا وہاں سے سرخ بجری کی روش بل کھاتی ہوئی کیسل تک جاتی نظر آرہی تھی جو پیدل چلنے والوں کے لیے تھی۔ اس کے ساتھ ہی پختہ سڑک بھی موجود تھی۔ دور دور تک کسی آدم زاد کا بظاہر کوئی وجود نظر نہیں آرہا تھا۔ پورا علاقہ بھائیں بھائیں کر رہا تھا۔ ہر سمت ایک پراسرار سناٹا طاری

تھا۔ اپنی شناخت کے لیے میرے پاس بلرام کی تصویر والا پاسپورٹ موجود تھا اس کے علاوہ بغلی ہولسٹر میں پسندیدہ اور آزمودہ آٹومیٹک بھی تھا جسے میں ہمیشہ ساتھ رکھتا تھا۔

کچھ دیر تک غور و خوض کرنے کے بعد میں نے والی روش پر قدم بڑھانے شروع کردیے لیکن ابھی بمشکل بیس پچیس گز کا فاصلہ طے کرپایا تھا کہ اچانک درختوں سے چار طویل القامت افراد جو جدید اسلحے لیس تھے کود کر میرے سامنے آگئے۔ ان کی آنکھوں درندگی کے سوا کچھ اور نہیں تھا۔ چاروں رائفل دیر تک مجھے وحشیانہ انداز میں گھورتے رہے پھر ان سے ایک لمبے لمبے قدم بڑھاتا میرے قریب آگیا۔

"غوں ۔۔۔ غاں ۔۔۔ غاں!" اس نے ہاتھ کے اشا سے میری اصلیت معلوم کرنے کی کوشش کی جواب میں نے ہاتھ کے اشارے سے انہیں سمجھانے کی کی کہ میں وہاں خود سے نہیں آیا بلکہ بلایا گیا ہوں۔ کے ساتھ ہی میں نے اپنا پاسپورٹ نکال کر اس کے کردیا جسے وہ الٹ پلٹ کر دیکھتا رہا، پاسپورٹ پر چسپ تصویر کو میرے چہرے سے ملاتا رہا پھر اس نے اشا سے مجھے بجری کی اس بینچ پر بیٹھنے کو کہا جو روش کے طرف تھوڑے تھوڑے فاصلے پر موجود تھیں۔ میں خاموشی سے اس کے اشارے پر عمل کیا، وہ تعداد چونکہ مجھ سے زیادہ تھے اس لیے ابھی تک انہوں نے تلاشی لینے کی زحمت گوارا نہیں کی تھی۔ تین رائفل جیسے شعلہ بار نگاہیں میری ایک ایک حرکت پر تھیں۔

میں بینچ پر بیٹھ گیا تو جس شخص نے میرا پاسپورٹ کیا تھا اس نے اپنی جیب سے ایک مختصری عجیب کیمرے نما کوئی چیز نکالی پھر اس کے ایک مخصوص کر اپنی زبان میں غوں ۔۔۔ غوں ۔۔۔ غوں ۔۔۔ غاں اس کے بعد اس نے وہ کیمرے نما شے جیب میں رکھی، میرے قریب آکر میرا پاسپورٹ واپس کیا مہذب انداز میں ہاتھ کو دائرے کی شکل میں اس نے بڑی آسانی سے مجھ پر یہ بات واضح کردی گاڑی مجھے لینے آرہی ہے۔ میں نے اثبات میں دی پھر بڑی بے پروائی سے پاسپورٹ جیب میں ایک سگریٹ جلا کر گاڑی کی آمد کا انتظار کر اس بات پر حیرت تھی کہ اس دراز قد وحشی نما

محض غوں غاں کے ذریعے اپنا مافی الضمیر دوسری جانب سے کال اٹینڈ کرنے والے پر کس طرح ظاہر کیا ہوگا۔ غالباً انہوں نے کوئی مخصوص لب و لہجے پہلے سے طے کر رکھے تھے جس کے ذریعے وہ پیغام رسانی کے مشکل کام کو بہ آسانی انجام دینے کے عادی بن چکے تھے۔

مجھے وہاں زیادہ دیر انتظار نہیں کرنا پڑا، دس منٹ کے اندر اندر ایک جھلملاتی ہوئی گاڑی میرے قریب آکر رکی اور میں ڈرائیور کے اشارے پر خاموشی سے پچھلی نشست پر بیٹھ گیا۔ کچھ دیر بعد ہی میں مکلارنس کیسل کی شاندار عمارت کے ڈرائنگ روم میں لیڈی مکلارنس کے سامنے موجود تھا۔ میری توقع کے خلاف وہ اس وقت بھی کم و بیش اسی لباس میں ملبوس تھی جس میں، میں اسے دوبار پہلے دیکھ چکا تھا۔ کمرے کے خوبصورت ماحول اور اعلیٰ قسم کے قیمتی فرنیچر اور سازو سامان کے درمیان مجھے لیڈی مکلارنس کا وجود کچھ عجیب سا لگ رہا تھا۔

"مجھے یقین تھا کہ تم ضرور آؤ گے۔" اس نے مجھے اپنے قریب صوفے پر بیٹھنے کا اشارہ کیا پھر خود بھی بیٹھتے ہوئے بولی۔ "تمہیں یہاں تک پہنچنے میں کسی دشواری یا پریشانی کا سامنا تو نہیں کرنا پڑا۔"

"نہیں۔" میں نے اس کی چھوٹی چھوٹی آنکھوں کی سمت دیکھتے ہوئے کہا جن میں اس وقت بھی ایک چمک تھی۔ اس کے جسم پر بس آنکھیں ہی تھیں جو بڑی منفرد لگتی تھیں۔

معاً ایک خیال میرے ذہن میں بڑی سرعت سے ابھرا اگر لیڈی مکلارنس کے لیے یہ بات درست تھی کہ وہ جادوگری اور مستقبل میں جھانکنے اور پیشگوئیاں کرنے کی صلاحیت رکھتی ہے تو پھر میرے میک اپ کا بھرم بھی اس پر کھل چکا ہوگا۔ شاید وہ ڈگو کی اصلیت سے بھی واقف ہی تھی جو اس نے دبی زبان میں کاغذ کے پھول اور سانپ اور دودھ کا حوالہ دیا تھا لیکن کسی خاص مصلحت کی بنا پر اس نے کھل کر ڈگو کی سرکاری حیثیت کو بے نقاب نہیں کیا تھا۔

مجھے شاید لیڈی مکلارنس کی دعوت پر اس کے پاس جانے میں اتنی جلدی نہیں کرنا چاہیے تھی۔ غور و خوض کرنے کے بعد کچھ سوچ سمجھ کر کوئی قدم اٹھانا چاہیے تھا لیکن اب پچھتانے سے کچھ حاصل نہیں تھا۔ تیر کمان سے نکل چکا تھا۔ اس کی واپسی مشکل تھی بہرحال میں نے طے کرلیا تھا کہ اس سے گفتگو کرتے وقت پوری طرح محتاط رہوں گا۔

"تم ناشتا کرکے ہوٹل سے چلے ہوگے اس لیے اب رات کا کھانا کھانے کے بعد ہی تمہاری واپسی ممکن ہوگی۔" اس نے مہمان نوازی کا ثبوت دیتے ہوئے کہا لیکن اس کے لہجے میں تحکمانہ انداز بھی شامل تھا۔ اس کی آنکھیں بدستور میرے چہرے پر مرکوز تھیں۔ اس کے دیکھنے کا انداز بتا رہا تھا جیسے وہ کسی کھلی ہوئی کتاب کے بغور مطالعہ میں مصروف ہو۔

"اس تکلف کی کوئی خاص ضرورت تو نہیں ہے لیکن اگر یہ آپ کا حکم ہے تو میں انکار بھی نہیں کروں گا۔"

"میں محسوس کر رہی ہوں کہ تم ایک باہمت اور باصلاحیت نوجوان ہو شاید اسی لیے تم نے لارڈز میں مجھ سے ڈگو کی سفارش کی تھی۔" میں نے سنجیدگی سے کہا۔ "مروت اور کسی کے کام آنا اچھی بات ہے لیکن کسی اجنبی سے اتنی جلدی کھل مل جانا میرے نزدیک عقلمندی کی دلیل نہیں ہے۔ میں تمہیں محتاط رہنے کا مشورہ دوں گی۔ یہاں کے لوگوں کے دل و دماغ میں بڑا تضاد ہوتا ہے۔ وہ سوچتے کچھ ہیں اور کرتے کچھ اور ہیں لیکن ممنو، شاید میں روانی میں غلط بات کہہ گئی۔ مجھے دراصل یہ کہنا چاہیے تھا کہ بظاہر اوپر سے وہ جتنے معصوم، نیک اور منکسار نظر آتے ہیں اندر سے ان کے دلوں میں اتنا ہی بغض، کینہ اور کھوٹ بھرا ہوتا ہے۔ کھوٹے اور کھرے کی پہچان ہر کوئی نہیں کرسکتا اس لیے میرا مشورہ ہے کہ تم جب تک یہاں رہو محتاط رہنے کی کوشش کرو۔"

"لارڈز میں آپ نے کہا تھا کہ آپ اپنے شوہر کے قاتلوں کی دعوت قبول نہیں کرتیں تو کیا۔۔۔"

"نہیں۔" اس نے پہلو بدل کر جواب دیا۔ "ڈگو میرے شوہر کا قاتل نہیں ہے لیکن وہ اس قتل کے اندر میرا ہاتھ تلاش کرنے کی کوشش میں اپنا قیمتی وقت ضائع کر رہا ہے۔"

"لیکن وہ تو ایک تجارت پیشہ آدمی ہے اور آپ سے صرف مشورے کا طلب گار تھا۔" میں نے محتاط لہجے میں کہا۔ "وہ مجھے بتا رہا تھا کہ آپ لازوال قوتوں کی مالک ہیں اور آپ کی زبان سے نکلی ہوئی بات کبھی غلط ثابت نہیں ہوتی۔"

"اس کے باوجود لوگ مجھ کو آزمانے کی کوشش کرتے ہیں۔" لیڈی مکلارنس نے اپنے سر کے الجھے ہوئے بالوں میں انگلیوں سے کنگھی کرتے ہوئے جواب دیا۔ "دو اور دو ہمیشہ چار ہوتے ہیں لیکن وہ عقل کے اندھے اسے پانچ ثابت کرنے کی تگ و دو کر رہے ہیں۔ ذرا غور کرو میرے

aazzamm@yahoo.com

بچے! اگر مجھے صرف دولت کا لالچ ہوتا تو میں اپنے شوہر کو اپنے راستے سے ہٹانے کے بعد اس کی بے پناہ دولت اور جائیداد کو ٹرسٹ کے حوالے کیوں کرتی۔"

"کیا میں ایک ذاتی قسم کا سوال کرنے کی جسارت کر سکتا ہوں۔"

"تمہیں اجازت لینے کی ضرورت نہیں اس لیے کہ تم میرے مہمان ہو اور میں نے آج تک اپنے کسی مہمان کی دل شکنی کبھی نہیں کی۔ جو چاہو بلا تکلف پوچھ سکتے ہو۔"

"آپ نے لارواز میں کہا تھا کہ آپ متعدد بار مسٹر مکارنس کی روح سے رابطے کی کوشش کر چکی ہیں لیکن ابھی کامیاب نہیں ہو سکیں اس لیے کہ وہ آپ سے ناراض ہیں۔"

"ہاں۔" وہ ایک سرد آہ بھر کر اداس لہجے میں بولی۔ "یہ سچ ہے کہ وہ مجھ سے روٹھا ہوا ہے۔ اسی لیے میں ابھی تک اس کی روح سے اس کے قاتلوں کا سراغ نہیں معلوم کر سکی۔"

"کیا آپ کسی بھی مردہ شخص کی روح سے رابطہ قائم کر سکتی ہیں۔" میں نے دبی زبان میں پوچھا۔

"ہاں۔ لیکن میں اپنے شوہر کی روح کے ساتھ زبردستی نہیں کر سکتی۔" اس نے ہاتھ ملتے ہوئے کہا۔ "زندگی میں، میں ہمیشہ اس کے تابع رہی ہوں۔ مجھے اس سے بہت زیادہ پیار تھا۔ آج بھی میری محبت میں کوئی کمی نہیں ہوئی۔ اس کے باوجود جب لوگ میری ذات پر شبہ کرتے ہیں تو میری قوت برداشت جواب دے جاتی ہے۔ وہ مجھے دیوانی اور پگلی سمجھتے ہیں لیکن جس دن انہیں میری قوت کا اندازہ ہو گیا اس روز وہ میری رہائش گاہ کے اردگرد کتوں کی طرح دم ہلاتے پھریں گے۔"

"آپ نے ڈگو سے کہا تھا کہ وہ اپنے جتھے سے علیحدہ ہو کر کام کرنے کا ارادہ ترک کر دے ورنہ آسمانی بلائیں اسے اور اس کے خاندان کو ہولناک تباہی سے دوچار کر دیں گی۔"

"تم نے اپنا کیا نام بتایا تھا۔" اس نے میرے سوال کو نظرانداز کرتے ہوئے پوچھا۔ اس کا لہجہ اس قدر معنی خیز تھا کہ میرے پورے جسم میں ایک سرد لہر دوڑ گئی۔

"بلرام۔" میں نے خود کو سنبھالنے کی کوشش کی۔ میرا دل گواہی دے رہا تھا کہ وہ میری اصلیت کا راز پا چکی ہے۔

"خوبصورت نام ہے لیکن میری ایک بات یاد رکھو۔ زمین اور آسمان کبھی ایک نہیں ہو سکتے۔"

"میں سمجھا نہیں۔"

"ڈگو کے بارے میں تمہاری ذاتی رائے کیا ہے۔"

اس نے ایک بار پھر میرے سوال کو نظرانداز کر دیا۔

"اس روز لارواز میں وہ مجھ سے پہلی بار ملا تھا۔"

"لیکن اس کے باوجود تم اس کے بارے میں بہت کچھ جان چکے ہو؟" وہ عجیب تحیر سے مسکراتے ہوئے بولی۔ "کیا تم میری بات سے انکار کر سکو گے میرے معصوم بچے!"

"اس کا اصل نام غالباً" جان مینگو ہے لیکن اس کے دوست احباب اسے ڈگو کے نام سے یاد کرتے ہیں۔" میں نے سنجیدگی برقرار رکھی۔ "اس نے مجھ سے اپنا تعارف اسی انداز میں کرایا تھا۔ کیا اس نے غلط بیانی سے کام لیا تھا۔"

"جو لوگ دوسروں سے الگ تھلگ نظر آئیں ان کے بارے میں کھوج لگانا انسانی جبلت میں شامل ہے۔" اس نے یکلخت گہری سنجیدگی اختیار کر لی۔ "شاید اسی لیے تم نے لارواز میں میرے بارے میں پوچھ گچھ کی تھی۔"

میں نے کوئی جواب نہیں دیا۔ اس کی بات سن کر چونک اٹھا، مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ ہیرے اور میرے درمیان ہونے والی گفتگو اتنی مدھم آواز میں ہوئی تھی کہ شاید اسے برابر والی میزوں پر بیٹھے ہوئے افراد بھی نہیں سن سکتے تھے پھر؟ لیڈی مکارنس کو اس کا علم کس طرح ہو گیا؟

"تمہاری شخصیت بھی مجھے دوسرے افراد کے مقابلے میں دلچسپ نظر آ رہی ہے۔" وہ معنی خیز انداز میں مسکرائی۔ "یہی وجہ ہے کہ میں نے تم کو مکارنس کیسل میں آنے کی دعوت دی تھی۔"

"آپ کی باتیں بھی آپ کی شخصیت کی طرح پراسرار ہیں۔" میں نے اس کی تعریف کی۔

"لیکن تم۔" وہ ایک لمحے تک مجھے گھورتے رہنے کے بعد سپاٹ آواز میں بولی۔ "میں تسلیم کرتی ہوں کہ تم ابھی تک مکمل طور پر مجھے نظر نہیں آ سکے۔"

"جی۔" میں نے تعجب کا اظہار کیا۔

"ایک پردہ سا ہے جس نے تمہاری شخصیت کے کچھ پہلوؤں کو اپنے اندر چھپا رکھا ہے۔"

"آپ شاید۔"

"نہیں۔" وہ تیزی سے بولی۔ "میں بہکی بہکی باتیں نہیں کر رہی ہوں۔ یہ حقیقت ہے کہ تم وہ پہلے شخص ہو جو مکمل طور پر میری نگاہوں کے سامنے ہونے کے باوجود کچھ زاویوں سے پوشیدہ ہو۔ درمیان میں کوئی شے ایسی ضرور حائل ہے جو میرے ذہن کی لہریں تمہارے وجود کی گہرائیوں تک نہیں پہنچا رہی۔ کسی طاقت سے ٹکرا کر واپس لوٹ آتی ہیں۔"

"میں آپ کا مقصد نہیں سمجھ سکا۔" میں نے بڑی سادگی سے جواب دیا۔ ویسے لیڈی مکارنس کی بات سن کر میرے ذہن میں اسی کراماتی سندلی انگوٹھی کا خیال ابھرا تھا جو سفید ریش بزرگ نے مجھے دی تھی۔ اس کی موجودگی میں کالکا کی لازوال قوتیں بھی میرے دل کا بھید نہیں معلوم کر سکی تھیں اور اس وقت غالباً" وہی انگوٹھی میرے اور لیڈی مکارنس کے درمیان حائل ہو رہی تھی۔

"تم لیڈی مکارنس سے اڑنے کی کوشش کر رہے ہو۔ میرے بچے! شاید اس لیے کہ ابھی تم مجھ سے پوری طرح واقف نہیں ہوئے۔ کیا تم میری قوت کا ایک چھوٹا سا کھیل دیکھنا پسند کرو گے۔" اس نے مجھے گھورتے ہوئے کہا پھر اس سے پیشتر کہ میں کوئی جواب دیتا اس کی نگاہوں کا مرکز تبدیل ہو گیا۔ اب وہ اس پتھر کی خوبصورت مورتی کی طرف متوجہ تھی جو ہمارے سامنے شیشے کی گول میز پر ایک شوپیس کے طور پر رکھی ہوئی تھی۔ چند لمحوں تک وہ ٹکٹکی باندھے اسے دیکھتی رہی پھر اس کی کرخت آواز ڈرائنگ روم میں بازگشت بن کر گونجی۔ "میں۔ لیڈی مکارنس تجھے حکم دیتی ہوں کہ ان باتوں کو دہراتی چلی جا جو کچھ دیر پہلے سی ویو ہوٹل میں بلرام اور راجو اور تار کے درمیان ہوئی تھیں۔"

پھر اس وقت میں حیرت سے اچھل پڑا جب مورتی کے ہونٹوں کو جنبش ہوئی۔ دوسرے ہی لمحے وہ تمام گفتگو جو میرے اور راجو کے درمیان ہوٹل میں ہوئی تھی ٹیپ کی ہوئی آوازوں کی طرح فضا میں گونجنے لگی۔ میں آنکھیں پھاڑے اس بے جان مورتی کو دیکھتا رہا پھر جب اس کے ہونٹوں کی جنبش ختم ہوئی تو لیڈی مکارنس نے میری طرف دیکھتے ہوئے فخریہ انداز میں کہا۔

"کیا اب بھی تم اس بات سے انکار کر سکو گے کہ جو کچھ میں نے تمہارے بارے میں کہا تھا وہ غلط ہے؟"

"آپ کی قوت حیرت انگیز ہے۔" میں نے پہلو بدلتے ہوئے جواب دیا۔ "اب جبکہ یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ انسپکٹر پاول کی شخصیت آپ کے لیے بے نقاب ہو چکی ہے اور اس کے ارادے واضح ہو چکے ہیں تو کیا آپ اسے مزید ڈھیل دینے کا ارادہ رکھتی ہیں۔"

"انسپکٹر پاول۔" اس نے حقارت سے کہا۔ "جو شیر اور ہاتھی کا شکار کھیلنے کے عادی ہوں ان کے لیے طاعون زدہ حقیر چوہے کوئی اہمیت نہیں رکھتے۔ مجھے معلوم ہے کہ وہ اندھیروں میں ہاتھ پیر چلا رہا ہے۔ اس کی بے بسی میرے لیے خوشی کا باعث ہے۔"

"آپ کی پتھر کی مورتی میرے لیے ایک عجوبے سے کم نہیں۔"

لیڈی مکارنس نے میری جانب غور سے دیکھا پھر وہ تیزی سے اٹھی، میرے پتھر کی مورتی کو اٹھا کر اس نے فرش پر اتنی شدت سے مارا کہ پلاسٹر آف پیرس کے ٹکڑے دور دور تک بکھر گئے۔ میں حیرت سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ لیڈی مکارنس نے اچانک جو حرکت کی تھی وہ اس بات کی یقین دہانی کے لیے بہت کافی تھی کہ اس پر کبھی کبھی دماغی دورے بھی ضرور پڑتے ہوں گے۔

"بیٹھ جاؤ۔" وہ دوبارہ اپنی نشست کی جانب بڑھتے ہوئے بولی۔ "پتھر کی یہ بے جان مورتیاں میرے لیے سستے اور حقیر کھلونے سے زیادہ حقیقت نہیں رکھتیں۔ میں تمہیں دکھانا چاہتی تھی کہ اس مورتی کے اندر کوئی لاسلکی نظام پوشیدہ نہیں تھا۔"

"آپ مجھے شرمندہ کر رہی ہیں۔" میں نے تذبذب کی کیفیت سے دوچار ہوتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔ میں تمہیں صرف یہ باور کرانا چاہتی ہوں کہ دوبارہ میرے بارے میں کسی قسم کی سراغرسانی کی کوشش بھی نہ کرنا۔" اس نے سپاٹ لہجے میں کہا۔ "تمہاری ناگن بلاشبہ ایک حساس اور پاورفل میڈیا ہے لیکن لیڈی مکارنس کے کیسل میں صرف اس کا اشارہ کام کرتا ہے۔ اس کے علاوہ تمام قوتیں بیکار اور ناکارہ ہو کر رہ جاتی ہیں میری مرضی اور اجازت کے بغیر یہاں کا ایک ذرہ بھی اڑ کر کیسل سے باہر نہیں جا سکتا۔ مجھے افسوس ہے کہ تمہارا ساتھی اس وقت اپنے کمرے میں بیٹھا ہماری گفتگو سننے کی ناکام کوشش میں الجھ رہا ہو گا۔"

"مجھے افسوس ہے محترم خاتون لیکن۔"

"جو کچھ ہو چکا اسے بھول جاؤ۔" اس نے میرا جملہ کاٹتے ہوئے بڑی اپنائیت کا اظہار کیا۔ "تم اس وقت میرے مہمان ہو اور میں مہمانوں کی قدر کرتی ہوں۔ کیا تم اس بات پر یقین کرو گے کہ مکارنس کی موت کے بعد تم پہلے شخص ہو جس نے میری قیام گاہ کی دہلیز کو عبور کیا

aazzamm@yahoo.com

ہے۔"

"میں اسے اپنی عزت افزائی سمجھوں گا۔" میں نے سنجیدگی سے جواب دیا۔ مجھے یقین تھا کہ لیڈی مکلارنس میرے ساتھیوں کے بارے میں بہت کچھ جان چکی ہے' ایسی صورت میں اس کے ساتھ کھل کر گفتگو کرنا ہی زیادہ مناسب تھا۔

"آج تم پہلی بار مجھ سے ملے ہو۔ آہستہ آہستہ تمہیں اندازہ ہو جائے گا کہ لیڈی مکلارنس ایک ایسی ناقابل تسخیر شخصیت کی مالک ہے جس سے ٹکرا کر پہاڑ بھی ریزہ ریزہ ہو سکتا ہے لیکن میری ایک نصیحت ہمیشہ یاد رکھنا۔ ہمارے درمیان جو بھی گفتگو ہو اس کا علم کسی تیسرے کو نہیں ہو ورنہ ہو سکتا ہے کہ تم میری رفاقت سے محروم ہو جاؤ۔ ایسی صورت میں فائدہ حاصل کرنے کے بجائے بہت خسارے میں رہو گے۔"

"میں آپ کے پُر خلوص مشورے کو ذہن نشین رکھوں گا۔"

"تم ایک اچھے انسان ہو۔ ابھی تمہیں دنیا میں بہت کچھ کرنا ہے۔ تم مجھے پہلی ہی نظر میں عام انسانوں سے ہٹ کر نظر آئے تھے اسی لیے مجھے تمہارے اندر دلچسپی لینا پڑی۔ ویسے تم چاہو تو میں تمہیں ہمیشہ کے لیے حرف غلط کی طرح فراموش بھی کر سکتی ہوں۔" اس نے خلا میں گھورا پھر اپنا سلسلۂ کلام جاری رکھتے ہوئے بولی۔ "ہماری عمروں میں بڑا فرق ہے۔ تم کو بچہ کہتے ہوئے مجھے ایک روحانی مسرت کا احساس ہوتا ہے۔ شاید اسی لیے کہ قدرت نے میرے نصیب میں اولاد نہیں لکھی تھی۔ قسمت کے لکھے کو کوئی نہیں مٹا سکتا مگر تم چاہو تو ہم دوست کی حیثیت سے بھی مل سکتے ہیں۔" اس کے لہجے کی اداسی بڑھتی جا رہی تھی۔ "مکلارنس کی زندگی میں مقامی لوگ مجھے سب سے زیادہ حسین' باذوق اور خوش پوش عورتوں میں شمار کرتے تھے لیکن مکلارنس کی موت کے بعد سے وہ مجھے چڑیل سمجھنے لگے ہیں۔ مجھے دیکھتے ہیں تو کترا کر نکل جاتے ہیں۔ میں ان کی نگاہوں کا مفہوم اور دل کا حال جاننے کی قدرت رکھتی ہوں لیکن میں نے آج تک کسی سے کوئی شکوہ' کوئی گلہ نہیں کیا۔ تم بتاؤ میرے عزیز۔ کیا میں مکلارنس کی موت کو بھول جاؤں اس کے غم کو فراموش کر دوں۔ اس دل کو قدموں سے روند ڈالوں جو آج بھی مکلارنس کی یاد میں دھڑکتا ہے۔ کیا یہ مکلارنس سے بے وفائی نہیں ہوگی؟"

وہ ایک لمحے کو سانس لینے کی خاطر رکی پھر اس نے دوبارہ بولنا شروع کیا۔

"مکلارنس کی موت کے بعد سیکڑوں بڑے بڑے لوگوں نے میرا ہاتھ تھام کر مجھے سہارا دینے یا پھر میرے قریب آنے کی کوشش کی تھی لیکن میں نے ان میں سے کسی کی پیشکش قبول نہیں کی۔ میں نے اپنی خواہش کو مکلارنس کے پیار پر قربان کر دیا۔ جب لوگ میری جانب سے مایوس ہو گئے تو میرے خلاف ان کی گندی اور ناپاک زبانیں طرح طرح کے الزام تراشنے لگیں۔ یہ بھی انسانی فطرت ہے کہ جب وہ کسی شے کے حصول میں ہار کر ناکام ہو جاتا ہے تو محض اپنی انا کو تسکین پہنچانے کی خاطر دوسرے کے اندر خامیاں نکالنا شروع کر دیتا ہے۔ میرے ساتھ بھی یہی سب کچھ ہوا۔ میں چاہتی تو اپنے خلاف زہر اگلنے والی زبانوں کو بند کر سکتی تھی لیکن میں مکلارنس کے اصول پر قائم رہی۔ وہ بڑا نیک اور رحم دل واقع ہوا تھا۔ اپنے دشمنوں اور حریفوں سے انتقام لینے کے بجائے انہیں معاف کر دینے کا عادی تھا۔"

لیڈی مکلارنس بولتی رہی۔ میں سنتا رہا۔ اس وقت وہ صرف ایک عورت لگ رہی تھی۔ میں محسوس کر رہا تھا کہ اس ان جھکوں کے گوشے بھیگنے لگے تھے۔ میں نے اس سے بات کو ٹٹولنے کی خاطر دبی زبان میں کہا۔

"آپ جس معاشرے اور تہذیب میں سانس لے رہی ہیں وہاں تو ایک شوہر کی موجودگی میں بھی۔۔۔"

"جن کے شوہر نہیں ہوتے وہ ہی بے راہ روی کا شکار ہو کر گمراہی کے راستے پر چل نکلتی ہیں۔" وہ تیزی سے بولی۔ "ایک اوسط گھرانے سے لے کر شاہی محل تک اس قسم کی ہزاروں داستانیں موجود ہیں۔ بے حیائی ہماری تہذیب کو گھن کی طرح کھائے جا رہی ہے لیکن پانچوں انگلیاں برابر نہیں ہوتیں۔ تم اگر یقین کر سکو تو میری مثال تمہارے سامنے موجود ہے۔"

"کیا آپ کو یقین ہے کہ مسٹر مکلارنس طبعی موت نہیں مرے۔"

"کوئی اور بات کرو۔" وہ ہونٹ کاٹتے ہوئے بولی۔ "اصلیت کیا ہے یہ ایک نہ ایک دن ضرور بے نقاب ہو کر رہے گی۔"

ہم ادھر ادھر کی باتیں کرتے رہے۔ ابھی تک ایک سوال تشنہ تھا۔ لیڈی مکلارنس نے مجھے اپنے کیسل میں آنے کی دعوت کیوں دی تھی۔ کیا اسے صرف میری شخصیت نے مرعوب کیا تھا یا اس دوستی کے پس پردہ اس کا

[illegible] اور مقصد کارفرما تھا۔

[illegible] ساڑھے آٹھ بجے ایک ملازم نے اطلاع دی کہ کھانا [illegible] چکا ہے تو میں اس کے ساتھ اٹھ کر کھانے کی میز پر [illegible] جہاں دو ملازم پہلے ہی سے ہاتھ باندھے باادب کھڑے [illegible] ڈائننگ روم کی سجاوٹ بھی لیڈی مکلارنس کے اعلیٰ [illegible] کا منہ بولتا ثبوت تھی۔ کھانے کے دوران کچھ دیر تک [illegible] خاموش رہا۔ دو آدمیوں کی موجودگی میں' میں نے کھل کر [illegible] بات کرنی مناسب نہیں سمجھی تھی۔ لیڈی مکلارنس [illegible] کر کے مجھے ہر ڈش کی طرف متوجہ کرتی رہی۔ وہ [illegible] کے فرائض سے بخوبی واقف تھی۔

"کیا آپ کے تمام ملازم گونگے اور بہرے ہیں۔" میں [illegible] زبان میں پوچھا تو وہ مسکرا کر بولی۔

"تم کھل کر بات کر سکتے ہو۔ یہاں جو ملازم سننے اور [illegible] کی صلاحیت رکھتے ہیں وہ بھی اپنی زبان کھولنے کی [illegible] نہیں کرتے۔"

"میں آپ سے اپنے بارے میں کچھ دریافت کرنا چاہتا [illegible]" میں نے سنجیدگی سے کہا۔ "انسپکٹر پاول یا ڈگوٹے [illegible] تھا کہ آپ کی پیشگوئیاں کبھی غلط ثابت نہیں ہوتیں۔"

"تمہارا کیا خیال ہے۔ کیا تمہارے بارے میں کچھ [illegible] بوجھے بغیر میں نے تمہیں یہاں مدعو کر لیا ہوگا۔" اس [illegible] معنی خیز تھا۔

"میں سمجھا نہیں۔" میں نے اسے وضاحت طلب [illegible] نظروں سے دیکھا۔

"پہلی ہی ملاقات میں سب کچھ سمجھنے کی کوشش نہ [illegible]" اس نے فرائڈ فش کا ایک ٹکڑا منہ میں ڈالتے [illegible] کہا۔ "فی الحال میں تمہیں یہ بتانا چاہتی ہوں کہ [illegible] آکٹوپس کا مطلب کیا ہوتا ہے۔"

"ایک خطرناک سمندری مخلوق۔" میں نے جواب [illegible]

"ہاں۔" اس نے میری معلومات میں اضافہ کرتے [illegible] کہا۔ "آکٹوپس کو ہشت نیش اور ہشت پا بھی کہا جاتا [illegible] اس کا جسم تھیلی کے مانند ہوتا ہے جس سے آٹھ عدد [illegible] اور خطرناک بازو منسلک ہوتے ہیں۔ ان بازوؤں کے [illegible] وہ اپنے شکار کو مضبوط رسیوں کی طرح اپنی گرفت [illegible] کر اس قدر شدت سے دبوچتا ہے کہ اس کا دم گھٹ [illegible] جاتا ہے۔ اپنے سے بڑے شکار کو پھانسنے کی خاطر وہ [illegible] سیاہ رنگ کا لعاب دہن اسپرے کرتا ہے جو شکار کو مفلوج [illegible] دیتا ہے۔"

"آپ کی معلومات خاصی وسیع ہیں۔" میں نے اسے سراہتے ہوئے کہا۔ "اگر میرا اندازہ غلط نہیں ہے تو شاید آپ ایک سے زیادہ زبانوں سے بھی واقف ہیں۔"

"ہاں' مجھے دنیا میں بولی جانے والی گیارہ مختلف زبانوں پر مکمل عبور حاصل ہے۔"

"کیا آپ کا تعلق؟"

"تمہارے دوست نے تم سے میرے بارے میں جو کچھ کہا تھا وہ غلط نہیں ہے۔" اس نے بغیر کسی ہچکچاہٹ کے جواب دیا۔ "میرا تعلق ایک غریب خاندان سے ہے۔ میرا باپ ایک چھوٹے سے فارم ہاؤس کا مالک تھا جس کی آمدنی سے وہ آٹھ افراد کا پیٹ بہ مشکل پالتا تھا۔"

"کیا آپ کے اور بھی بھائی بہن ہیں؟"

"ہاں۔" اس کا لہجہ پھر اداس ہو گیا۔ "مکلارنس حسن کا شیدائی تھا لیکن وہ جس کلاس سے تعلق رکھتا تھا اس کے اپنے کچھ علیحدہ اصول ہوتے ہیں۔ شادی کے وقت اس نے پہلی شرط یہی رکھی تھی کہ میں اس کی شریک حیات بننے کے بعد اپنے خاندان کے کسی افراد سے بھی نہیں ملوں گی اور۔۔۔۔ میں آج بھی اپنے عہد پر قائم ہوں' مجھے نہیں معلوم کہ وہ کس حالت میں ہیں۔ میں نے ان کے بارے میں جاننے کی بھی کوشش بھی نہیں کی۔ شاید اس لیے کہ عہد شکنی میرے نزدیک سب سے بڑا گناہ ہے۔"

"آپ آکٹوپس کے بارے میں کچھ عرض کر رہی تھیں۔" میں نے اسے دوبارہ اصل موضوع کی طرف لانے کی خاطر کہا۔

"تمہارا دوست بہت ذہین اور دور اندیش نوجوان ہے۔ میں اس کی صلاحیتوں کا اعتراف کرتی ہوں لیکن گراہم اس کی توقعات سے کہیں زیادہ خطرناک ہے۔" لیڈی مکلارنس نے سنجیدگی سے کہا۔ "نارمن جن حالات کا شکار ہوا ہے اس میں اس کی اپنی ذات کو کوئی دخل نہیں تھا۔ وہ تمہارے دوست کے ساتھ جو خورد برد کر رہا تھا اس کی پشت پر بھی گراہم کا سازشی ذہن کام کر رہا تھا۔"

"آپ گراہم کے بارے میں اور کیا جانتی ہیں۔" میں نے دلچسپی لیتے ہوئے پوچھا۔

"اسے نارمن' ہاورڈ اور اپنے تین دیگر ساتھیوں کی موت کا کوئی غم نہیں ہے۔ جو لوگ اس کے قریبی واقف کار ہیں وہ اسے آکٹوپس کے علاوہ موت کے سوداگر کے نام سے بھی جانتے ہیں لیکن حسین اور اوباش عورتیں اس کی سب سے بڑی کمزوری ہیں۔ وہ حد درجہ عیاش اور بدکردار

aazzamm@yahoo.com

واقع ہوا ہے۔ گریشیا کو وہ اپنی داشتاؤں میں سب سے زیادہ عزیز رکھتا تھا اسی لیے ابھی تک وہ اس کی موت کے انتقام کی آگ میں جھلس رہا ہے۔" لیڈی مکارنس بولتی رہی۔ "بظاہر اس نے تمہارے دوست کی جانب دوستی کا ہاتھ بڑھایا ہے۔ اس کا بات عہد بھی کیا کہ اب وہ کسی قسم کی جوابی کارروائی سے گریز کرے گا لیکن وہ عیاری اور مکاری سے ایک خطرناک سازش کا جال بن رہا ہے۔"

"وہ کیا؟" میں نے تجسس بھرے انداز میں سوال کیا۔

"گراہم اس معصوم اور غم زدہ لڑکی کو ٹریپ کرنے کے لیے جال بچھا رہا ہے جسے تم نے سہارا دے کر نیکی کا راستہ دکھایا ہے۔"

"آپ کا اشارہ نسیم کی طرف ہے۔" میں نے بے چینی کا اظہار کیا۔

"ہاں۔" اس نے مجھے گھورتے ہوئے کہا۔ "کیا یہ حقیقت نہیں ہے کہ تمہارا دوست اپنی بیوی کو اپنی زندگی سے زیادہ عزیز رکھتا ہے۔ گراہم اسے اغوا کرانے کا منصوبہ بنا رہا ہے اور اگر وہ کامیاب ہو گیا تو گریشیا کا انتقام بھی پورا ہو جائے گا اور وہ تمہارے دوست کو اپنے سامنے گھٹنے ٹیکنے پر مجبور بھی کر دے گا۔"

"اس سے پیشتر میں گراہم کا جسم چھلنی کر ڈالوں گا۔" میں نے غصے سے جواب دیا۔ لیڈی مکارنس کی فراہم کردہ اطلاعات نے میرے تن بدن میں آگ لگا دی تھی پھر میں نے کسی خیال کے تحت تیزی سے کہا۔ "آپ اس سلسلے میں کیا پیش گوئی کرتی ہیں؟ کیا گراہم اپنے ناپاک مقصد میں کامیاب ہو جائے گا۔"

"تم کیا چاہتے ہو؟" اس نے معنی خیز انداز میں مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"گراہم کے گندے منصوبے کی ناکامی۔"

"صرف ناکامی۔" اس کے لہجے میں سفاکی بھی شامل ہو گئی۔

"کیا مطلب!"

"تم چاہو تو گراہم اسی گڑھے میں گر کر اپنی جان سے ہاتھ دھو سکتا ہے جسے وہ نسیم کے لیے کھود رہا ہے۔" وہ بڑے وثوق سے بولی۔

"کیا کوئی اور طریقہ ممکن نہیں ہے۔"

"میں نے پہلے ہی کہا تھا کہ بنیادی طور پر تم ایک شریف نیک اور رحم دل انسان ہو۔" اس نے مجھے بغور دیکھتے ہوئے سنجیدگی سے کہا۔ "بہر حال تم اب مطمئن ہو جاؤ۔ میں گراہم کے منصوبے کو اس طرح ناکام بنا دوں کہ سانپ بھی مر جائے اور لاٹھی بھی نہ ٹوٹے۔"

میں جواب میں کچھ کہنا چاہتا تھا کہ ایک شخص تیزی سے ڈائننگ ہال میں داخل ہو کر نوں۔ غان کی میں کوئی ایسی ہی اہم بات کہی جسے سن کر لیڈی مکارنس کا چہرہ غصے سے سرخ ہو گیا۔ مجھے اس کی نگاہوں سے شعلوں کی لپٹیں پھوٹتی محسوس ہو رہی تھیں۔ وہ بہت غور سے نو وارد کی بات سنتی رہی پھر اسے اشارے سے جانے کا اور مجھ سے مخاطب ہو کر بولی۔

"مجھے افسوس ہے کہ ایک ایسا ضروری اور اہم درپیش آ گیا ہے کہ میں تمہاری میزبانی کے فرائض جاری نہیں رکھ سکوں گی۔" اس نے میز سے اٹھتے ہوئے "تم کھانے کے بعد واپس جا سکتے ہو۔ میرے ملازم تمہیں نہایت عزت سے تمہارے ہوٹل تک چھوڑ آئیں گے۔ ہاں تم مکارنس کی تصویر والے اس سنہری سکے کو پاس رکھو۔" اس نے اپنے اوورکوٹ کی جیب سے ایک نکال کر میری جانب بڑھاتے ہوئے کہا۔ "اس کی موجودگی میں تم جب چاہو بلا روک ٹوک یہاں آ کر مجھ سے مل سکتے ہو۔ میرے ملازم تم سے کسی قسم کی باز پرس نہیں کریں گے۔ البتہ ایک بات کا خاص خیال رکھنا۔ سکہ جانے کی صورت میں تم پہلی فرصت میں مجھے آگاہ کرو گے۔"

پھر وہ اپنا جملہ مکمل کر کے تیزی سے مڑی اور لیے قدم اٹھاتی ڈائننگ روم سے باہر چلی گئی۔ میں ہتھیلی پر رکھے ہوئے سکے کے برابر والے اس سنہری دیکھا جس کی ایک جانب مکارنس کی ابھری ہوئی تصویر موجود تھی اور دوسری جانب ایک کا ہندسہ دائرے اندر نظر آ رہا تھا۔

□

حالات کے پیش نظر میرا ندیم سے فوری طور پر بہت ضروری ہو گیا تھا۔ لیڈی مکارنس نے گراہم کی جانب سے کی جانے والی جس سازش کی نشاندہی کی اس کے بعد ایک معمولی سی غفلت بھی بازی پلٹنے کا بن سکتی تھی۔ میں نسیم کو کسی قیمت پر حالات کا شکار ہونے دینا نہیں چاہتا تھا وہ پہلے ہی بہت بدنصیب تھی۔ وقت دھارے جو صورت اختیار کر رہے تھے اس میں اس کا کوئی دخل نہیں تھا لیکن گراہم اسے لیڈی مکارنس کے مطابق اغوا کرنے کے لیے خوبصورت جال بن رہا تھا۔

کو پھانسنے کا دستور بھی عجیب ہوتا ہے۔ ایک جاندار کو مارنے کی خاطر دوسرے جاندار کی قربانی دینا پڑتی ہے۔ نسیم کو بھی اسی مقصد کے تحت اغوا کیا جا رہا تھا کہ ندیم کے کس بل نکل جائیں۔ ندیم جذباتی نوجوان تھا اگر وہ غصے میں دیوانہ ہو کر گراہم کے خلاف کوئی جوابی کارروائی کرتا تو اس کے عوض نسیم کی لوتھڑی ہوئی لاش بھی کسی ویران شاہراہ سے دستیاب ہو سکتی تھی۔

راجو نے بھی مجھ سے یہی کہا تھا کہ گراہم کے پاس ایسے خطرناک شکاری کتے ہیں جو اس کے ایک اشارے پر کسی کی بوٹیاں بھی ادھیڑ سکتے ہیں۔ لیڈی مکارنس کی باتوں سے بھی یہی ظاہر ہوتا تھا کہ میری خوشنودی کی خاطر وہ گراہم کو اس کے مقصد میں کامیاب نہیں ہونے دے گی لیکن اس یقین دہانی کے باوجود میں کوئی رسک لینے کو تیار نہیں تھا۔ مکارنس کیسل میں اس سے ملاقات کرنے کے بعد مجھے بڑی حد تک اس کی طاقت کا اندازہ ہو گیا تھا لیکن ان تمام باتوں کے باوجود میں فوری طور پر ندیم سے مل کر اسے حالات سے باخبر کرنا چاہتا تھا۔

میں ری ویو پہنچا تو راجو بے چینی سے میری راہ تک رہا تھا۔ مجھے دیکھتے ہی اس کی نگاہوں میں مسرت کی کرن پھوٹ پڑی۔

"خدا کا شکر ہے کہ آپ کو صحیح سلامت دیکھ رہا ہوں۔"

"کیا مطلب؟" میں نے چونکا۔

"ریسیونگ سیٹ پر آپ کے اور ٹیکسی ڈرائیور کے درمیان ہونے والی گفتگو مجھے صاف سنائی دے رہی تھی لیکن اس کے بعد اچانک سگنل ملنا بند ہو گئے تھے جس نے مجھے پریشان کر دیا تھا۔" راجو نے اپنی تشویش کا اظہار کرتے ہوئے پوچھا۔ "کیا لیڈی مکارنس سے آپ کی ملاقات نہیں ہو سکی۔"

"ہوئی تھی مگر ایک مختصر وقت کے لیے۔" میں نے لیڈی مکارنس کی ہدایتوں کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے محتاط لہجے میں کہا۔ "اسے کہیں جانے کی بہت جلدی تھی۔ 'ممکن ہے ہماری دوسری ملاقات جلد ہی ہو' اس نے یہی کہا تھا۔"

"کیا آپ کے اور اس کے درمیان اشاروں کی زبان میں گفتگو ہوئی تھی۔"

"میں تمہارا مقصد نہیں سمجھا۔"

"ریسیونگ سیٹ پر سگنل نہ ملنا میرے لیے پریشان کن ہے۔"

"ممکن ہے ٹرانسمیٹر میں وقتی طور پر کوئی فنی خرابی پیدا ہو گئی تھی۔"

"لیڈی مکارنس سے ملاقات کے بعد آپ نے اس کی شخصیت کے بارے میں کیا نتیجہ اخذ کیا ہے۔"

"وہ دیوانی یا پاگل نہیں ہے بلکہ حیرت انگیز قوتوں کی مالک ہے۔"

"پھر۔ کیا یہ ممکن نہیں کہ اس کی حیرت انگیز قوتوں سے ہمارے لاسلکی نظام کو ناکارہ کر رہا ہو۔"

"ہو سکتا ہے۔" میں نے سپاٹ لہجے میں کہا پھر گفتگو کا موضوع بدلتے ہوئے بولا۔ "کیا تم میرا میک اپ اتارنے میں میری مدد کر سکتے ہو یا یہ تکلیف خود مجھے برداشت کرنی پڑے گی۔"

"میں سمجھا نہیں۔" راجو نے حیرت کا اظہار کیا۔ "اگر میری معلومات غلط نہیں ہیں تو باس نے آپ کو مزید تین دن تک اسی میک اپ میں رہنے کی گزارش کی ہے اس کے بعد آپ اپنی اصلی صورت میں واپس آ سکتے ہیں۔ تین روز میں سے صرف دو دن باقی رہ گئے ہیں۔"

"نہیں اب میں ایک لمحے کے لیے بھی اس حلیے کو برداشت نہیں کر سکتا۔"

"کوئی خاص وجہ؟"

"ہاں" مجھے بروقت سوجھ گئی۔" لارڈز کی ملاقات کے بعد انسپکٹر پاول کو غالباً اس بات کا شبہ ہو گیا ہے کہ میں میک اپ میں ہوں اس کے آدمی میرے تعاقب میں ہیں۔ ٹریپ ہو جانے کی صورت میں حلیہ تبدیل کرنے کا سبب بتانا میرے لیے دشوار ہو گا۔ ہو سکتا ہے کہ وہ گریشیا کے پراسرار قتل کے الزام میں ہی مجھے حراست میں لے لیں۔"

"آپ کو اس بات کا شبہ کس طرح ہوا کہ جو لوگ آپ کا تعاقب کر رہے ہیں وہ انسپکٹر پاول ہی کے تعینات کردہ ہوں گے۔" راجو نے جرح کی۔ "ہو سکتا ہے وہ گراہم کے گروہ کے افراد ہوں۔"

"وہ کوئی بھی ہوں لیکن اب میں اس حلیے کو برداشت نہیں کر سکتا۔" میں نے فیصلہ کن لہجے میں کہا۔ "تمہیں بہر حال مجھے اس میک اپ سے نجات دلانا ہو گی ورنہ یہ زحمت بھی مجھے کرنا ہو گی۔"

"کیا یہ مناسب نہ ہو گا کہ ہم باس سے مشورہ کر لیں۔" راجو نے نرم لہجے میں کہا۔ "جلد بازی میں اٹھایا گیا کوئی قدم ہمارے لیے نقصان دہ بھی ثابت ہو سکتا ہے۔"

aazzamm@yahoo.com

میں نے ہامی بھری تو راجو نے اپنے مخصوص سیٹ پر ندیم سے رابطہ قائم کیا پھر اپنا کوڈ نمبر بتانے کے بعد اسے حالات سے آگاہ کر دیا۔ اس کے بعد ندیم کے حکم پر اس نے اپنی دستی گھڑی اتار کر میرے حوالے کر دی۔

"ہیلو۔ میں ڈریگن کا روم میٹ بول رہا ہوں۔" میں نے اپنا تعارف کرایا۔

"کیا تم میری خاطر دو دن اور انتظار نہیں کر سکتے۔" دوسری جانب سے ندیم کی بھرائی ہوئی آواز ابھری۔

"نہیں۔" میرا جواب مختصر تھا۔

"کوئی خاص وجہ۔"

"میں تم سے فوری طور پر ملنا چاہتا ہوں۔"

"ملاقات کسی وقت بھی ہو سکتی ہے لیکن اس کے لیے لباس تبدیل کرنے کی کیا ضرورت ہے۔" ندیم نے بڑی دور اندیشی سے پوچھا۔

"میرا خیال ہے کہ موجودہ لباس میں ہماری ملاقات نامناسب رہے گی۔"

"کوئی خاص بات۔"

"ہاں مجھے فوری طور پر کچھ اہم تجارتی امور پر تم سے کچھ ڈسکس کرنا ہے۔"

"لباس کی تبدیلی تمہاری لیے نقصان دہ بھی ہو سکتی ہے۔" ندیم نے کہا۔ "مجھے خوش قسمت ستارے پر ابھی تک مکمل یقین نہیں آسکا۔" ندیم نے ملکی اسٹارز کی رعایت سے خوش قسمت ستارے کا لفظ استعمال کیا تھا۔ "زر، زن اور زمین ہمیشہ انسان کے لیے مصیبت کا سبب ثابت ہوئے ہیں۔"

"مجھے اس کی پروا نہیں ہے۔" میں نے سنجیدگی سے جواب دیا۔

"او کے اگر تمہاری ضد یہی ہے تو میں تمہیں مجبور نہیں کروں گا لیکن میری ایک درخواست ہے۔"

"کیا؟"

"لباس تبدیل کرنے کے لیے صبح کا وقت زیادہ مناسب ہو گا۔ تم اس طرح اپنے کمرے سے نکلو گے کہ وہاں کا کوئی ملازم تمہیں دیکھ نہ سکے۔ عمارت سے باہر آکر تم ساحل کی طرف جاؤ گے جہاں ایک سیاہ رنگ کی مرسڈیز پارک ہو گی۔ تم اپنا کوڈ بتا کر اس میں بیٹھ جانا۔"

"اور کوئی ہدایت۔" میں نے اکتاہٹ کا مظاہرہ کیا۔

"تمہاری روانگی کے دو گھنٹے بعد تمہارے روم میٹ کو بھی اس عمارت سے کہیں دوسری جگہ نئے لباس میں منتقل ہونا پڑے گا۔"

"ٹھیک ہے۔" میں نے سپاٹ لہجے میں جواب دیا پھر کسی فوری خیال کے تحت بولا۔ "ساحل پر سیاہ رنگ کی مرسڈیز کی تعداد ایک سے زیادہ بھی ہو سکتی ہے ایسی صورت میں مجھے کیا کرنا ہو گا۔"

"مجھے یقین تھا کہ تم یہ سوال ضرور پوچھو گے۔" ندیم نے سنجیدگی سے کہا۔ "میرا ایک مشورہ ذہن نشین کر لو۔ گاڑی ہمیشہ احتیاط سے چلاؤ اس لیے کہ انسانی جسم کے اسپیئر پارٹس مارکیٹ میں نہیں ملتے۔"

"میں سمجھا نہیں۔"

"فی الحال اتنا ہی کافی ہے۔ باقی باتیں بعد میں اطمینان سے ہوں گی۔" ندیم نے کہا اس کے ساتھ ہی دوسری جانب سے ابھرنے والی مدھم سی کلک کی آواز کے ساتھ ہی رابطہ منقطع ہو گیا۔ میں نے خاموشی سے گھڑی راجو کے حوالے کر دی اور اسے ندیم کی ہدایت سے آگاہ کرنے لگا۔

اس رات میں خاصی دیر تک بستر پر آنکھیں بند کیے لیڈی مکارنس اور گراہم کے بارے میں سوچتا رہا۔

❖

دوسری صبح میں ٹھیک آٹھ بجے اپنے کمرے سے اصلی حلیے میں نکلا، راہداری سنسان پڑی تھی اس لیے کسی نے نہیں دیکھا۔ میں نے راجو کو ہدایت کر دی تھی کہ بی ویو سے منتقل ہوتے وقت میرا سامان بھی اپنے ساتھ لے جائے جسے میں براہ راست یا پھر ندیم کے ذریعے حاصل کر لوں گا۔ میرے ہاتھ میں اس وقت صرف ایک بریف کیس تھا جس میں شہباز خان کی حیثیت سے میرے اصلی سفری کاغذات اور کچھ ضروری چیزوں کے علاوہ ایک سلیپنگ سوٹ بھی موجود تھا۔

آرام سے قدم اٹھاتا ہوا ہوٹل کے کاؤنٹر کے قریب سے گزرنے لگا تو کاؤنٹر کلرک نے مجھے روکتے ہوئے بڑی معذرت سے مخاطب کیا۔ "معاف کیجئے گا جناب کیا آپ رات ہمارے ہوٹل میں کسی کسٹمر کے مہمان تھے؟"

"کیا مطلب؟" میں نے اسے ناگوار انداز میں گھورا۔

"میں زحمت دینے کے لیے معافی کا خواستگار ہوں لیکن آج میں نے آپ کو پہلی بار رہائشی کمروں کی طرف سے آتا دیکھا ہے اور وہ بھی اتنے سویرے جبکہ اس وقت بیشتر افراد گہری نیند میں ہوں گے۔"

"کیا اتنے سویرے رہائشی کمروں سے نکل کر باہر جانا کوئی قانونی جرم ہے۔" میرے لہجے میں تلخی آگئی۔

"میں ایک بار پھر معذرت خواہ ہوں لیکن حال ہی میں پولیس کی جانب سے ہمارے اوپر کچھ پابندیاں عائد کی گئی ہیں جس کی وجہ سے ہم مجبور ہو گئے ہیں۔"

"میرا خیال ہے کہ کل شام ساڑھے سات بجے تم شاید ڈیوٹی پر نہیں تھے۔" میں نے اسے گھورتے ہوئے سوال کیا۔

"آپ کا خیال درست ہے جناب۔" اس نے بڑے مہذب لہجے میں کہا۔ "میری ڈیوٹی رات بارہ بجے سے شروع ہوئی تھی۔"

"شاید اسی وجہ سے تم مجھے پہچان نہیں سکے۔"

"میں سمجھا نہیں جناب۔"

"کل رات میں مسٹر بلرام اور رام او تار کا مہمان تھا جو یہاں مقیم ہیں۔" میں نے اس پر شخصیت اور بھاری بھرکم آواز کا رعب ڈالتے ہوئے جواب دیا۔ "تم اگر چاہو تو میں تمہارے ساتھ واپس مسٹر رام او تار کے کمرے تک چل سکتا ہوں تاکہ تم میری بات کی تصدیق کر سکو۔"

"اب میں اس کی ضرورت محسوس نہیں کرتا جناب۔" اس نے رجسٹر میں بلرام اور رام او تار کی انٹری چیک کرتے ہوئے جواب دیا۔ "آپ شوق سے جا سکتے ہیں اور میں امید کرتا ہوں کہ میری مداخلت کو آپ نظر انداز کر دیں گے۔"

میں کاؤنٹر کلرک کو گھورتا ہوا بی ویو سے باہر آکر ساحل کی جانب قدم اٹھانے لگا جہاں اس وقت بھی کچھ حسین جوڑے چہل قدمی میں مصروف تھے۔ ساحل پر اس وقت پانچ گاڑیاں موجود تھیں لیکن ان میں کالے رنگ کی کوئی مرسڈیز نہیں تھی۔ مجھے اپنی غلطی کا احساس ہوا۔ کل ندیم سے ہونے والی گفتگو کے دوران مجھے وقت کا تعین بھی کر لینا چاہیے تھا۔ بہرحال مجھے دس منٹ سے زیادہ انتظار نہیں کرنا پڑا۔ سیاہ رنگ کی ایک مرسڈیز ساحل کے قریب پہنچ کر رک گئی پھر اس میں سے ایک ڈرائیور نے سر باہر نکال کر سگریٹ جلائی اور سمندر کا نظارہ کرنے لگا۔ فوری طور پر میں نے اس گاڑی کی سمت بڑھنے کی جلدی نہیں کی تھی۔ میں ٹہلتا ہوا اس کی پشت کی جانب سے گزرا۔ دراصل میں اس بات کی تصدیق کرنا چاہتا تھا کہ گاڑی کے اندر کوئی اور بھی موجود تھا یا وہ خالی تھی۔ قریب سے گزرتے ہوئے میری نظر گاڑی کے عقبی شیشے پر پڑی تو چونک اٹھا۔ اس پر ایک اسٹیکر چسپاں تھا جس پر انگریزی میں ایک کوٹیشن درج تھا۔

"ڈرائیو ود کیئر، لائف ہیز نو اسپیئر"

(Drive with care, life has no spare)

ندیم نے گاڑی کی شناخت کی خاطر اسی کوٹیشن کا اردو ترجمہ کیا تھا۔ میں بلا جھجک قدم بڑھاتا ہوا ڈرائیور کے قریب سے گزرا اور مدھم آواز میں اسے مخصوص کوڈ بتاتا ہوا پچھلی سیٹ کا دروازہ کھول کر نہایت اطمینان سے بیٹھ گیا۔ دوسرے ہی لمحے گاڑی چل پڑی۔ ڈرائیور نے کوڈ سننے کے بعد مجھ سے کسی قسم کا مزید کوئی سوال نہیں کیا تھا۔

خاصی دیر تک مختلف سڑکوں کا چکر لگانے کے بعد مرسڈیز لندن کے مشہور ہائیڈ پارک میں داخل ہو کر رک گئی۔ ڈرائیور نے اتر کر دروازہ کھولا اور میں نیچے اتر آیا۔ جو لوگ ہائیڈ پارک کے نام سے واقف ہیں اور لندن جا چکے ہیں وہ اس کے بارے میں یقیناً بہت کچھ معلومات رکھتے ہوں گے۔ اس پارک میں ہر شخص کو ہر قسم کی آزادی حاصل ہے حتیٰ کہ یہاں حکمرانوں اور سیاست دانوں کے خلاف بھی زہر اگلنے کی کوئی ممانعت نہیں ہے۔ اپنے رقبے کے اعتبار سے بھی اسے سب سے بڑا پارک ہونے کا شرف حاصل ہے۔

"کیا مجھے یہیں اتارنے کا حکم ملا تھا۔" میں نے ڈرائیور سے پوچھا۔

"جی ہاں۔"

"ندیم کہاں ہے؟"

"مجھے اس بارے میں کوئی علم نہیں جناب۔" ڈرائیور نے جو کوئی مقامی باشندہ ہی نظر آرہا تھا بڑی سنجیدگی سے کہا۔ "آپ نے جو نام لیا وہ بھی میرے لیے نیا ہے۔"

"تمہیں ساحل پہنچنے کے سلسلے میں کیا ہدایت دی گئی تھی۔"

"صرف یہ کہ جو شخص ایک مخصوص کوڈ ورڈ سے اپنی شناخت کرائے اسے لمبا راستہ اختیار کر کے ہائیڈ پارک میں چھوڑ دیا جائے اور دو گھنٹے بعد اسے ایک مخصوص ہوٹل میں پہنچا دیا جائے۔ مجھے صرف اتنی ہی ذمے داری سونپی گئی ہے۔"

"کیا تم دو گھنٹے تک یہیں میرا انتظار کرو گے۔"

"جی ہاں۔"

"ٹھیک ہے۔ پچھلی سیٹ پر میرا بریف کیس پڑا ہے اس کا خیال رکھنا میں پارک کا ایک چکر لگا کر آتا ہوں۔" میں نے ڈرائیور کو ہدایت کی پھر روش پر قدم بڑھاتا ہوا آگے چل پڑا۔ ایک فرلانگ دور جانے کے بعد ندیم سے

aazzamm@yahoo.com

میری ملاقات ہو گی لیکن اگر اس نے خود مجھے اپنی اصلی آواز میں مخاطب نہ کیا ہوتا تو شاید میں اس پر کوئی توجہ دیے بغیر اس کے قریب ہی سے گزر جاتا۔ وہ اس وقت میک اپ میں تھا۔ چسٹر اور فلیٹ ہیٹ نے اس کی ہیئت بالکل ہی بدل دی تھی۔ اس کے چہرے پر نظر آنے والی داڑھی اور مونچھوں کے بال جھاڑ جھنکار کی طرح بکھرے ہوئے تھے۔ ہاتھ میں صبح کا تازہ اخبار موجود تھا اور چہرے پر کچھ ایسے ہی تاثرات موجود تھے جیسے وہ سیاست کے میدان کا پٹا ہوا مہرہ ہو۔ میں اسی بنچ پر تھوڑے فاصلے پر بیٹھ گیا جس پر وہ پہلے سے موجود تھا۔ اخبار کو اس طرح اٹھا رکھا تھا کہ اس کا آدھا چہرہ چھپ کر رہ گیا تھا۔

"اب کہو کیا بات ہے؟" ندیم نے بدستور اخبار پر نظر جمائے ہوئے پوچھا۔

"گراہم اور تمہارے درمیان کیا معاہدہ ہوا ہے۔" میں نے قرب و جوار کا جائزہ لیا وہاں ہمارے سوا کوئی اور نہیں تھا۔

"اس نے وعدہ کیا ہے کہ اب ہمارے ساتھ دوستوں جیسا برتاؤ کرے گا۔"

"گریشیا کی موت کے بارے میں اس کا کیا کہنا ہے؟"

"اس نے اس سلسلے میں کھل کر کسی خیال کا اظہار نہیں کیا مگر یہ خیال ہے کہ اسے معلوم ہو گیا ہے کہ گریشیا ہمارے ہی کسی آدمی کے ہاتھوں شکار ہوئی ہے۔"

"ایسی صورت میں کیا تم اس کی جانب سے دوستی کی توقع رکھ سکتے ہو۔"

"میں سمجھا نہیں۔" ندیم نے میری جانب کن انکھیوں سے دیکھا۔ "کیا تمہارے ذہن میں کوئی نیا خطرہ جنم لے رہا ہے۔"

"ہاں۔" میں نے سوچے سمجھے انداز میں جواب دیا۔ "میری چھٹی حس بتا رہی ہے کہ گراہم اپنے فیصلے پر قائم نہیں رہے گا۔ وہ اتنی آسانی سے گریشیا کی حسین یادوں کو فراموش نہیں کر سکے گا۔"

"تم پریشان مت ہو۔ میرے آدمی ہر وقت اس پر نظر رکھیں گے۔" ندیم بے پروائی سے بولا۔

"ضروری تو نہیں کہ وہ خود میدان عمل میں چھلانگ لگا کر اپنی حماقت کا ثبوت دے۔ وہ جو کام کرنا چاہتا ہے اس کے لیے وہ اپنے شکاری کتوں کو بھی استعمال کر سکتا ہے۔"

"اگر ایسا کوئی حادثہ پیش آیا تو اسے بھاری نقصان اٹھانا پڑے گا۔" ندیم نے پُراعتماد لہجے میں جواب دیا۔

"اور اگر اس نے تمہاری کسی دکھتی رگ پر قابو پا لیا تو۔۔۔"

"کیا مطلب؟"

"ہو سکتا ہے اس کے آدمی نسیم کو اغوا کر لیں اور پھر وہ تمہیں اپنے سامنے گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کر دیں۔"

"تمہارے دل میں یہ خیال کیوں ابھرا؟" ندیم نے اخبار تہہ کر کے ایک طرف رکھ دیا۔ اس کے چہرے کے تاثرات یکلخت بدل گئے تھے۔

"میں نے کہا نا کہ میری چھٹی حس بار بار اسی خدشے کی نشاندہی کر رہی ہے۔" میں نے تیزی سے کہا۔ "اس کے علاوہ میرا خیال یہ بھی ہے کہ مارشن تمہارے ساتھ جو فراڈ کر رہا تھا اس میں گراہم بھی برابر کا شریک تھا۔"

"کیا کل رات تم لیڈی مکلارنس سے ملے تھے؟" ندیم نے مجھے تولتی نظروں سے گھورا۔

"ہاں۔"

"کہیں اس نے تو ساری پیش گوئیاں نہیں کیں جسے تم اپنی چھٹی حس سے تعبیر کر رہے ہو۔" ندیم نے مجھے کریدنا چاہا۔

"لیڈی مکلارنس سے میری ملاقات بڑی مختصر رہی۔" میں نے بڑی خوبصورتی سے اس کے ذکر کو ٹالتے ہوئے کہا۔ "تم یہ کیوں بھول رہے ہو کہ لندن آنے سے پہلے بھی تم میری چھٹی حس کو بار بار آزما چکے ہو۔ کیا میرے ذہن میں اچانک ابھرنے والی کوئی بات یا خدشے غلط ثابت ہوتے ہیں۔ میں کوئی پہنچا ہوا بزرگ بھی نہیں ہوں لیکن ہو سکتا ہے یہ سب میرے پاپا کا کرشمہ ہو جو وقتاً فوقتاً میری رہنمائی کرتے ہوں۔"

ندیم نے فوراً ہی کوئی جواب نہیں دیا۔ کچھ دیر تک اپنے خیالات میں مستغرق رہنے کے بعد بولا۔ "ایک بات ابھی تک میری سمجھ میں نہیں آئی۔"

"وہ کیا؟"

"تم اپنے ان خدشات کا اظہار بلرام کے روپ میں بھی کر سکتے تھے۔"

"میں اس میک اپ سے تنگ آ چکا تھا۔" میں نے بہانہ تراشا۔ "میری جلد کے اندر ناقابل برداشت سوزش ہونے لگی تھی اور۔۔۔ لیڈی مکلارنس نے مجھے بلرام کے میک اپ میں ہونے کے باوجود شہباز کی حیثیت سے پہچان لیا تھا۔"

"تم نے اچھا کیا جو مجھے ایک اہم خطرے سے قبل از

وقت آگاہ کر دیا۔" ندیم کے لہجے میں سفاکی آ گئی۔ "اس سے پہلے کہ گراہم کے ہاتھ یا اس کا ناپاک ذہن نسیم کے سلسلے میں گردش میں آئیں میں اس کا قصہ ہی ختم کر دوں گا۔ اس کے بعد البرٹو کی اسٹارز کا مالک ہو گا۔"

"میں حالات سے نبٹ لوں گا لیکن۔۔۔"

"لیکن کیا؟" میں نے پُرتجسس لہجے میں سوال کیا۔

"تم نے شہباز کی حیثیت میں دوبارہ سامنے آ کر مشکلات پیدا کر دی ہیں، ہو سکتا ہے کہ گراہم کے آدمی پھر تمہاری جانب رخ اختیار کر لیں۔"

"تم صرف نسیم کی حفاظت کا خیال رکھو۔ میں گراہم کے آدمیوں سے ٹکرانے کا حوصلہ رکھتا ہوں۔"

"خوش فہمی ہے تمہاری۔" ندیم نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔ "وہ جتنا زمین کے اوپر نظر آتا ہے اس سے کئی گنا زمین کے اندر بھی اس کے قدم مضبوطی سے جمے ہوئے ہیں۔ بہرحال اب مجھے دو محاذوں پر بیک وقت توجہ دینا پڑے گی۔"

"تم شاید بھول رہے ہو میرے دوست کہ میرا تعلق محکمۂ پولیس سے بھی رہ چکا ہے اس کے علاوہ میں اب اتنا بچہ بھی نہیں ہوں کہ کوئی مجھے گود میں اٹھا کر لے اڑے اور میں کوئی مزاحمت بھی نہ کر سکوں۔"

"اس کا فیصلہ تو اب آنے والے حالات ہی کر سکیں گے۔" ندیم نے کہا پھر بولا۔ "میرا مشورہ ہے کہ تم اب شہباز ہی کی حیثیت سے بی وی کے بجائے ہوٹل امپائر میں منتقل ہو جاؤ۔ میں نے وہاں تمہارے لیے سارے انتظامات کر دیے ہیں۔ تمہیں صرف کاؤنٹر پر جا کر اپنا تعارف کرانا ہو گا جس کے بعد تمہیں تمہارے کمرے تک پہنچا دیا جائے گا اور تم لیڈی مکلارنس سے ملتے رہنا۔ میرا خیال ہے کہ وہ ہمارے لیے بہت کارآمد ہو سکتی ہے۔ اونچے حلقوں میں وہ اب بھی خاصا اثر و رسوخ رکھتی ہے۔"

"کیا یہ مناسب نہیں ہو گا کہ ہم حالات کے پیش نظر نسیم کو لندن سے کہیں اور منتقل کر دیں۔"

"نہیں۔" اس بار ندیم کسی چوٹ کھائے ہوئے زخمی ناگ ہی کی طرح پھنکارا تھا۔ "میں گراہم کے مقابلے میں بزدلی کا مظاہرہ نہیں کر سکتا۔ تم نسیم کی طرف سے مطمئن رہو۔"

پھر تقریباً دو گھنٹے بعد ہی میں اس سیاہ رنگ کی مرسڈیز میں بیٹھ کر ہوٹل امپائر کے لیے روانہ ہو گیا جہاں ساتویں منزل پر روم نمبر 92 میرے نام پر پہلے ہی سے بک تھا۔ ایک گھنٹے بعد میرا باقی سامان بھی ایک پورٹر کے ذریعے میرے کمرے میں پہنچ گیا۔ وہ سامان وہاں کس کے طرح پہنچا مجھے اس کا علم نہیں تھا۔

○

گھپ اندھیرے میں دو شعلہ بار نگاہیں میرے چہرے پر مرکوز تھیں۔ میرے جسم میں خوف کی ایک سرد لہر دوڑ گئی۔ مجھے تاریکی میں ان آنکھوں کے سوا کچھ اور نہیں دکھائی دے رہا تھا لیکن وہ آنکھیں جس انداز میں مجھے گھور رہی تھیں میں اس کا مقصد سمجھنے سے قاصر تھا۔ ان آنکھوں میں قہر و غضب بھی تھا۔ انتقام کی آگ بھی شعلے کے روپ میں بھڑک رہی تھی اور ان میں شکوے اور شکایت کی کیفیت بھی موجود تھی۔

وہ آنکھیں کس کی تھیں؟۔۔۔ کوئی مرد یا پھر عورت؟۔۔۔ وہ مجھ سے کیا چاہتی تھیں؟۔۔۔ ان کا مفہوم کیا تھا؟ کیا مجھے صرف خوفزدہ کرنے کی خواہشمند تھیں یا مجھ سے کچھ کہنا بھی چاہتی تھیں؟

"کاکا۔" میرے ذہن میں اچانک کاکا کا پراسرار تصور ابھر آیا۔ شاید وہ دیوی دیوتاؤں کی قید سے رہائی پا چکی تھی اور حسب وعدہ پہلی فرصت میں میرے قریب آ گئی۔ وہ پراسرار اور لازوال قوتوں کی مالک تھی۔ میں اس کی طاغوتی شکتیوں کا چمتکار دیکھ چکا تھا۔ سفید ریش بزرگ نے مجھے اس سے دور رہنے کی تلقین کی تھی۔ بزرگ کی روحانی کرشمہ سازیاں بلاشبہ غیبی قوتوں کا مظہر تھیں۔ ان کی باتیں تائید غیبی سے منسلک تھیں۔ اس میں کسی شک و شبہے کی گنجائش نہیں تھی۔ زندگی کے کئی موڑ پر انہوں نے بروقت میری مدد کی تھی۔ مجھے موت کے منہ سے بچایا تھا۔ شیطانی قوتوں کے مقابلے میں اس برگزیدہ بزرگ کی پلکوں کا ایک اشارہ بھی بہت تھا لیکن میں کاکا کے احسانات کو بھی فراموش نہیں کر سکتا تھا۔ اس نے مجھے شنکر کے شر سے نجات دلائی تھی۔ میری خاطر وہ شنکر کی پلید قوتوں سے بھی ٹکرا گئی تھی اور اس جرم کی پاداش میں دیوی دیوتاؤں کے قہر کا نشانہ بن گئی تھی۔

لیکن اگر وہ کاکا ہی تھی تو پھر مجھے اس قدر قہر آلود اور شاکی نظروں سے کیوں گھور رہی تھی؟ شاید وہ مجھ سے خفا تھی۔ مگر کیوں؟ میرے ذہن میں متعدد شبہات سر اٹھانے لگے تھے۔ ان گنت خیالات ابھر کر آپس میں گڈمڈ ہونے لگے۔ وہ نگاہیں میری دیکھی بھالی تھیں۔ بڑی مانوس سی تھیں لیکن میں اس وقت انہیں پہچاننے سے قاصر تھا۔

اچانک میرے ذہن میں کاکا کے ساتھ ہی لیڈی

aazzamm@yahoo.com

نے مجھے اپنے دولت
کہ کوئی شے درمیان میں
میرے دل کی گہرائیوں
میں اس کے بیان کے
کلارنس کی موت کے بعد
اس مہیلی کا مقصد کیا تھا؟
کی شخصیت میں دلچسپی لینے
کے بیان کے مطابق اس
ناتے میرے اندر دلچسپی
کوئی اور مقصد بھی تھا؟ وہ
واصل تھے جس نے اسے
تھا؟

تھا کہ وہ ڈائننگ ٹیبل پر
تھی جب ایک شخص نے
کی پیغام دیا تھا۔ وہ بات یقیناً
جس نے پہلی بار مجھے کیسل
اچانک کہیں جانے کے لیے
کی تھی۔ وہ عورت جو چترکی
کلوں دور ہونے والی گفتگو
و نوادر کا پیغام سننے کے بعد
ان کا حل بھی تلاش کر سکتی
نی بھی سمجھی جاتی تھی لیکن
سے کام نہیں لیا تھا۔ مجھے
رخصت ہو گئی تھی۔
کا تعلق میری ہی ذات سے
کی جس نے لیڈی مکلارنس کو
دیا تھا؟ اگر نہیں تو پھر وہ مجھے

کم صم پڑا ان مانوس آنکھوں
دیکھتا رہا۔ مجھے پورا یقین تھا کہ
قریب سے دیکھا تھا لیکن شاید
ور سوچنے سمجھنے کی صلاحیتیں
سا عجیب تذبذب کی حالت سے
حیرت بھی تھی کہ ان آنکھوں
چہرے کا کوئی اور حصہ نظر نہیں
سرار نظر آرہی تھیں۔
میں ایک ہلکی سی گردش ہوئی
کوئی تبدیلی رونما نہیں ہوئی۔

بدستور وہ میرے چہرے پر جمی ہوئی تھیں۔

"لیڈی ۔۔۔ مکلارنس ۔۔۔" میں نے دھڑکتے ہوئے دل سے اس مدھم آواز میں پکارا۔

اس بار بھی دوسری جانب سے کوئی جواب نہیں سنائی دیا۔ البتہ ان پراسرار آنکھوں میں تیرتی خون کی سرخیاں کچھ اور گہری ہو گئیں لیکن اس کے ساتھ ہی اس کی پلکوں کے گوشے بھی بھیگنے لگے تھے۔ نفرت اور اداسی کی متضاد صورتوں کو آپس میں گڈمڈ ہوتے دیکھ کر میری پریشانی میں کچھ اور اضافہ ہو گیا۔

"کون ہو تم؟" میں نے اس بار الجھے ہوئے لہجے میں سوال کیا۔

وہ بدستور خاموش رہیں۔ ان آنکھوں سے خون کے ادورے بڑی سرعت سے چھٹنے لگے۔ اب ان میں حقارت کے بجائے بے بسی اور بے کسی کے تاثرات ابھرنے لگے تھے۔ بدلتے حالات کے سحر نے مجھے پوری طرح تسخیر کر لیا تھا۔ اچانک باہر کہیں زور سے بجلی کا کڑاکا ہوا اور اس کا پورا وجود میری نگاہوں کے سامنے اجاگر ہو کر دوبارہ تاریکی میں ڈوب گیا۔

وہ نسیم تھی جو میرے کمرے میں موجود مجھے بڑی حسرت بھری نظروں سے دیکھ رہی تھی۔

"نسیم!" میں نے حیرت کا اظہار کیا۔ "تم اس وقت یہاں ۔ ؟ کوئی خاص بات ہے؟"

آس کی طرف سے کوئی جواب نہیں آیا۔ آنکھیں اشکبار ہو گئیں اور دبی دبی سسکیاں میرے کانوں میں گونجنے لگیں۔

"تم مجھے بہت زیادہ پریشان نظر آرہی ہو؟" میں نے بے چینی سے اٹھتے ہوئے کہا۔ "مجھے بتاؤ تمہاری اداسی اور پریشانی کا سبب کیا ہے؟"

"میں ۔۔۔ میں اس وقت ایک درخواست لے کر آئی ہوں۔" وہ کپکپاتی آواز میں بولی۔

"کیا ندیم نے تمہیں کچھ کہا ہے؟" میں نے تیزی سے سوال کیا۔

"نہیں۔" اس نے بڑے خلوص سے کہا۔ "وہ مجھ سے بے انتہا پیار کرتے ہیں۔"

"پھر تم کیا کہنا چاہتی ہو؟" میں نے ہمدردی اور اپنائیت کا اظہار کیا۔

"آپ۔" وہ رک رک کر بولی۔ "آپ مجھے میرے حال پر چھوڑ دیں۔"

"کیا تمہیں ایک بھائی کے خلوص پر اعتماد نہیں رہا۔" میں جذباتی ہو گیا۔

"نہیں ۔۔۔ ایسی بھی کوئی بات نہیں ہے۔"

"پھر ۔۔۔؟"

"آپ نے اگر میرے سلسلے میں کوئی قدم اٹھایا تو شاید میں پھر کسی مصیبت میں گرفتار ہو جاؤں گی۔"

"تمہیں اس بات کا خیال کس طرح آیا۔" میں نے حیرت سے پوچھا۔ نسیم کا جواب سن کر میرے دل کو ایک دھچکا سا لگا تھا۔ میں نے اسے ایک بھائی کا پیار دیا۔ میرے پیار میں کوئی کھوٹ، کسی قسم کی ملاوٹ نہیں تھی۔ میں اس کے مستقبل کو تابناک دیکھنے کا خواہش مند تھا۔ اس کے خوبصورت ہونٹوں سے غم کے تاثرات کو ہمیشہ کے لیے کھرچ کر ان پر زندگی سے بھرپور مسکراہٹیں سجانے کا متمنی تھا۔ اس کی خاطر میں اپنی جان کی بازی بھی لگا سکتا تھا لیکن وہ مجھے دور رہنے کی تلقین کر رہی تھی۔ ایک لمحے کے لیے میں جیسے اپنے وجود میں منجمد ہو کر رہ گیا۔ اس کی آنکھیں میرے چہرے کے بدلتے تاثرات کا جائزہ لیتی رہیں پھر اس کی آواز میری قوت سماعت سے ٹکرائی۔

"میں یقین سے کچھ نہیں کہہ سکتی لیکن اس ہولناک چہرے والے پراسرار شخص نے مجھے یہی باور کرانے کی کوشش کی تھی۔" وہ مبہم لہجے میں بولی۔

"کون تھا وہ؟" میں نے تیزی سے دریافت کیا۔

"م ۔۔۔ میں نے اسے پہلی بار دیکھا تھا۔ وہ شکل سے بڑا مکروہ اور ہولناک لگ رہا تھا۔" اس نے سہمی ہوئی آواز میں جواب دیا۔ "وہ ہڈیوں کا پنجر سا نظر آرہا تھا۔ اس کی آنکھوں میں پتلی نام کی کوئی چیز نہیں تھی۔ حلقوں کی خلا کے اندر بھڑکتی آگ کے شعلے سے لپک رہے تھے۔ اس کے ہونٹ ساکت تھے لیکن اس کی آواز میں بادلوں جیسی گھن گرج تھی۔ میں نے خوفزدہ ہو کر آنکھیں بند کر لیں لیکن اس کے کہے ہوئے جملے بڑی دیر تک بازگشت بن کر میرے کانوں میں گونجتے رہے۔"

"کیا تمہیں وہ جملے یاد ہیں؟" میں نے دھڑکتے ہوئے دل سے استفسار کیا۔

"ہاں۔" وہ سنجیدگی سے بولی۔ "اس نے مجھ سے کہا تھا کہ اگر مجھے اپنی اور ندیم کی زندگی سے پیار ہے تو میں آپ سے دور رہوں، ہو سکے تو آپ کے علم میں لائے بغیر اچانک ندیم کو ساتھ لے کر کہیں دور چلی جاؤں ورنہ ۔۔۔۔۔" وہ بولتے بولتے رک گئی۔

"ورنہ کیا ہو گا؟" میں نے ہونٹ چباتے ہوئے پوچھا۔

"میری موت میری ماں کی موت سے زیادہ بھیانک ہو گی اور ندیم اپاہجوں جیسی زندگی گزارنے پر مجبور ہو جائیں گے۔"

"تم نے یقیناً کوئی خواب دیکھا ہو گا۔" میں نے اسے تسلی دینے کی کوشش کی۔ "ذہن الجھا ہو اور پریشان ہو تو اکثر سوتے میں اسی قسم کے ڈراؤنے خواب نظر آتے ہیں لیکن حقیقت سے ان کا دور کا بھی تعلق نہیں ہوتا۔"

"کچھ خواب سچے بھی ہوتے ہیں۔" وہ گومگو کی کیفیت سے دوچار تھی۔ پریشان کن لہجے میں بولی۔ "مجھے اپنی زندگی کی کوئی پروا نہیں لیکن میں ندیم کو کسی حالت میں کھونا نہیں چاہتی۔"

"پریشان مت ہو۔" میں نے ٹھوس آواز میں جواب دیا۔ "جب تک میں زندہ ہوں دنیا کی کوئی طاقت تمہارا اور ندیم کا بال بھی بیکا نہیں کر سکتی۔"

"میں آپ کے خلوص پر شبہ بھی نہیں کر سکتی لیکن مجھے اپنی ماں کی دردناک موت ابھی تک یاد ہے۔" اس نے مجھے لاجواب کرنے کی خاطر آہستہ سے کہا۔ "آپ کی موجودگی اور تمام حفاظتی انتظامات کے باوجود موت کے سرد ہاتھ پراسرار طور پر اس کی شہ رگ تک پہنچ گئے تھے اور قانون ۔۔۔ قانون ابھی تک میری ماں کے قاتلوں کو تلاش کرنے کے سلسلے میں بے بس نظر آرہا ہے۔"

"کیا ندیم کو علم ہے کہ تم اس وقت مجھ سے ملنے آئی ہو؟"

"کیوں؟ کیا مجھے اس وقت یہاں نہیں آنا چاہیے تھا؟" اس نے عجیب انداز میں سوال کیا۔

"ہاں۔" میں نے اسے حالات کے پیش نظر ایک ممکنہ خطرے سے آگاہ کرتے ہوئے کہا۔ "کچھ دشمن عناصر تمہیں یرغمال بنا کر ندیم کو اپنے سامنے گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کر دینے کے خواہش مند ہیں۔"

"مجھے کسی حد تک اندازہ ہے لیکن کیا آپ ان دشمنوں کی یلغار کے سامنے سینہ سپر ہو سکیں گے؟ انہیں ان کے خطرناک ارادوں سے باز رکھ سکیں گے؟" اس بار نسیم نے استہزائیہ انداز اختیار کیا تو میں چونکے بغیر نہ رہ سکا۔

"کیا تمہیں میری باتوں پر اعتماد نہیں رہا۔" میں نے قدرے تلخ لہجے میں پوچھا۔

"بات اعتماد کی نہیں۔ حقائق کی ہے شہباز خان۔"

aazzamm@yahoo.com

محسن نقوی کی شعری و شخصی عظمت کی اہم بنیادی شہادت

کئی باتیں ضروری رہ گئی ہیں

محسن نقوی

خوبصورت سرورق۔۔۔بہترین طباعت

Scanned
By
Ali and Azam
Aleeraza@hotmail.com
Aazzamm@Yahoo.com
(Lahore & Sahiwal)

ناشر: مکتبہ القریش اردو بازار۔لاہور2

رہے کے حقیر تنکے بکھر تو سکتے ہیں لیکن تیز و تند طوفانوں کی راہ نہیں روک سکنے کی طاقت نہیں رکھتے۔ تمہارے حق میں یہی بہتر ہے کہ اب ندیم اور نسیم سے دور رہو ورنہ ممکن ہے کہ تمہیں اپنی موت پر پچھتانے کا موقع بھی میسر نہ آ سکے۔"

اس بار کمرے میں نسیم کے بجائے کسی مرد کی آواز ابھری انداز ایسا ہی تھا جیسے کسی تانبے کے برتن میں لوہے کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے آپس میں پوری شدت سے ٹکرا رہے ہوں۔ تاریکی میں نظر آنے والی آنکھیں یکلخت میری نگاہوں سے اوجھل ہو گئی تھیں۔

میں ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھا۔ کمرا اندر سے بند تھا اور اس میں میرے سوا کوئی نہیں تھا۔ میں نے شاید کوئی ڈراؤنا خواب دیکھا تھا۔ امپائر ہوٹل میں قیام کرنے سے پہلے میں نے ندیم کو یہی مشورہ دیا کہ وہ نسیم کا خاص خیال رکھے۔ ہنری نکارس نے مجھ سے یہی کہا تھا کہ گراہم نے محض وقتی طور پر ندیم سے مفاہمت کا اظہار کیا تھا۔ ورنہ وہ گریشیا کی موت کو نہیں بھولا اور نسیم کو اغوا کرنے کی خاطر منصوبے بنا رہا تھا۔ شاید ان ہی پریشان کن حالات نے مجھے ایک ڈراؤنے خواب کی کیفیت سے دوچار کر دیا تھا۔ یہ کوئی انوکھی بات نہیں تھی۔ انسان اپنے آپ کو جن حالات سے زیادہ وابستہ کر دیتا ہے اکثر وہی حالات خواب کی شکل اختیار کر لیتے ہیں۔

میں نے گھڑی پر نظر ڈالی۔ اس وقت صبح کے ساڑھے چھ کا عمل تھا۔ کمرے کی مشرقی سمت والی کھڑکی سے صبح کی پہلی کرن روشنی شیشے سے چھن چھن کر کمرے میں اجالا بکھیر رہی تھی۔ میں ایک لمحے تک بستر پر بیٹھا خواب کے بارے میں سوچتا رہا۔ اگر وہ خواب نہیں تھا تو پھر یقیناً کوئی طاغوتی طاقت کی ڈرامائی تشکیل ہوگی جس نے نسیم کے روپ میں مجھے گراہم اور ندیم کے معاملات سے دور رہنے کی تاکید کی تھی۔ لیکن وہ طاغوتی طاقت کس کی تھی؟ کیا گراہم نے بھی ایسے لوگوں کی خدمات حاصل کر رکھی تھیں جو بلیک میجک کے ذریعے مخالفین کو خوفزدہ کر کے راستے سے ہٹ جانے پر مجبور کر دیتے ہیں؟

مشرق سے زیادہ مغرب کے لوگ کالے جادو پر اعتقاد رکھتے ہیں۔ میں نے اپنی داستان کے آغاز میں بتایا تھا کہ مجھے پراسرار کہانیاں اور ایسے ناول پڑھنے کا شوق جنون کی حد تک تھا جن میں ناقابلِ یقین اور محیر العقول واقعات رقم ہوتے تھے۔ میں نے ایسے متعدد کرداروں اور زندگی سے تعلق رکھنے والے افراد کے بارے میں بھی پڑھ رکھا تھا جو روحوں سے باتیں کرانے کا دعویٰ کرتے تھے اور عالمگیر شہرت کے حامل بن گئے تھے۔ اس میں ایک نام ایلن گیرٹ کا تھا جو جذب کی گہری کیفیتوں سے دوچار ہو کر روحوں سے رابطہ قائم کر لیتی تھی اور ان کے پیغام سناتی رہتی تھی۔ انگلستان میں دور دور تک اس کی شہرت کا چرچا تھا۔ شرلاک ہومز کے خالق مشہور زمانہ سر آرتھر کانن ڈائل کے بارے میں بھی یہ بات مشہور ہے کہ وہ اپنی آخری عمر میں سر آلیور لاج سے ملنے کے بعد روحانیت کا معتقد ہو گیا تھا اور روحوں سے تعلق پیدا کرنے کے لیے تجربے کرتا رہا۔

دنیا کے ان گنت لوگ آج ناسٹر ڈیمس (Nostoradmus) کے نام سے بخوبی واقف ہیں۔ جس کی پیش گوئیاں چار سو سال پر محیط ہیں اور آج بھی اس کی کہی ہوئی باتیں حرف بحرف درست ثابت ہو رہی ہیں۔ محمود غزنوی کے دربار سے وابستہ ابوریحان البیرونی کے متعلق بھی لوگ اس حقیقت سے واقف ہیں کہ وہ ایک مشہور منجم تھا اور آئندہ پیش آنے والے واقعات کی سو فیصد درست نشاندہی کرتا تھا۔ تاریخ کی کتابیں البیرونی کی مخفی قوتوں کی شاہد ہیں۔

بہرحال مجھے رہ رہ کر یہی خیال آ رہا تھا کہ جو خواب میں نے دیکھا تھا اس میں کسی طاغوتی قوت یا بلیک میجک کو ضرور دخل حاصل تھا۔ خاصی دیر تک میں اس خواب سے الجھتا رہا پھر میں نے کچھ سوچ کر ندیم سے رابطہ قائم کیا جو غالباً نیند سے اٹھا تھا۔

"ہیلو۔" ریسیور پر اس کی غنودگی میں ڈوبی ہوئی آواز ابھری۔

"میں شہباز بول رہا ہوں۔"

"اتنی صبح صبح بور کرنے کا مقصد؟"

"میں نسیم کے بارے میں دریافت کرنا چاہتا ہوں۔"

"کیا وہ اس وقت کمرے میں تمہارے ساتھ موجود ہے۔"

"ہاں۔ وہ بے خبر نیند سو رہی ہے۔" ندیم نے بدستور نیند میں ڈوبی آواز میں دریافت کیا۔ "کیا کوئی خاص بات؟"

"نہیں۔ میں نے محض خیریت دریافت کرنے کے لیے فون کیا تھا۔"

"خدا سمجھے تم نے بلاوجہ نیند سے اٹھا دیا۔" ندیم نے

aazzamm@yahoo.com

کہا پھر اس نے ریسیور کریڈل پر رکھ دیا۔

ندیم سے تسنیم کی خیریت دریافت کرنے کے بعد میں نے سکون کا سانس لیا۔ نائٹ گاؤن کی بیلٹ کستا ہوا اٹھ کر کھڑکی کے قریب ہو گیا باہر ہلکی ہلکی بوندا باندی ہو رہی تھی۔ ایک لمحے تک میں کھڑکی کے قریب کھڑا دور تک پھیلے ہوئے سبزے کا مشاہدہ کرتا رہا پھر غسل کے ارادے سے باتھ روم میں چلا گیا۔ غسل کرنے کے بعد میں لباس تبدیل کر کے باہر آیا تو میرے ذہن سے خواب کے بوجھل اثرات زائل ہو چکے تھے۔ میرا جسم قدرے ہلکا ہو چکا تھا۔ مجھے اس وقت ایک کپ گرما گرم کافی کی خواہش بڑی شدت سے محسوس ہو رہی تھی۔ میں نے روم سروس کو فون کیا دوسری جانب سے ایک شریلی اور مترنم آواز ابھری۔ اس وقت شاید کوئی خاتون آن ڈیوٹی تھی۔

"ہیلو۔"

"ایک کپ کافی۔" میں نے سنجیدگی سے کہا۔

"کیا بریک فاسٹ آپ ڈائننگ ہال میں آ کر کریں گے۔"

"اس سوال کا جواب کیا کافی کے آرڈر کے ساتھ ہی بتا ضروری ہے؟"

"او، نو سر۔ آئی ایم سوری۔" اس نے میرے لہجے کی تلخی محسوس کرتے ہوئے معذرت کا اظہار کیا۔ "روم سروس میں پانچ دس منٹ لگ جاتے ہیں اس لیے میں نے یوں ہی پوچھ لیا تھا۔"

"کوئی بات نہیں آپ فی الحال ایک کپ کافی بھیج دیں۔"

"رائٹ سر۔" اس نے بڑے مہذب لہجے میں جواب دیا۔

ریسیور کریڈل پر رکھ کر میں اس بالکونی میں آ کر کھڑا ہو گیا جو عقب کی جانب واقع تھی۔ وہاں سے دور دراز کا منظر خاصا بھلا معلوم ہو رہا تھا۔ میں ریلنگ پر کہنی ٹکا کر جھک گیا۔ میرے ذہن کے پردوں پر رات والے خواب کی دھندلی دھندلی تصویر ابھی تک رینگ رہی تھی۔ میرے دماغ میں صرف ایک ہی نام رہ رہ کر گونج رہا تھا۔ گراہم کا نام' لیڈی مکارنس نے اس کی جانب سے تسنیم کے اغوا کیے جانے کے خدشے کا اظہار کیا تھا لیکن اس کے ساتھ ہی اس بات کا یقین بھی دلایا تھا کہ وہ گراہم کے ناپاک مقصد میں کامیاب نہیں ہونے دے گی۔ میں نے بلرام کے میک اپ سے اسی لیے چھٹکارا حاصل کیا تھا کہ اگر گراہم اور اس کے

شکاری کتّے میری تلاش میں ہیں تو مجھے دوبارہ منظر... دیکھ کر ضرور چونکیں گے۔ اس طرح ممکن تھا کہ وہ ... اغوا کا خیال ترک کر کے مجھ پر ہاتھ صاف کرنے کی ... کریں۔

ٹھیک بارہ منٹ بعد دروازے پر دستک ہوئی۔ میں ... دروازہ کھولا تو امپائرز کی یونیفارم پہنے ہاتھ میں ٹرے ... ایک بیرا موجود تھا۔ میں دروازے کے سامنے سے ... اس نے پہلے بڑے مہذب انداز میں ٹرے سمیت جھک ... مجھے صبح بخیر کہا پھر آگے بڑھ کر ٹرے اس گول میز پر ... جو مغربی گوشے میں موجود تھی۔ میز کے ساتھ چار ... بھی تھیں جس پر خوبصورت کشن موجود تھے۔ میں ... کرسی پر بیٹھ کر کافی تیار کرنے لگا کچھ دیر بعد میں ... دروازے کی سمت دیکھا تو دروازہ بند تھا لیکن کافی لا... بیرا بدستور دروازے کے قریب موجود تھا۔

"کیا مطلب؟" میں نے کافی کا ایک گھونٹ ... ہوئے استہزائیہ انداز میں اسے مخاطب کیا۔ "کیا تم ... کے خالی برتن ساتھ لے جانے کے ارادے سے یہاں ... کھڑے ہو؟"

"جی نہیں مجھے برتن سے زیادہ آپ کو ساتھ ... جانے کی فکر لاحق ہے۔" اس نے معنی خیز انداز ... مسکراتے ہوئے کہا۔ دونوں ہاتھ اس نے پتلون کی ... میں ڈال رکھے تھے۔

"کیا مطلب؟" میں چونکا۔ میرے کان جواب ... میرے ذہن کو گوشوں میں خطرے کی گھنٹیاں بجنے لگیں ...

"آرام سے کافی ختم کر لیں مسٹر شہباز۔" اس ... سیدھے ہاتھ کو جیب سے نکالا تو اس میں سائیلنسر ... آٹومیٹک بھی موجود تھا۔ "مطلب سمجھنے کے لیے ... کافی سے زیادہ موقع دیں گے۔ فی الحال کافی ختم کر ... ہاں کسی قسم کی ہوشیاری دکھانے کی کوشش نہ ... قرب و جوار میں میرے تین ساتھی اور بھی آپ کے ... ہیں۔"

اس کے لہجے میں سفاکی تھی۔ میرے ذہن میں ... بار پھر گراہم کا نام ابھر آیا۔

میں نے جان بوجھ کر کافی ختم کرنے میں قدرے سستی کا مظاہرہ کیا۔ میرے ذہن میں صرف ایک ہی سوال گونج رہا تھا' وہ شخص جو بیرے کے روپ میں اسلحہ ہاتھ میں لیے کھڑا نہایت اطمینان سے کافی ختم ہونے کا انتظار کر رہا تھا کس گروہ سے تعلق رکھتا تھا؟ آٹومیٹک کی موجودگی میں مجھے یقین تھا کہ اس نے جو کچھ کہا تھا اسے کر گزرنے کی طاقت بھی رکھتا ہو گا۔ اس نے مجھے وارننگ دی تھی کہ میں کسی قسم کی حماقت کرنے کی کوشش سے گریز کروں اس لیے کہ اس کے تین مسلح ساتھی باہر بھی قرب و جوار میں کہیں موجود تھے۔ میرا دل گواہی دے رہا تھا اس نے اپنے ساتھیوں کے بارے میں جو بات کی تھی اسے محض دھمکی نہیں کہا جا سکتا تھا۔ بڑے ہوٹلوں میں کوئی بھی واردات کرنے کے لیے ہمیشہ صرف ایک آدمی سامنے آتا ہے۔ اس کے باقی ساتھی دور دور رہ کر کسی بھی غیر یقینی صورت حال سے نمٹنے کے لیے پوری طرح چوکس رہتے ہیں۔

میں نے کافی ختم کرنے کے بعد اس کی جانب غور سے دیکھا بظاہر وہ میک اپ میں نہیں معلوم ہوتا تھا لیکن اس کے چہرے پر کسی قسم کی پریشانی یا جلد بازی کی علامتیں بھی موجود نہیں تھیں۔ چہرے کے نقوش بتا رہے تھے کہ وہ مقامی باشندہ تھا۔ وہ جس سکون سے کھڑا میری طرف دیکھ رہا تھا اس سے بھی یہ بات صاف ظاہر ہو رہی تھی کہ اسے جس کام پر مامور کیا گیا ہے وہ اس میں پورا تجربہ اور مہارت رکھتا ہے۔ اس کے چہرے سے کسی قسم کی سفاکی یا کرختگی بھی ظاہر نہیں ہو رہی تھی۔ اس کے برعکس اس نے مجھے مہذب لہجے میں مخاطب کیا تھا۔ وہ اپنے رول کی اداکاری نہایت اطمینان سے کر رہا تھا۔

"سر۔" اس نے مسکراتے ہوئے مجھے دوبارہ مخاطب کیا۔ "میرا خیال ہے کہ آپ کافی سے لطف اندوز ہو چکے ہیں۔"

"تمہاری گفتگو کا انداز بتا رہا ہے کہ تم پڑھے لکھے بھی ہو اور خاصے مہذب بھی ہو۔"

"آپ نے میرے بارے میں جو رائے قائم کی ہے اس سلسلے میں کوئی تردید یا تائید نہیں کروں گا لیکن اتنا بتانا اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ جو کام مجھے سونپے جاتے ہیں اس کی انجام دہی میں کسی کوتاہی کا مظاہرہ کرنا بھی میرے اصول کے خلاف ہے۔"

"جو کام تم کر رہے ہو اس میں پکڑے جانے اور جرم ثابت ہونے کی صورت میں لمبی سزا کے بھی امکانات ہوتے ہیں۔" میں نے سنجیدگی سے کہا۔

"یہ بھی ہو سکتا ہے کہ پولیس مقابلے میں زندگی سے بھی ہاتھ دھو بیٹھوں۔" اس نے بڑے اطمینان سے جواب دیا۔ "میں کسی اچھے کردار کا مالک نہیں ہوں لیکن اس کے باوجود اس پر یقین رکھتا ہوں کہ جس گولی پر میرا نام لکھا ہے وہ کسی دوسرے کے جسم کو نہیں لگ سکتی اور موت کا جو وقت لکھا جا چکا ہے وہ اٹل ہوتا ہے۔"

"میرے بارے میں تمہیں کیا حکم ملا ہے؟"

"صرف اتنا کہ آپ کو شرافت کا مظاہرہ کرنے کی صورت میں بڑی عزت کے ساتھ ہوٹل امپائرز کی عمارت سے ایک طے شدہ مقام پر منتقل کر دیا جائے۔"

"تمہیں اس کام کا کتنا معاوضہ ملے گا۔" میں نے اسے خریدنے کی ایک موہوم سی کوشش کی۔

"بات معاوضے کی نہیں زبان کی ہوتی ہے مائی ڈیئر۔" اس نے بے تکلفی سے جواب دیا۔ "جو ڈیل ایک بار ڈن ہو جائے اس کی خلاف ورزی میرے نزدیک کمینگی ہی کہلائے گی۔ آپ کا کیا خیال ہے؟"

"تم شاید ٹھیک ہی کہہ رہے ہو۔"

"اس وقت پونے آٹھ ہو رہے ہیں اور طے شدہ پروگرام کے تحت ہمیں آپ کو ہر حالت میں ایک مقررہ وقت سے پیشتر اس مقام تک پہنچانا ہے جس کی نشاندہی پہلے کی جا چکی ہے۔"

"کیا تم میرے ایک آخری سوال کا جواب دینا پسند کرو گے۔"

"اگر میرے دائرہ اختیار میں ہوا تو۔" اس نے محتاط لہجہ اختیار کیا۔

"تمہارا تعلق کس گروہ سے ہے... میرا مطلب ہے کہ تمہیں میرے اغوا کے لیے کس نے تعینات کیا ہے؟"

"سوری..." وہ شانے اچکاتے ہوئے بولا۔ "اس کا علم ضرور میرے رنگ لیڈر کو ہے۔ میری حیثیت محض ایک اجرتی کارندے کی سی ہے' ویسے اگر مجھے آپ کے سوال کا جواب معلوم بھی ہوتا تو شاید میں اپنی زبان بند ہی رکھتا۔ بدعہدی ہمارے پیشے کے اصول کے خلاف ہے۔"

"تم اگر اتنے ہی بااصول آدمی ہو تو تمہیں کسی بزنس میں ہونا چاہیے تھا یا پھر سیاست کے میدان میں خاصی شہرت کما سکتے تھے۔"

"مسٹر شہباز۔" اس بار اس نے قدرے بدلتے ہوئے تیور سے کہا۔ "میرا خیال ہے کہ ہم دونوں ہی اپنا وقت برباد کر رہے ہیں۔ باہر ہمارے دیگر ساتھی منتظر ہوں گے۔"

میں جواب میں اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ میرا آٹومیٹک بستر پر تکیے کے نیچے رکھا ہوا تھا۔ جیب میں ہوتا تو شاید میں کچھ کر گزرنے کے بارے میں غور کر سکتا تھا لیکن موجودہ حالات میرے حق میں نہیں تھے۔ میرے پاس اس کے حکم کی تعمیل کرنے کے سوا کوئی اور چارہ بھی نہیں تھا۔ میں قدم اٹھاتا ہوا اس کی جانب بڑھا تو اس نے ہاتھ کے اشارے سے مجھے رکنے کا اشارہ کرتے ہوئے بے حد سنجیدگی سے کہا۔

"مجھے امید ہے کہ آپ کسی غیر دانشمندانہ اقدام اٹھانے

aazzamm@yahoo.com

کی عقلمندی کا مظاہرہ نہیں کریں گے۔ یہ بات میں اس لیے کہہ رہا ہوں کہ ہمیں اس بات کا بھی علم ہو چکا ہے کہ کسی زمانے میں آپ کا تعلق محکمۂ پولیس سے بھی رہ چکا ہے۔ ہمیں اوپر سے یہی حکم ملا ہے کہ کسی خطرے کا شبہ ہوتے ہی وقت ضائع کیے بغیر آپ کی چھٹی کر دی جائے۔ دوسری بات یہ ہے کہ ہم اچھے واقف کاروں کی طرح نیچے اتریں گے۔ میں بیرے کی یونیفارم میں ہوں اس لیے آپ جیسے معزز لوگوں کی خدمت کرنا میرا فرض ہے۔ یہاں سے نیچے اترنے کے بعد میں آپ کو پارکنگ لاٹ میں پہلے سے موجود ایک وین میں بٹھانے کی خدمت انجام دوں گا۔ اس کے بعد میرا کام ختم ہو جائے گا۔"

"کیا تم نے بیروں والا یہ لباس محض اپنی شخصیت کو پردے میں رکھنے کی خاطر پہنا ہے یا واقعی تمہارا نام ہوٹل کے ملازمین کی فہرست میں موجود ہے۔"

"میرا خیال ہے کہ اب ہمیں اپنے سفر پر روانہ ہو جانا چاہیے۔" اس نے میرے سوال کو یکسر نظرانداز کرتے ہوئے جواب دیا پھر اپنا آٹومیٹک جیب میں رکھنے کے بعد سرسراتی آواز میں بولا۔ "مجھے امید ہے کہ آپ میری ہدایت پر عمل کرنے کی کوشش کریں گے۔ دوسری صورت میں آپ کی زندگی کی ضمانت نہیں دی جا سکتی۔"

میں خاموشی سے اس کے ساتھ ہو لیا۔ وہ بڑی سرعت سے میری پشت پر پوزیشن سنبھال چکا تھا۔ لفٹ میں سوار ہوتے وقت بھی اس کا سیدھا ہاتھ جیب میں تھا۔ لفٹ میں ہم دونوں کے علاوہ چار آدمی اور بھی تھے۔ ان چاروں میں سے ایک دو اس کے ساتھی بھی ہو سکتے تھے اس لیے میں نے رسک لینے کی کوشش نہیں کی۔

میرا ذہن برابر حالات کے مختلف زاویوں کے بارے میں غور کر رہا تھا۔ جو لوگ مجھے اغوا کر رہے تھے یا کرا رہے تھے وہ مجھے موت سے ہمکنار نہیں کرنا چاہتے تھے۔ ان کا مقصد کچھ اور ہی رہا ہو گا ورنہ اتنا بکھیڑا پھیلانے کی کیا ضرورت تھی۔ مجھے میرے کمرے میں بھی اس طرح ختم کیا جا سکتا تھا کہ کسی کو کانوں کان خبر تک نہ ہوتی۔ اس کے علاوہ میرے ذہن میں ندیم کی شخصیت بھی ابھر رہی تھی۔ اس نے اگر مجھے خاص طور پر امپائر میں رہائش اختیار کرنے کو کہا تھا تو اس میں بھی کوئی نہ کوئی مصلحت ضرور ہو گی۔ ممکن تھا کہ اس وقت بھی اس کے گروہ کے ایک دو افراد میری نقل و حرکت کی نگرانی کر رہے ہوں۔ تسنیم کے اغوا اور کرائم کے خطرناک ارادے سے باخبر ہو جانے کے بعد ندیم نے یقینی طور پر اپنے بندوں کو پوری طرح چوکس رہنے کا حکم جاری کر دیا ہو گا۔ میں نے چونکہ ندیم کے مشورے کو نظرانداز کر کے بلرام والا میک اپ اتارا تھا اس لیے اس نے میری حفاظت پر اپنے کچھ خاص آدمیوں کو ضرور مامور کیا ہو گا۔

لفٹ گراؤنڈ فلور پر جا کر رکی تو ہم پانچوں افراد جو بظاہر خود ایک ایک دوسرے سے لاتعلق نظر آ رہے تھے باہر آ گئے۔ اس وقت میرے دل کی دھڑکنیں تیز ہو رہی تھیں۔ اگر میرا یہ خیال درست تھا کہ کچھ آدمی میری نگرانی پر تعینات کیے گئے ہیں تو پھر یہ بھی ممکن تھا کہ ہوٹل کی عمارت سے باہر نکلتے ہی دونوں گروہوں کے درمیان گولیوں کی تڑتڑاہٹ کا مقابلہ شروع ہو جائے لیکن میرا یہ خدشہ درست ثابت نہیں ہوا۔ پارکنگ لاٹ میں ایک لینڈ کروزر موجود تھی۔ اغوا کرنے والے بیرے نے مجھے اس کی پچھلی سیٹ پر بٹھاتے ہوئے بڑے معنی خیز انداز میں مسکراتے ہوئے سلام کیا پھر واپس پلٹ گیا۔ لینڈ کروزر میں ڈرائیور کے علاوہ تین افراد اور بھی موجود تھے۔ پچھلی سیٹ پر پہلے سے موجود دونوں آدمیوں نے اپنے اسلحہ کی نمائش کرتے ہوئے مجھے صبر و تحمل سے بیٹھے رہنے کی ہدایت کی۔ اگلی سیٹ پر ڈرائیور کے ساتھ بیٹھا ہوا شخص بھی میرے اندازے کے مطابق غیر مسلح نہیں رہا ہو گا۔

لینڈ کروزر شہر کی پر رونق شاہراہوں سے گزرتی رہی پھر اس کا سفر جب ایک قدرے سنسان سڑک پر شروع ہوا تو میری آنکھوں پر پٹی باندھ دی گئی۔ میں نے کسی قسم کی جدوجہد کرنے کی حماقت اس لیے نہیں کی کہ میں اب ان کے رحم و کرم پر تھا۔ آنکھوں پر پٹی بندھنے کے بعد صندلی انگوٹھی کو ٹٹول کر دیکھا۔ وہ بدستور میری انگلی میں موجود تھی۔ مجھے اس کی موجودگی میں یقین سا تھا کہ کوئی دشمن میری ہلاکت کا سبب نہیں بن سکتا۔ اب تک ایسا ہی ہوتا آیا تھا۔

تقریباً" ایک گھنٹے تک لینڈ کروزر کا سفر جاری رہا۔ اس دوران وہ کبھی رفتار کم کر دیتے تھے اور کبھی گاڑی طوفان سے باتیں کرنے لگتی۔ وہ میری طرف سے پوری طرح باخبر تھے۔ انہیں میری سابقہ ملازمت کے بارے میں بھی علم تھا اس لیے شاید دیدہ و دانستہ لینڈ کروزر کی رفتار کو کم اور زیادہ کر رہے تھے تاکہ میں ہوٹل سے اس مقام تک فاصلے کا اندازہ قائم نہ کر سکوں جہاں مجھے لے جایا جا رہا تھا۔ میرے ذہن میں اس بیرے کی صورت و شکل محفوظ ہو چکی تھی جس نے مجھے اغوا کیا تھا اگر وہ میک اپ میں نہیں تھا تو رہائی پانے کے بعد دوبارہ سامنے آنے کی صورت میں میں اسے ہزاروں میں شناخت کر سکتا تھا۔ میرے ذہن میں ان چار آدمیوں کا خیال بھی رہ رہ کر آ رہا تھا جو لفٹ میں ہمارے ساتھ موجود تھے اور بعد میں تتر بتر ہو گئے تھے۔ میرا دل اس بات کو ماننے کے لیے تیار نہیں تھا کہ ان میں سے کوئی اغوا کرنے والے کا ساتھی نہ ہو۔ ان چاروں میں سے کوئی ندیم کا نمائندہ بھی ہو سکتا تھا لیکن انہوں نے بظاہر مطلق میری طرف کوئی توجہ نہیں دی۔ انجانے بنے رہے تھے مگر کیوں؟

لینڈ کروزر کا سفر ختم ہوا تو میری آنکھوں کی پٹی کھول دی گئی مجھے نیچے اترنے کا حکم دیا گیا۔ اب وہ مجھے تھامے رکھنے کی خاطر

باقاعدہ اسلحہ کی نمائش بھی کر رہے تھے۔ میں نے آنکھ کھولی تو اس بات پر ششدر رہ گیا کہ گاڑی کسی پورٹیکو کے بجائے کسی ایسے گیراج میں کھڑی تھی جہاں دو گاڑیوں کی گنجائش اور بھی موجود تھی لیکن وہاں کھڑکی یا دروازے قسم کی کوئی شے نظر نہیں آ رہی تھی۔ گاڑی یقیناً کسی پھاٹک سے گزرنے کے بعد ہی گیراج میں داخل ہوئی ہو گی لیکن میں نے کسی دروازے کے کھلنے یا بند ہونے کی کوئی آواز نہیں سنی تھی۔ فوری طور پر میں نے یہی اندازہ لگایا کہ وہاں کا نظام حساس مشینوں کے ذریعے خودکار بنیادوں پر قائم تھا۔ گیراج میں دیواروں پر اور زمین پر جابجا ٹائر ٹیوب اور ایسے اوزار بڑے سلیقے سے موجود تھے جو گاڑیوں کی مرمت میں کام آتے تھے۔

شاید گیراج کے اندر ہی کوئی چور دروازہ فرش پر کہیں نہ کہیں ضرور موجود ہو گا جہاں وہ مجھے قید کرنے کا ارادہ رکھتے تھے مگر میرا اندازہ غلط ثابت ہوا۔ میرے ساتھ سفر کرنے والوں میں سے ایک نے مجھے پیچھے آنے کو کہا۔ اس کے باقی ساتھی میری پشت پر اسلحہ لیے پوری طرح تیار تھے۔ ہم قدم بڑھاتے ہوئے سامنے دیوار کے قریب جا کر رک گئے۔ ایک لمحے کو میرے ذہن میں قدیم زمانے کا وہ نظام چکرا کر رہ گیا جب کسی مجرم کو دیوار کے ساتھ کھڑا کر کے گولیوں سے اس کے جسم کو چھلنی کر دیا جاتا تھا لیکن وہ واقعی دور لانے کے بعد ایسا کیوں کر رہے تھے؟ وہ چاہتے تو مجھے ہوٹل کے کمرے میں ہی ٹھکانے لگا سکتے تھے پھر اتنا رسک لینے کی کیا ضرورت تھی؟ شاید اس لیے کہ وہ موت کی تشہیر نہیں کرنا چاہتے تھے؟ ہوٹل میں کسی کی لاش کے دریافت ہونے کے بعد پولیس اور محکمۂ سراغ رسانی کے علاوہ دوسری ایجنسیاں بھی حرکت میں آ سکتی تھیں۔ ان کی کامیابی کی صورت میں مجرموں کو اپنے بے نقاب ہونے کا خطرہ بھی لاحق ہو سکتا تھا؟ میں ابھی ان ہی خیالوں میں الجھا ہوا تھا کہ سامنے والی دیوار میں دروازے کے برابر ایک خلا پیدا ہو گیا۔ دیوار کے دو حصوں نے دروازے کی جو گنجائش پیدا کی تھی وہ بھی بالکل بے آواز تھی۔ مجھے آگے قدم بڑھانے کا حکم ملا۔ دروازے سے گزرتے ہی خودکار نظام دوبارہ عمل میں آیا پھر دروازے کے بند ہوتے ہی گھپ اندھیرا چھا گیا۔ اس کے بعد میں اٹکل کی مدد سے قدم بڑھاتا رہا پھر اچانک ایک اور خلا نمودار ہوئی جس سے گزرنے کے بعد میں نے ایک ایسے کمرے میں قدم رکھا جو بطور ڈرائنگ روم استعمال کیا جاتا تھا۔ وہاں کی ہر چیز قیمتی اور قابل دید تھی۔ اعلیٰ قسم کے فرنیچر کے علاوہ دیواروں پر خوبصورت اور سنہری فریم کے اندر خوبصورت تصاویر اور لینڈ اسکیپ کے مناظر بھی بڑی چابکدستی سے کندہ کیے گئے تھے۔ فرش پر اتنا دبیز قالین موجود تھا کہ قدم اٹھاتے اور رکھتے وقت ہلکا سا ایک دباؤ بھی محسوس ہوتا تھا۔ میں نے نظریں گھما کر دیکھا کمرے میں میرے علاوہ صرف وہ شخص موجود تھا جو میری رہنمائی کے لیے آگے آگے چل رہا تھا۔ پشت پر چلنے والے دونوں افراد کہیں راستے میں ہی رک گئے تھے۔ میں نے کمرے میں موجود شخص کی طرف وضاحت طلب نظروں سے دیکھا تو اس کے ہونٹوں پر ایک معنی خیز مسکراہٹ پھیل کر گہری ہوتی چلی گئی پھر اس نے اپنے چہرے سے ایک باریک ماسک علیحدہ کیا تو میرے سامنے وہی بیرا کھڑا تھا جس نے مجھے میرے کمرے میں کافی سرو کرنے کے بعد اغوا کیا مگر اس کا لباس بدلا ہوا تھا۔ میں نے اسے خود اپنی آنکھوں سے لینڈ کروزر میں داخل ہونے کے بعد ہوٹل کی طرف واپس جاتے دیکھا تھا اور گاڑی چل پڑی تھی۔ تو کیا وہ راستے میں اس وقت دوبارہ کسی دوسرے ساتھی کو اتار کر اس کی جگہ لے چکا تھا جب گاڑی کو میں نے سفر کے دوران ایک دو جگہ وقفے وقفے سے رکتے محسوس کیا تھا؟ میں ابھی اسے چشم حیرت سے دیکھ رہا تھا کہ اس نے مسکرا کر کہا۔

"مجھے معلوم ہے میرے محترم دوست کہ اس وقت آپ کے ذہن میں کیا خیال چکرا رہا ہے۔"

"تم ـــ" میں نے کچھ کہنا چاہا لیکن وہ میرا جملہ کاٹتے ہوئے تیزی سے بولا۔

"میں وہ نہیں ہوں جو آپ سمجھ رہے ہیں۔"

"لیکن میری آنکھیں دھوکا نہیں کھا سکتیں۔" میں نے پورے وثوق سے جواب دیا۔ "تم وہی ہو جس نے بیرے کی یونیفارم میں مجھے کافی سرو کی تھی۔"

"میں آپ کے اس بیان کی تردید بھی نہیں کروں گا۔" وہ ایک بار پھر معنی خیز انداز میں مسکرایا۔

"وہ بھی اسی میک اپ میں تھا جس میں آپ اس وقت خادم کو دیکھ رہے ہیں۔" وہ بڑے مہذب لہجے میں بولا لیکن اس نے اتنی شرافت کا ثبوت بھی نہیں دیا تھا کہ اپنا آٹومیٹک واپس جیب میں رکھ لیتا۔ شاید اسے اس بات کا خطرہ لاحق تھا کہ کہیں میں اچانک اس پر جھپٹ نہ پڑوں۔

"میں سمجھا نہیں۔" میں نے اسے مشکوک نظروں سے گھورا۔ "تمہارے چہرے کی ساخت' قد و قامت اور گفتگو کرنے کا انداز سو فیصد اس بیرے کے چہرے کی بناوٹ اور لب و لہجے سے ملتا جلتا ہے۔ لباس کے سوا سر مو کوئی فرق نہیں ہے۔"

"آپ درست فرما رہے ہیں۔" وہ مسکرا کر بولا۔ "ہمارے قد و قامت ضرور ایک جیسے ہیں لیکن چہرے کے نقوش جدا جدا ہیں جنہیں میک اپ کے ذریعے بالکل ایک جیسا بنا دیا گیا اگر آپ باقی دو افراد کے چہرے کا ماسک اتار کر دیکھیں تو آپ کو وہ دونوں بھی بالکل میرے ہی جیسے نظر آئیں گے۔ لباس کے فرق کے علاوہ۔ آپ چاہیں تو میں آپ کی پریشانی دور کرنے کی خاطر دونوں کو یہاں بلا کر اپنے بیان کی تصدیق کرا سکتا ہوں۔"

"نہیں۔" میں نے تیکھے انداز میں جواب دیا۔ "میں شاید

aazzamm@yahoo.com

یہاں تم لوگوں کی شناختی پریڈ کرنے کی غرض سے نہیں لایا گیا ہوں۔"

"آپ مجھے خاصے ذہین لگتے ہیں۔" وہ استہزائیہ انداز میں بولا۔ "آپ کی اطلاع کے لیے بتا دوں کہ آپ کو یہاں ایک مہمان کی حیثیت سے لایا گیا ہے۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو شاید ہمارا برتاؤ آپ کے ساتھ مختلف نوعیت کا ہوتا۔"

"بہت خوب۔" میں زہر خند سے بولا۔ "کیا تمہارے گروہ میں میزبانی کے فرائض جدید اسلحہ سے ادا کیے جاتے ہیں۔"

"آپ اسے ٹریڈیشن بھی کہہ سکتے ہیں۔" اس کے لہجے میں لطیف سا طنز بھی شامل تھا۔ "یہ سب کچھ آپ کی اور ہماری حفاظت کے پیش نظر کیا گیا ہے۔ دوسری شکل میں آپ شاید اتنی آسانی سے ہماری دعوت قبول کرنے پر آمادہ نہ ہوتے۔ کیا میں کوئی غلط بات تو نہیں کہہ رہا ہوں؟"

"مجھے یہاں لانے کا مقصد کیا ہے؟" میں نے اس بار اسے گھورا۔

"اس سوال کا جواب تو میں نہیں دے سکوں گا لیکن میرا اندازہ ہے آپ کو کچھ دنوں تک یہاں مہمان کی حیثیت سے رکھا جائے گا اس کے بعد واپس کھلی فضا میں آزادی کا سانس لینے کے لیے چھوڑ دیا جائے گا۔"

"مجھے تم لوگوں کا انداز گفتگو . . . . خواب سا لگ رہا ہے۔" میں نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

"ہو سکتا ہے آپ درست کہہ رہے ہوں۔" اس کا لہجہ دوبارہ معنی خیز ہو گیا۔ "کچھ خواب ایسے بھی ہوتے ہیں جو انسان جاگتے میں بھی دیکھتا ہے اور ایسے خواب غلط نہیں ہوتے۔"

"تمہارا تعلق کس پارٹی سے ہے۔" میں نے سنجیدگی سے سوال کیا۔

"مجھے افسوس ہے کہ میں آپ کو زیادہ وقت نہیں دے سکوں گا۔ آپ یہاں اطمینان سے تشریف رکھیں اور اس شخصیت کا انتظار صبر و تحمل سے کریں جس کی ایما پر آپ کو یہاں لایا گیا ہے۔" وہ جانے کے لیے پلٹا پھر یک لخت رک کر بولا۔ "ایک بات اور عرض کر دوں ہم ایک بااخلاق اور مہذب مہمان ہونے کے ساتھ ساتھ شغل، سفاک اور بدترین دشمن کا رول بھی ادا کرنے کے فن سے بخوبی واقف ہیں لیکن یہ سب کچھ آپ کے اپنے برتاؤ پر منحصر ہو گا۔ میرا خیال ہے آپ میرا مطلب بخوبی سمجھ گئے ہوں گے۔" پھر وہ اپنا جملہ مکمل کرنے کے بعد لمبے لمبے قدم اٹھاتا تیزی سے ایک دروازے سے باہر نکل گیا۔

میں خاموشی سے ایک صوفے پر بیٹھ گیا۔ اب تک جو صورت حال جس تسلسل سے پیش آ رہی تھی اس نے مجھے بہت کچھ سوچنے پر مجبور کر دیا تھا جن افراد نے مجھے اغوا کیا تھا ان کا برتاؤ میرے ساتھ دشمنوں جیسا نہیں تھا۔ وہ مجھے ایک مہمان کی حیثیت دے رہے تھے۔ اگر واقعی ایسا ہی تھا تو پھر مجھے اس ڈرامائی انداز میں اغوا کیوں کیا گیا تھا؟ اس خیال کے ذہن میں ابھرتے ہی ندیم کا تصور بھی میری نگاہوں کے سامنے آ گیا۔ اس نے مجھے تین روز تک برامی کے بیک اپ میں رہنے کی تلقین کی تھی لیکن میری ضد کے سامنے مجبور ہو گیا تھا پھر مجھے اس کی فرمائش پر ہوٹل امپائر میں قیام کرنا پڑا تھا۔ میں نے اپنے اصل روپ میں آنے کا فیصلہ اس غرض سے کیا کہ اگر گراہم کے شکاری کتے محض ندیم کو اپنے سامنے گھٹنے ٹیکنے کے لیے مجبور کرنے کی خاطر نسیم کا اغوا کرنا چاہتے تھے تو وہ یہ کام مجھے بھی اغوا کرنے کے بعد کر سکتے تھے۔ لیڈی مکارلس نے مجھ سے یہی کہا تھا کہ گراہم نے محض وقتی طور پر ندیم کو اندھیرے میں رکھنے کی خاطر دروغ گوئی کو ہوا دیتے کارلاتے ہوئے اس کی جانب دوستی اور مفاہمت کا ہاتھ بڑھایا ہے ورنہ اس کے دل میں ابھی تک کینہ و بغض بھرا تھا۔

ممکن ہے میرے سامنے آنے کے بعد گراہم نے میرے خیال کے مطابق اپنے شکاری کتوں کو میری طرف لگا دیا ہو۔ ندیم کو بھی اس کی اطلاع کسی طرح مل گئی اور پھر اس نے اپنے مخصوص آدمیوں کے ذریعے مجھے نہایت مہذب انداز میں کسی محفوظ مقام پر پہنچانے کی خاطر یہ سارا ڈراما اسٹیج کیا ہو۔

میں بڑی دیر تک آرام دہ صوفے پر بیٹھا حالات کی کڑیاں ملاتا رہا پھر تھک ہار کر پشت سے ٹیک لگا کر آنکھیں بند کر لیں۔ اگر وہ حرکت ندیم ہی کی تھی تو اس نے اچھا نہیں کیا تھا۔ اسے کم از کم مجھے حالات سے باخبر کر دینا چاہیے تھا۔ مجھے ندیم کی صلاحیتوں پر پورا بھروسا تھا۔ وہ اپنے جسم کے ہر حصے میں ایک تیسری آنکھ رکھتا تھا جو کسی دشمن کی بروقت نشاندہی کر دیتی تھی۔ اس کے وفادار ساتھی ہر لمحہ اور ہر پل اس کی خبر گیری رکھتے تھے۔ اس کی خاطر وہ آنکھ بند کر کے موت کے اندھے کنوئیں میں بھی چھلانگ لگا سکتے تھے لیکن زندگی میں کوئی لمحہ اور کوئی پل ایسا بھی ضرور آتا ہے کہ انسان کی تمام حفاظتی تدابیر دھری کی دھری رہ جاتی ہیں اور دشمن اپنا کام کر گزرتا ہے۔ حریف کو کمزور سمجھنا دانشمندی کے منافی ہے۔ دنیا میں ہزاروں مثالیں ایسی موجود ہیں کہ ہزاروں حفاظتی دستے کی موجودگی کے باوجود دشمن اتنی چابک دستی سے اپنے مطلوبہ شخص کو لے اڑے تھے یا انہیں موت کے گھاٹ اتار دیا تھا کہ بڑے بڑے سراغرساں بھی انگشت بدنداں رہ گئے تھے۔ اگر دشمن کسی چالاک لومڑ جیسا ہو تو وہ سیکڑوں آدمیوں کے درمیان سوئے ہوئے اپنے شکار کو منہ میں دبوچ کر اس طرح نکل جاتا ہے کہ کسی کو کانوں کان خبر نہیں ہو پاتی۔ جن لوگوں نے جم کاربٹ کی شکاری زندگی کا مطالعہ کیا ہو گا وہ ایسے بے شمار واقعات سے بخوبی واقف ہوں گے۔ نسیم کے ساتھ بھی کوئی ایسا ہی ناقابل یقین حادثہ پیش آ سکتا

[...] میں لاتعداد ذہنی جمناسٹک کرتا رہا پھر گھپ اندھیروں میں کاکا [...] کسی تمثالی روشنی کی طرح ابھرا۔ وہ لامحدود اور پُراسرار [...] قوت کی مالک تھی۔ اس کے لیے دوریاں اور فاصلے کوئی [...] نہیں رکھتے تھے۔ متعدد موقعوں پر اس نے مجھے موت کے [...] صرف دودھ کی مکھی کی طرح نکالا تھا بلکہ آیندہ پیش [...] والے خطرات سے بھی آگاہ کیا تھا۔ وہ میری ہی خاطر شنکر [...] کرانے کے بعد دیوی دیوتاؤں کے کشٹ کو بھوگ رہی تھی۔ [...] آزاد ہو چکی ہوتی تو حسب وعدہ میرے پاس ضرور آتی۔ پھر بھی [...] موہوم سی امید کے تحت میں نے اس کے پُراسرار وجود کو [...] دل میں پکارا۔ دوبارہ اس کی جانب سے کوئی جواب نہیں ملا [...] میری آواز پر میرے دل کی دھڑکنیں تیز ہو گئیں۔ کاکا کی [...] آواز میرے کانوں میں گونج اٹھی۔ اس کا لہجہ مدھم تھا اور [...] آواز کہیں بہت دور سے آتی محسوس ہو رہی تھی۔

"[...] تمہاری کاکا رانی تمہاری آواز سن رہی ہے۔" اس کی [...] اداسی تھی۔

"کاکا۔" میں نے تیزی سے کہا۔ "میں اس وقت بڑی [...] تمہاری ضرورت محسوس کر رہا ہوں۔"

"میں جانتی ہوں کہ تمہارے اوپر کیا بیت رہی ہے۔" [...] اس کے باوجود تم خاموش تماشائی بنی سب کچھ دیکھ رہی [...] میں نے شکوہ کیا۔

"[...] دھارج رکھو شہباز۔ کاکا تمہاری کارن شنکر کی پلید [...] سے بھی ٹکرا گئی تھی پھر یہ دھیان تمہارے من میں کیسے [...] کو کن کشٹوں سے دوچار ہو اور تمہاری کاکا رانی دور [...] رہے۔"

"[...] مجھ سے ابھی تک اتنی دور کیوں ہو۔" میں نے سوال [...] ابھی تک تمہیں رہائی نہیں ملی۔"

"[...] آزاد کر دیا گیا ہے لیکن ......" وہ کچھ کہتے کہتے رک گئی۔

"[...] لیکن کیا۔" میں نے تیزی سے پوچھا۔ "کیا تم میری مدد [...] نہیں؟"

"[...] میں تمہاری سہائتا کر سکتی۔" اس کے جواب میں [...]

"[...] کیا مطلب؟" میں چونکا۔

"[...] دیوتاؤں نے مجھے آزاد ضرور کر دیا ہے لیکن کیول [...] برسوں تک کسی منش کی کوئی سہائتا نہیں [...]"

"[...]" میں نے بجھی ہوئی آواز میں کہا پھر کچھ سوچ کر [...] یہ بھی نہیں بتا سکتیں کہ مجھے کن لوگوں نے اور [...] اغوا کیا ہے؟ وہ مجھ سے کیا چاہتے ہیں؟"

"میں ..... میں مجبور ہوں شہباز۔" کاکا نے اس بار سپاٹ لہجے میں جواب دیا۔ "میں دیوی دیوتاؤں کو دیے ہوئے وچن کو نہیں توڑ سکتی اگر میں نے ایسا کیا تو ان کی مہان شکتی مجھے پھر پتھر کی بے جان مورتی کا روپ دے دے گی اور پھر کبھی میری پاگل آتما اس مورتی میں نہیں داخل ہو سکے گی۔"

"اگر تم میری مدد نہیں کر سکتی تھیں تو پھر تمہیں میری پکار کا جواب دینے کی کیا ضرورت تھی؟" میں جھلا کر رہ گیا۔

"ایسا مت کہو شہباز ورنہ تمہاری کاکا رانی کا دل ٹوٹ جائے گا۔" کاکا کے لہجے میں التجا تھی۔

"چلی جاؤ کاکا۔" میں تلملا کر بولا۔ "میری دنیا سے اتنی دور نکل جاؤ کہ پھر کبھی تمہاری پرچھائیں کی ایک جھلک بھی مجھے نہ دکھائی دے۔"

"یہ ..... یہ تم کہہ رہے ہو شہباز؟ کیا تم بھول گئے کہ کاکا نے تمہاری کارن کیا کچھ بلیدان کیا ہے؟"

"یہ احسان جتانے کا وقت نہیں ہے۔ تم جانتی ہو کہ میں کن حالات سے دوچار ہوں۔"

"میں اوش تمہاری چنتا دیکھ رہی ہوں پرنتو اس میں میرا کیا دوش ہے؟" وہ بڑی معصومیت سے بولی۔ "کیا تم یہ چاہو گے کہ تمہاری کاکا پھر پتھر کی مورتی کا روپ دھار کر کہیں گندگی میں پھینک دی جائے۔"

میں نے کوئی جواب نہیں دیا۔

"ناراض مت ہو۔" اس کی مدھر آواز پھر میرے کانوں میں گونجی۔ "دو برس تو پل جھپکتے میں بیت جائیں گے۔ اس کے بعد تمہاری کاکا کبھی تم سے جدا نہیں ہو گی۔ میں وچن دیتی ہوں کہ اس سمے میں تمہارے دشمنوں کو ایسا سراپ دوں گی کہ مرنے کے بعد ان کی آتما بھی کبھی سکھ کا ایک سانس نہیں لے سکے گی۔ وہ سدا اپنے کیے کی آگ میں جلتے رہیں گے۔"

"چلی جاؤ کاکا۔ اس وقت مجھے صرف سکون کی ضرورت ہے۔"

پھر میں نے کاکا کے تصور کو اپنے ذہن سے جھٹک کر نکال دیا۔ میرے ذہن میں تیز اور گرم آندھیوں کے جھکڑ چل رہے تھے۔ نسیم کا تصور اور خدانخواستہ اس کے اغوا ہو جانے کا خیال بھی میرے لیے سوہان روح سے کم نہیں تھا۔ میں نے اسے بہن کہا تھا۔ وہ میرے ارمانوں اور میری خوشیوں کا شیش محل تھی جسے میں مسمار اور چکنا چور ہوتے نہیں دیکھ سکتا تھا۔

نہ جانے کب تک میں اپنے خیالوں میں مستغرق رہا پھر کسی کے قدموں کی آہٹ سن کر میں نے آنکھیں کھولیں تو میرے وجود کے کسی گوشے میں بم کا شدید دھماکا ہوا۔ میری آنکھیں حیرت سے پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔ میں ہڑبڑا کر اٹھا مجھے ایک بار پھر ایسا ہی محسوس ہو رہا تھا جیسے میں جاگتے میں کوئی خواب دیکھ رہا

ہوں۔

وہ حسین اور خوبرو عورت جو اپنی تمام تر حشر سامانیوں کے ساتھ کسی ناگن کی طرح لہراتی بل کھاتی ڈرائنگ روم میں میرے سامنے کھڑی تھی گریشیا کے سوا کوئی اور نہیں تھی۔ وہی گریشیا جو گراہم کی عزیز ترین داشتہ تھی' جسے میں راجو کے ساتھ خود اپنی آنکھوں سے سی ویو کے ساحل پر مردہ حالت میں دیکھ چکا تھا۔ جس کی لاش کو میرے علاوہ اور بھی سیکڑوں آدمیوں نے دیکھا تھا۔ وہی گریشیا جس کی موت نے گراہم کو لیڈی ملازنس کے بیان کے مطابق دیوانہ بنا دیا تھا۔ اسی گریشیا کی موت کا انتقام لینے کی خاطر گراہم نے ندیم کو دھوکے میں رکھ کر تسنیم کے اغوا کا پروگرام بنایا تھا۔ وہی گریشیا اس وقت گوشت پوست میں اور زندہ حالت میں میرے سامنے کھڑی تھی مجھے بڑی نشیلی نظروں سے دیکھ رہی تھی۔ اس کے ہونٹوں پر ایک قاتلانہ مسکراہٹ رقص کر رہی تھی۔

اس کے جسم پر باریک آتشی رنگ کا نائٹ گاؤن موجود تھا جس کے اندر سے اس کے مرمریں جسم کے تمام نشیب و فراز کسی ایسے جوالا مکھی کی طرح نظر آرہے تھے جس کے اندر ابلنے والا لاوا کسی لمحے بھی پھٹ پڑنے کو مچل رہا تھا۔ اس کی آنکھوں میں میرے لیے نفرت کے بجائے دعوت گناہ تھی۔ اس کا انداز بڑا دلفریب مگر کافرانہ تھا۔ کچھ دیر تک میں پتھر کے تراشیدہ کسی بے جان مجسمے کے مانند ساکت و جامد کھڑا اس کے وجود کی سحر انگیزیوں کو حیرت بھری نظروں سے دیکھتا رہا پھر میرے ہونٹوں کو ایک لرزیدہ سی جنبش ہوئی۔

"تم۔۔۔ ابھی زندہ ہو۔"

"زندہ نہ ہوتی تو اس وقت تمہارے سامنے کیسے کھڑی ہوتی؟" اس نے ایک خاص ادا سے اپنی ناگن جیسی زلفوں کو شانوں پر بکھیرتے ہوئے جواب دیا۔ اس کی آواز سن کر مجھے یوں لگا تھا جیسے کسی مندر کی تمام گھنٹیاں ایک ساتھ بج اٹھی ہوں۔ اس کے لباس اور جسم سے پھوٹنے والی خوشبو پورے ماحول پر ایک نشے کی سی کیفیت طاری کر رہی تھی۔

"پھر۔۔۔ وہ کون تھی۔۔۔" میں نے تعجب کا اظہار کیا۔

"اوہ۔۔۔" وہ توبہ شکن انگڑائی لے کر بولی۔ "تم شاید ابھی تک اس گریشیا کو فراموش نہیں کر سکے۔ غالباً تمہارے ساتھی ہی نے بلو پائپ سے پھینکی ہوئی زہریلی سوئی کے ذریعے موت کی نیند سلا دیا تھا۔"

"کیا۔۔۔ کیا وہ تم نہیں تھیں؟" میں نے ایک احمقانہ سوال کیا۔ اس کے حسن کی رعنائیوں نے شاید مجھے متاثر کر دیا تھا۔

"نہیں۔" اس کی مترنم آواز میں ساغروں کے ٹکرانے کی آواز ابھری۔ پھر وہ میرے سامنے ایک خالی صوفے پر بیٹھتے ہوئے بولی۔ "تم گراہم سے شاید پوری طرح واقف نہیں ہو۔ بڑا ہی عیاش اور نفیدہ عاشق واقع ہوا ہے۔ میرے علاوہ اس نے اور بھی بے شمار خوبرو عورتوں کو پال رکھا ہے لیکن مجھے وہ سب سے زیادہ عزیز رکھتا ہے۔ اسے میرے وجود' میرے جسم اور زندگی سے اتنا پیار ہے کہ وہ میری خاطر اپنی جان کا نذرانہ بھی پیش کرنے سے دریغ نہیں کرے گا۔ کسی دشمن کی بو سونگھتے ہی وہ مجھے اس خوبصورت رہائش گاہ تک محدود رہنے کا حکم جاری کر دیتا ہے۔ کوئی اس کا حکم ماننے سے انکار نہیں کرسکتا۔ میں بھی نہیں۔ اس کے واقف کار اسے آکٹوپس کے نام سے یاد کرتے ہیں لیکن میرا خیال ہے کہ وہ کسی آکٹوپس سے زیادہ خطرناک واقع ہوا ہے۔ اسے اپنے دشمنوں کو موت کے گھاٹ اتار کر ایک خاص لذت کا احساس ہوتا ہے۔ وہ اپنے اندر درندوں جیسی خو رکھتا ہے۔ کسی کو خون میں لت پت تڑپتی لاش کو دیکھ کر اس پر نشے کی سی کیفیت طاری ہونے لگتی ہے۔ اس کے برعکس وہ کسی روٹھی ہوئی محبوبہ کی خاطر کتوں کی طرح اس کے تلوے چاٹنے پر بھی آمادہ ہو جاتا ہے۔" وہ ایک لمحے کو رکی پھر میری آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بولی۔ "مارٹن' ہاورڈ اور اپنے کچھ اور ساتھیوں کی موت نے اسے چوکنا کر دیا تھا۔ اس نے مجھے بتایا تھا کہ اسے تمہارے دوست پر قاتل ہونے کا یقین آچکا ہے۔ اس کے بعد ہی اس نے اپنے ساتھیوں کی موت کا انتقام لینے کی خاطر ایک خطرناک منصوبہ بنایا تھا لیکن اس منصوبے کو آخری شکل دینے سے پہلے اس نے میری ایک ڈپلی کیٹ کو سی ویو کے ساحل پر آزاد گھومنے پھرنے پر مامور کر دیا تھا۔ وہ تمہارے دوست سے انتقام لینے سے پہلے اپنے شبے کی تصدیق کرنا چاہتا تھا۔"

"کیسا شبہ؟" میں نے خود کو صوفے پر گراتے ہوئے دریافت کیا۔

"گراہم جب گلی اسٹارز میں اپنے آفس کے اندر تم دونوں سے ملا تھا اس نے اسی وقت اپنے ساتھیوں کے انتقام کی خاطر تمہارا انتخاب کیا تھا مگر اسے شبہ تھا کہ تمہارے دوست نے اس کی آنکھوں کی مخصوص چمک سے اس کے ارادے کو بھانپ لیا تھا۔ اس کے بعد جب تم بلرام کے میک اپ میں سی ویو میں قیام کرنے گئے تو اس نے میری ڈپلی کیٹ کو بطور چارا تمہارے سامنے ڈال دیا جسے ہڑپ کرنے میں تمہارے ساتھی اور تمہارے دوست نے بڑی جلد بازی کا مظاہرہ کیا تھا۔ میری فرضی موت کے بعد ہی اس نے تمہارے دوست کی بیوی کو اغوا کرنے کا پروگرام مرتب کیا ہے۔ اسے قوی امید ہے کہ اس اغوا میں کامیاب ہونے کے بعد وہ تمہارے دوست سے اپنی ہر بات منوانے کی پوزیشن میں ہو گا۔"

"میرا خیال ہے کہ گراہم اپنے مقصد میں کبھی کامیاب نہ ہو گا۔"

"نہ سہی۔" وہ بے پروائی سے بولی۔ "مجھے ان باتوں سے

aazzamm@yahoo.com

کوئی غرض نہیں۔"

پھر اس سے پہلے کہ میں کوئی جواب دیتا ایک خوبصورت لڑکی شراب اور اس کے بیشتر لوازمات کی بیش قیمت ٹرالی لیے اندر داخل ہوئی اور اسے گریشیا کے سامنے پیش کر کے نظریں جھکائے الٹے قدموں خاموشی سے واپس چلی گئی۔

"تم کیا لینا پسند کرو گے؟" لڑکی کے جانے کے بعد اس نے بڑی لگاوٹ سے دریافت کیا۔

"سوری۔۔۔ میں شراب نہیں پیتا۔" میں نے رکھائی سے جواب دیا۔

"برا کرتے ہو۔" اس نے اپنے لیے ایک گلاس تیار کرتے ہوئے مجھے بڑی مخمور نظروں سے دیکھا۔ "شراب اور شباب کا تو چولی دامن کا ساتھ ہے۔ حجاب کے پردوں کو درمیان سے ہٹانے کی خاطر اس کا استعمال ہمیشہ بڑا معاون ثابت ہوتا ہے۔"

"مجھے یہاں کس مقصد کے لیے لایا گیا ہے؟"

"کیا میری موجودگی کے باوجود اس سوال کے جواب کی ضرورت باقی رہ جاتی ہے۔" اس نے بہکی ہوئی نگاہوں سے مجھے دیکھا پھر ایک ہی گھونٹ میں جام کو حلق میں انڈیلتی چلی گئی۔

"کیا گراہم کو اس بات کا علم ہے کہ میں اس وقت تنہائی میں تمہارے ساتھ موجود ہوں۔"

"میرا خیال ہے کہ نہیں۔" وہ بے پروائی سے بولی۔

"اگر اسے علم ہو گیا تو؟"

"علم ہو جانے کی صورت میں ممکن ہے کہ اس کے بلڈ ہاؤنڈ نما انسانی درندے تمہاری بوٹیاں نوچ کھسوٹ کر ڈالیں۔" وہ ایک خاص ادا سے مسکرائی پھر پہلو بدل کر بولی۔ "یہ بھی ممکن ہے کہ وہ تمہیں محض اس لیے معاف کر دے کہ تم کو میں نے پسند کیا ہے۔ جو لوگ تمہیں یہاں تک لائے ہیں وہ بھی گراہم کے مخصوص ملازم ہیں۔"

"تم۔۔۔" میں نے آتشی لباس سے اس کے جھلکتے جسم کو حقارت سے گھورتے ہوئے پوچھا۔ "تم نے مجھے یہاں کیوں بلایا ہے؟"

جواب میں اس نے مجھے کچھ ایسی تعجب انگیز نظروں سے گھورا جیسے اسے میرے انسان ہونے پر شبہ ہو رہا ہو۔ پھر وہ اپنے تراشیدہ ہونٹوں پر ایک قاتلانہ تبسم بکھیرتے ہوئے بولی۔

"کیا تمہاری شادی ہو چکی ہے؟"

"نہیں۔"

"آئی سی۔" اس کی نگاہیں مسرت کے احساس سے چمک اٹھیں۔ "جبھی تم اس قدر اناڑی نظر آرہے ہو۔"

"تم نے میرے سوال کا جواب نہیں دیا۔" میں نے اسے ناپسندیدہ نظروں سے گھورتے ہوئے اپنا سوال دہرایا۔ "مجھے یہاں کس مقصد سے لایا گیا ہے؟"

"مقصد۔" اس نے بہکی ہوئی آواز میں کہا۔ "وہ بھی معلوم ہو جائے گا۔ اتنی جلدی بھی کیا ہے۔ ابھی دو چار روز تک تو تم میرے مہمان رہو گے اس کے بعد میرے آدمی نہایت عزت و احترام سے تمہیں واپس چھوڑ آئیں گے۔ یہ اور بات ہے کہ مجھے اتنی جلدی تم سے دور ہو جانے کا افسوس ضرور ہو گا لیکن میں مجبور ہوں۔" وہ ایک سرد آہ بھر کر بولی۔ "گراہم اپنے بیشتر ویک اینڈ اسی چھت کے نیچے گزارتا ہے اور اس روز وہ کسی اور کی موجودگی کو اس عمارت کی حدود میں بھی برداشت کرنے کا عادی نہیں ہے۔ وہ جتنی دیر یہاں رہتا ہے میرے باڈی گارڈ بھی عمارت سے دور دور رہ کر ہماری نگرانی کرتے ہیں۔"

"اوہ۔۔۔ گویا وہ بھی تمہاری طرح خاصا بے باک اور بے غیرت واقع ہوا ہے۔" میں نے نفرت کا اظہار کیا۔

"تم جسے بے غیرتی کا نام دے رہے ہو وہ ہماری تہذیب کا ایک حصہ ہے۔" وہ بڑے پیار سے بولی۔ "صرف ایک دوسرے کے لیے مخصوص ہو جانا زندگی کی مسرتوں کو بھی محدود کر دیتا ہے۔ ہمارے یہاں شادی شدہ جوڑے بھی ڈیٹنگ کو معیوب نہیں سمجھتے۔ وہ کھلے دل سے ایک دوسرے کے مہمان کو خوش آمدید کہنے کے عادی ہوتے ہیں۔"

میں نے کوئی جواب نہیں دیا۔ اس کی طرف سے نگاہیں پھیر کر اپنا نچلا ہونٹ چبانے لگا۔

"کیا تم نے گراہم کو قریب سے نہیں دیکھا؟" اس کی سپاٹ آواز میرے کانوں میں گونجی۔ "کیا دنیا کی کوئی عورت اس کے بھدے' بھاری بھرکم اور سوانہ کشش سے عاری وجود کو اپنی خوشی سے برداشت کر سکتی ہے؟"

"اس کا تجربہ تمہیں اور تمہاری جیسی عورتوں کو زیادہ بہتر طور پر ہو گا جنہیں گراہم نے اپنی خواہشات کی تکمیل کے لیے پال رکھا ہے۔"

"تم۔۔۔" وہ یکلخت غصے میں بل کھاتی کھڑی ہو گئی۔ میرے جواب نے جیسے پٹرول پر دہکتی آگ کا اثر دکھایا تھا۔ اس کے لہجے کی تمام لگاوٹ اور مستی کرب میں تبدیل ہو گئی۔ ہاتھ میں بھرے ہوئے جام کو پوری قوت سے زمین پر مارتے ہوئے جھلا کر بولی۔ "انسان کی کچھ اپنی مجبوریاں بھی ہوتی ہیں جو اسے اپنے ہاتھوں سے اپنا گلا گھونٹنے پر مجبور کر دیتی ہیں۔ انسان اگر دو چار وقت کے فاقے سے ہو تو وہ دشت بن میں پھینکے گئے سڑے گلے پھل اور کھانے کو بھی قبول کرنے پر آمادہ ہو جاتا ہے۔ گراہم کا منحوس وجود بھی دشت بن میں پڑے ہوئے باسی اور جھوٹے کھانوں سے بہتر ہے۔"

اس کے چہرے پر ابھرنے والی غصے اور نفرت کی تپش نے اس کے حسین وجود کو کچھ اور اجاگر کر دیا تھا۔

"تم غصے کی حالت میں پہلے سے زیادہ حسین لگ رہی ہو۔"

aazzamm@yahoo.com

میں نے اسے جلانے کی خاطر زہر خند سے کہا تو وہ آپے سے باہر ہو گئی۔

"گریشیا سے نفرت تمہیں بہت مہنگی پڑے گی۔" اس کی نگاہوں سے شعلے اُبلنے لگے۔ "آج تک میرے کسی پالتو کتے نے بھی کبھی میرے اشارے پر دم ہلانے سے انکار نہیں کیا۔ تمہاری کیا حیثیت ہے۔"

"جب تم نے کتے پال رکھے ہیں تو پھر تمہیں انسانوں کی کیا ضرورت ہے۔" میں نے اس کے شعلوں کو ہوا دینے کی خاطر کہا۔ "کیا آکٹوپس جیسے آدم خور کی موجودگی میں بھی کسی اور کے بارے میں سوچنے کی ضرورت باقی رہ جاتی ہے۔"

"تم ـــ تم گریشیا کی توہین کر رہے ہو۔" وہ چیخ اٹھی۔ "میرے ایک اشارے پر میرے گارڈز تمہیں بھون کر رکھ دیں گے۔"

"تم اس کے سوا اور کچھ کر بھی نہیں سکتیں۔" میں نے بے پروائی کا مظاہرہ کیا۔ "موت برحق ہے جس صورت میں رقم کر دی گئی ہے اسے دنیا کی تمام قوتیں مل کر بھی ٹس سے مس نہیں کر سکتیں۔"

"نان سنس۔" وہ پوری شدت سے گرجی۔ "تم شاید اپنی زندگی سے عاجز آچکے ہو۔"

پھر شاید وہ تالی بجا کر اپنے گارڈز کو بلانے کے بارے میں غور کر رہی تھی کہ پوری عمارت جیسے گولیوں کی تڑتڑاہٹ کی لپیٹ میں آگئی۔ شاید دو مخالف گروہ ایک دوسرے سے ٹکرا گئے تھے میں ابھی اس حسین بلا کے بھٹنے کے بارے میں غور ہی کر رہا تھا کہ اچانک عقبی جانب کی کسی کھڑکی کا شیشہ پُرشور چھناکے کے ساتھ ٹوٹا۔ اس کے ساتھ ہی میں نے گریشیا کو باہر کی جانب برق رفتاری سے لپکتے دیکھا پھر اس سے پیشتر کہ میں حالات کی نوعیت کو سمجھ پاتا کسی نے پشت سے ایک بھیگا ہوا رومال میری ناک پر جما دیا۔ ایک ناگوار سی بو کے احساس کے ساتھ ہی مجھے اپنا ذہن گھپ تاریکی میں ڈوبتا محسوس ہوا پھر کسی نے ایک ہی جھٹکے سے اٹھا کر اپنے کاندھے پر لاد دیا تھا۔ میرے بے ہوشی سے ہمکنار ہوتے ہوئے ذہن میں گولیوں کی رٹ رٹ کی آواز آخری وقت تک گونجتی رہی۔

*

دوبارہ ہوش آنے پر میں نے خود کو نرم و گرم بستر پر پایا۔ لیڈی مکارنس میرے قریب ہی ایک آرام کرسی پر موجود تھی۔ شاید میں اس وقت اس کی خواب گاہ میں تھا۔ لیڈی مکارنس کی پشت کے قریب دروازے سے لگا ایک باڈی گارڈ موجود تھا جس نے بڑی بے جگری سے ایک جدید طرز کی آٹومیٹک رائفل اپنے کندھے سے لٹکا رکھی تھی۔

مجھے یہ سمجھنے میں کوئی دشواری پیش نہیں آئی کہ گریشیا کی حسین قید سے چھٹکارا دلانے کی خاطر لیڈی مکارنس کے گُرگے اور میرے گارڈز میرے کام آئے ہوں گے۔ میرا ذہن رفتہ رفتہ بیدار ہو رہا تھا۔ مجھے اس بات پر حیرت تھی کہ لیڈی مکارنس کو میرے اغوا کی خبر کس طرح مل گئی اور ندیم کے وہ جانثار کیا ہوئے جنہیں یقیناً میری نگرانی پر مامور کیا گیا ہو گا۔ کیا وہ سب بھی ہنگامے میں کام آچکے تھے یا کسی مصلحت کی بنا پر انہوں نے اپنا آپریشن ملتوی کر دیا تھا۔ لیڈی مکارنس نے مجھے ہوش میں آتا دیکھا تو کسی شفیق بزرگ کی طرح کرسی گھسیٹ کر میرے بستر کے قریب آگئی۔ بڑے پیار سے میری پیشانی پر اپنے کھردرے ہاتھ پھیرتے ہوئے بولی۔

"مجھے افسوس ہے کہ میرے آدمیوں کو تمہیں مجبوراً وقتی طور پر بے ہوشی سے ہمکنار کرنا پڑا لیکن اگر ایسا نہ کیا گیا ہوتا تو شاید تم بوکھلاہٹ میں کسی سنسناتی ہوئی گولی کا نشانہ بھی بن سکتے تھے۔ بہرحال اب تم کیا محسوس کر رہے ہو۔"

"ذہن پر ہلکی ہلکی غنودگی کے اثرات ابھی تک باقی ہیں۔"

"پریشان مت ہو۔ یہ کلوروفارم کا اثر ہے جو بہت جلد زائل ہو جائے گا۔"

"لیڈی مکارنس۔ میں آپ کا یہ احسان کبھی نہیں بھول سکتا۔" میں نے اس بے ہنگم عورت کو متشکرانہ نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"تم بھول رہے ہو کہ میں نے تمہیں اپنا دوست کہا تھا اور دوستوں کا حساب ہمیشہ دل میں ہوتا ہے۔" اس کے لہجے میں خلوص تھا۔

"آپ کو اس بات کا علم کس طرح ہو گیا کہ مجھے گریشیا کے لوگوں نے اغوا کیا ہے۔" میں نے پرتجسس انداز میں پوچھا۔

"تمہیں یاد ہو گا کہ جب پہلی بار تم یہاں آئے تھے اور میں تمہاری میزبانی کے فرائض انجام دے رہی تھی اس وقت میرے ایک ملازم نے آکر مجھ سے کچھ کہا تھا جس کے بعد میں تم سے معذرت کر کے چلی گئی تھی۔ جانتے ہو اس نے مجھے کیا اطلاع دی تھی؟"

"نہیں۔"

"اس نے مجھے اس حقیقت سے آگاہ کیا تھا کہ جس گریشیا کو تمہارے ساتھی نے ختم کیا تھا وہ اصلی نہیں تھی۔ میں اس بات کی تصدیق کے لیے چلی گئی تھی اور پھر مجھے اس بات کا علم ہو گیا کہ گراہم نے تم لوگوں کے ساتھ ایک آزمائشی کھیل کھیلا تھا۔" وہ اپنا سلسلۂ کلام جاری رکھتے ہوئے بولی۔ "دراصل وہ بلرام اور رام اوتار کی اصلیت جاننا چاہتا تھا جس میں اسے ناکامی نہیں ہوئی۔"

"آئی ـ سی ـ" میں نے حیرت کا اظہار کیا پھر کچھ توقف کے بعد بولا۔ "مگر ایک بات ابھی تک میری سمجھ میں نہیں آئی۔"

"وہ کیا؟"

"کیا گراہم کو اس بات کا علم نہیں ہو سکا کہ اس کی عزیز ترین داشتہ نے مجھے کس مقصد کے تحت اپنے آدمیوں سے اغوا کرایا تھا۔"

"جو لوگ ضرورت سے زیادہ عیاش ہوتے ہیں ان کے خون میں بے غیرتی بھی شامل ہوتی ہے۔" لیڈی مکارنس نے برا سا منہ بنا کر بڑی حقارت سے جواب دیا۔ "گراہم چونکہ اس کے ناقابل برداشت اور ناپسندیدہ وجود کی حقیقت سے آشنا ہے اس لیے وہ بھی مجبوراً بے غیرتی کا سہارا لے کر اپنی آنکھیں بند کر لیتا ہے۔ گریشیا کا مسئلہ تو تم اسے آدم خور تیتری بھی کہہ سکتے ہو۔ وہ اخلاق سے گری ہوئی عورت شب بسری کی خاطر ہر روز ایک نیا شکار کرتی ہے۔ گراہم سب کچھ جانتے ہوئے بھی خاموش رہتا ہے۔ شاید اس لیے کہ وہ اس بات سے بھی بخوبی واقف ہے کہ گریشیا کے خلوت کدے میں داد عیش حاصل کرنے والوں میں بے شمار ایسے اثر و رسوخ رکھنے والے ذی حیثیت افراد اور کالے دھندے میں ملوث خوردہ پشت بدمعاش بھی شامل ہیں جو گراہم کی کی مداخلت پر اس کے ناپاک وجود کو اپنے راستے سے ہٹانے کی طاقت بھی رکھتے ہیں۔ وہ لوگ آکٹوپس سے زیادہ درندہ صفت واقع ہوئے ہیں۔"

لیڈی مکارنس بڑے نفرت انگیز انداز میں گریشیا کے بارے میں اپنی معلومات سے آگاہ کرتی رہی پھر یکلخت سنجیدگی سے بولی۔ "تم نے بہرحال اپنے دوست کی ہدایت پر عمل نہ کر کے حماقت ہی کا ثبوت دیا تھا۔"

"میں سمجھا نہیں۔"

"ہر چند کہ گراہم کے شکاری کتے بلرام کی شخصیت میں تمہاری بو سونگھ چکے تھے لیکن اس کے باوجود تمہیں اسی میک اپ میں رہنا چاہیے تھا۔"

"اس سے کیا فرق پڑتا۔"

"فرق پڑ چکا ہے میرے عزیز۔" اس نے خلا میں گھورتے ہوئے کہا۔ "گراہم تمہیں اور تمہارے دوست کو اپنے راستے سے ہٹانا چاہتا ہے۔ وہ اس پارٹنرشپ کے معاہدے کو ختم کرنا چاہتا ہے جو تمہارے دوست اور اس کے درمیان ہوا تھا۔ اس گروہ کے افراد نے اسے اس حقیقت سے ضرور باخبر کیا ہو گا کہ گریشیا نے تمہیں اغوا کرایا تھا۔ ذرا سوچو۔ کیا اب بھی وہ تمہارے وجود کو آسانی سے برداشت کرے گا۔ نہیں یہ بھی ممکن ہے کہ وہ اپنے گروہ کے خاص آدمیوں کو تمہاری ہلاکت کے احکامات جاری کر چکا ہو۔"

"کیا وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو جائے گا؟"

"نہیں۔" لیڈی مکارنس نے کچھ غور کرتے ہوئے بڑے اطمینان سے کہا۔ "اس لیے کہ تمہیں میری حمایت حاصل ہے اور ابھی اس سرزمین پر کسی ایسے شخص نے جنم نہیں لیا جو مجھ سے ٹکرانے کی جرأت کر سکے۔"

"ندیم اور نسیم کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟" میں نے موقعے سے فائدہ اٹھاتے ہوئے پوچھا۔ "کیا وہ بھی آکٹوپس کے خلیۂ چنگل سے محفوظ رہ سکیں گے۔"

"وقت کا انتظار کرو۔" وہ سنجیدگی سے بولی۔ "کل کیا ہو گا اس کا علم میرے علاوہ کسی اور کو نہیں۔ گراہم نے جس شیطانی قوت کا سہارا لیا ہے اب وہ بھی میری مٹھی میں ہے۔"

"کیا آپ مجھے اس کا نام بتانا پسند کریں گی۔" میں نے بے چینی سے پوچھا۔ شیطانی قوتوں کے حوالے سے میرے ذہن میں وہ تمام نام ابھر آئے جن سے میرا واسطہ پڑ چکا تھا۔ میں جاننا چاہتا تھا کہ وہ کون ہے؟ شنکر کو چتا کی آگ میں جلتے خود میں نے ہزاروں باسیوں نے دیکھا تھا ـــ کاکا نے اگر مجھ سے جھوٹ نہیں بولا تھا تو اسے دو سال کے لیے کسی کے بھی کام آنے سے منع کر دیا گیا تھا۔ یوں بھی مجھے یقین تھا کہ وہ میرے مقابلے میں گراہم کا ساتھ کبھی نہیں دے سکتی۔ پنڈت جسی دھری ایک واحد شخص تھا جس کے بارے میں کاکا نے بھی کچھ بتانے سے گریز کیا تھا لیکن میں نے اسے خود اپنی آنکھوں سے سفید ریش بزرگ کا عتاب نازل ہونے کے بعد ربر کی کسی گیند کے مانند اُچھل کر سنگلاخ چٹانوں سے ٹکراتے دیکھا تھا پھر چاروں سمت دھوئیں کے گہرے بادل نمودار ہو جانے کی وجہ سے میں اس کا انجام نہیں دیکھ سکا تھا۔

"میں کسی دن تمہیں اپنی لائبریری کی سیر بھی کراؤں گی۔" وہ بڑے فخر سے بولی۔ "ایسی لائبریری جس کی مثال پوری دنیا میں کہیں اور نہیں ہو گی۔ میں نے جو نوادرات جمع کیے ہیں وہ عجیب و غریب ہونے کے ساتھ ساتھ ناقابل یقین بھی ہیں لیکن تم جب خود اپنی جیتی جاگتی آنکھوں سے میری لائبریری کی طلسماتی دنیا کا نظارہ کرو گے تو تمہیں میری باتوں کا یقین آجائے گا۔ وہ ایک ایسی لائبریری ہے میرے عزیز جس کے بارے میں انسانی ذہن سوچ بھی نہیں سکتا۔ وہاں تمہیں ایسی بے شمار چیزیں نظر آئیں گی جن کے بارے میں تم مستند کتابوں میں بہت کچھ پڑھ چکے ہو اور اچھی خاصی معلومات بھی رکھتے ہو گے۔"

لیڈی مکارنس کے چہرے پر اس وقت ساحرانہ پرچھائیں لرز رہی تھیں۔ اس کی چھوٹی چھوٹی چمک دار آنکھوں میں مجھے رنگ برنگے گول دائرے ابھرتے نظر آرہے تھے جو بڑی تیزی سے گردش کر رہے تھے۔ ایک لمحے کے لیے مجھے ایسا محسوس ہوا جیسے کسی نامعلوم سیارے کی پراسرار مخلوق ہو جو غلطی سے بھٹک کر زمین پر آگئی تھی لیکن پھر بتدریج وہ اپنی اصلی حالت میں واپس آگئی۔

"آپ نے میری ذات پر جو اعتماد کیا ہے میں اس کے لیے

aazzamm@yahoo.com

"شکر گزار ہوں۔"

"مجھے تمہارے اوپر نہیں خود اپنی ذات پر اعتماد ہے۔" وہ ٹھوس آواز میں بولی۔ "جو میں چاہتی ہوں وہ ہو جاتا ہے اور جس بات کے لیے میری نگاہوں کے زاویے بدل جائیں اس کا ہو جانا ممکن نہیں ہو سکتا۔"

"اپنی ذات پر بھروسا اور یقین ہونے کے باوجود کیا آپ مجھے اس شیطانی قوت کے نام سے آگاہ نہیں کریں گی جو گراہم کی پشت پناہی کر رہی ہے۔"

"تمہیں شاید یاد ہے کہ نسیم نے تمہارے خواب میں آنے کے بعد ہڈیوں کے کسی ایسے پنجر کا ذکر کیا تھا جس کی آنکھوں کی خلا سے آگ کے شعلے نکل رہے تھے۔ اس کی آواز میں بادلوں کی گھن گرج شامل تھی۔"

"اوہ..." میں حیرت سے اُچھل پڑا۔ "آپ کو اس خواب کی باتیں کس طرح معلوم ہو گئیں؟"

"اتنی جلدی بہت کچھ جاننے کی کوشش نہ کرو۔" وہ معنی خیز انداز میں بولی۔ "ویسے تمہاری اطلاع کے لیے میں اتنا ضرور بتا سکتی ہوں کہ وہ استخوانی پنجر اب بھی اپنی اصل شکل میں میری قید میں ہے۔"

میں نے کوئی جواب نہیں دیا۔ لیڈی ملارنس خواب کی دنیا کی باتیں کر رہی تھی۔ اس کے اشارے میری سمجھ سے بالاتر تھے۔ میں اسے وضاحت طلب نظروں سے دیکھ رہا تھا۔ اس کی پُراسرار شخصیت کے بارے میں میں نے مقامی لوگوں کی زبانی جو کچھ سن رکھا تھا وہ کم تھا۔

"صرف ایک معمّا ہے جسے ابھی تک میں حل نہیں کر سکی لیکن تمہارے چہرے کے تاثرات بتا رہے ہیں کہ تم کن سوچوں میں گم ہو۔" اس نے سپاٹ آواز میں جواب دیا پھر سرسراتے لہجے میں بولی۔ "کیا تم اس شیطانی قوت کو دیکھنا پسند کرو گے؟"

"میں اسے اپنی خوش بختی تصور کروں گا۔" میں نے تیزی سے جواب دیا۔ میرے دل کی دھڑکنیں تیز ہو رہی تھیں۔

"میں تمہاری خواہش کو پورا کر سکتی ہوں لیکن ایک شرط پر۔" وہ بے حد سنجیدہ تھی۔

"وہ کیا؟"

"جو کچھ تم یہاں دیکھو گے اسے یہیں بھول جاؤ گے۔ اس کا تذکرہ کسی اور سے نہیں کرو گے ورنہ ہو سکتا ہے کہ مجھے مجبوراً تمہارے ساتھ بھی وہی برتاؤ کرنا پڑے جو میں نے اپنی لازوال قوت کے ذریعے اس کے ساتھ کیا ہے جس نے گراہم کی خاطر مجھ سے ٹکرانے کا خواب دیکھا تھا لیکن اب اس کا وجود اور اس کی روح دونوں میرے قبضے میں ہیں اور وہ میرا غلام ہے۔ اسے اب میرے اشاروں پر چلنا ہو گا۔"

"آپ مجھ پر اعتماد کریں۔ میں وعدہ خلافی نہیں کروں گا۔" میں نے سنجیدگی سے جواب دیا۔ "یوں بھی آپ میری محسن ہیں۔"

"ایک بار پھر سوچ لو۔ زبان کھولنے کی صورت میں تمہیں بھی میری دشمنی مول لینی ہو گی۔" اس کا لہجہ بے حد سرد تھا۔

"مجھے منظور ہے۔"

جواب میں لیڈی ملارنس نے مجھے غور سے دیکھا پھر اس نے اپنے گارڈ کو اشارے کی زبان سے باہر جانے کو کہا اور اٹھ کر خواب گاہ کی تمام کھڑکیاں اور دروازے بند کر کے ان کے پردے کھینچ دیے۔ کمرے میں اب نیم تاریکی کا راج تھا۔ اپنا کام مکمل کرنے کے بعد وہ دوبارہ صوفے پر بیٹھ گئی۔ اب اس کے چہرے پر بالکل ویسی ہی علامتیں نظر آ رہی تھیں جیسی عام طور پر کسی فلم میں جادوگرنی کا رول ادا کرنے والی کے چہرے پر موجود ہوتی ہیں۔

"میرے عزیز۔" اس کی سرسراتی ہوئی آواز خواب گاہ میں اُبھری۔ "اب تم اپنی نگاہیں سامنے کی سمت جما دو اور جب تک میں تمہیں کوئی دوسری ہدایت نہ دوں تمہاری توجہ کسی اور جانب مبذول نہیں ہونی چاہیے۔ البتہ اس دوران تم میری ہدایت پر عمل کرتے رہو گے۔"

"ٹھیک ہے۔" میں نے سنجیدگی سے جواب دیا پھر اپنی نظریں سامنے اس سپاٹ دیوار پر مرکوز کر دیں جس پر سوائے ایک خوبصورت لینڈ اسکیپ کے فریم کے کوئی اور شے موجود نہیں تھی۔

خواب گاہ میں اب موت کی سی پُراسرار خاموشی طاری تھی۔ میرے دل کی دھڑکنیں بتدریج تیز ہو رہی تھیں۔ ایک ہی سمت نظریں جمائے جمائے میری نگاہوں کے سامنے تاریکی کا غبار کچھ اور گہرا ہوتا جا رہا تھا۔ لیڈی ملارنس نے مجھ سے اس شیطانی قوت کو دکھانے کا دعویٰ کیا تھا جس نے نسیم کے روپ میں آ کر مجھے ندیم اور گراہم کے معاملات سے دور رہنے کی تاکید کی تھی۔ اس نے مجھے یہ بھی باور کرانے کی کوشش کی تھی کہ وہی شیطانی قوت گراہم کی پشت پناہی کر رہی تھی لیکن اب اس کا جسم اور روح لیڈی ملارنس کے قبضے میں تھی۔

میرے لیے ان تمام باتوں پر یقین کر لینا دشوار تھا۔ میری نظریں ابھی دیوار ہی پر مرکوز تھیں کہ اچانک میں نے دیوار سے گزر کر ایک انسانی کھوپڑی کو خواب گاہ میں داخل ہوتے دیکھا جو مجھ سے کچھ فاصلے پر آ کر فضا میں معلق ہو گئی۔ اس کا رخ دوسری جانب تھا۔ سر کے علاوہ جسم کا کوئی دوسرا حصہ نظر نہیں آ رہا تھا۔ میں ان خون کے قطروں کو بھی دیکھ رہا تھا جو اس کی کٹی ہوئی گردن سے قطرہ قطرہ ٹپک رہے تھے۔ مجھے ایسا لگا جیسے میں کسی سینما ہال میں بیٹھا کوئی ہارر مووی (Horror Movie) دیکھ رہا ہوں۔ کچھ دیر کمرے میں گہرا سکوت طاری رہا پھر لیڈی

ملارنس کی سپاٹ اور سرد آواز خاموشی کا سینہ چیرتی ہوئی اُبھری۔

"میں لیڈی ملارنس تجھے حکم دیتی ہوں کہ اب تو اپنی منحوس صورت کو ہماری جانب پھیر لے۔"

اس آواز کے ساتھ ہی میں نے فضا میں معلق کھوپڑی کو آہستہ آہستہ اپنا رخ تبدیل کرتے دیکھا پھر جب اس کی شکل میری نگاہوں کے سامنے آئی تو میرا دل اُچھل کر حلق میں آ گیا۔ وہ پنڈت جسی دھر کے سوا کسی اور کا چہرہ نہیں تھا لیکن وہ ہڈیوں کا پنجر نہیں لگ رہا تھا بالکل ایسا ہی لگ رہا تھا جیسے ابھی ابھی کسی نے اس کا سر تن سے جدا کر کے فضا میں معلق کر دیا ہو۔

پھر آہستہ آہستہ اس کے چہرے پر روشنی نمایاں ہونے لگی اب میں اسے بخوبی دیکھ رہا تھا۔ اس کے چہرے پر زندگی کی کوئی علامت نہیں تھی۔ ہونٹ ایک دوسرے سے چپکے ہوئے تھے اور پتلیاں آنکھوں کے حلقوں میں بالکل بے جان اور ساکت نظر آ رہی تھیں لیکن خون کے قطرے بدستور ٹپک رہے تھے۔

"میرے عزیز..." اس بار لیڈی ملارنس نے مجھے مخاطب کرتے ہوئے سوال کیا۔ "کیا تم یہ چہرہ پہچانتے ہو؟"

"ہاں۔" میں نے کسی معمول کی طرح جواب دیا۔ "یہ ناپاک چہرہ میرے دشمن پنڈت جسی دھر کا ہے جو کبھی میری موت کا خواہاں تھا۔" میری نگاہیں بدستور فضا میں معلق چہرے پر مرکوز تھیں۔ میں نے اپنا سلسلۂ کلام جاری رکھتے ہوئے کہا۔ "میرا خیال تھا کہ یہ مر چکا ہے میں نے اسے خود اپنی نظروں سے سنگلاخ چٹانوں سے ٹکراتے دیکھا تھا۔"

"اس کے بعد ہر طرف دھوئیں کا غبار پھیل گیا تھا کیوں؟"

"ہاں؟"

"وہ دھواں اس کی شیطانی قوتوں نے پھیلایا تھا تاکہ یہ تمہاری نظروں سے چھپ کر فرار ہو سکے اور تم اسے مُردہ سمجھ کر فراموش کر دو۔"

"لیکن اس کا جسم کیا ہوا؟" میں نے دھڑکتے دل سے سوال کیا۔

"وہ میرے لیے بے معنی تھا اس لیے میں نے اسے ضائع کر دیا۔"

"اور یہ خون کے قطرے جو اس کی کٹی ہوئی گردن سے ٹپک رہے ہیں۔" میں نے پُرتجسس لہجے میں دریافت کیا۔

"یہ لیڈی ملارنس کا عذاب ہے اور یہ سزا اس وقت تک جھیلتا رہے گا جب تک میں اس کی خود سر کھوپڑی کو باقاعدہ خوراک نہیں کر لیتی۔"

"میں سمجھا نہیں۔"

"فی الحال اتنا سمجھ لو کہ یہ خون کے قطرے میرے قیمتی ہیں کیونکہ انکار کرنے کی طاقت نہیں رکھتے۔ یہ میرے حکم سے ٹپکتے ہیں اور فضا ہی میں تحلیل ہو جاتے ہیں۔"

میں نے کوئی جواب نہیں دیا۔ لیڈی ملارنس کی باتیں میرے ذہن کو گنگ کر رہی تھیں۔ میں تصویرِ حیرت بن کر پنڈت جسی دھر کے منحوس اور بے جان چہرے اور منجمد نقوش کو دیکھتا رہا۔

"میرے عزیز۔" لیڈی ملارنس کی آواز دوبارہ میرے کانوں میں گونجی۔ "کیا تم اپنے اس دشمن سے کوئی گفتگو کرنا پسند کرو گے؟"

"کیا...؟" مجھے اپنی قوتِ سماعت پر دھوکا ہونے لگا۔ میں نے وضاحت چاہی۔ "کیا میں اس بے جان چہرے سے گفتگو کر سکتا ہوں؟... کیا یہ ممکن ہے...؟"

"تم لیڈی ملارنس سے مخاطب ہو۔" اس کی آواز میں یقین کی کیفیت پائی جاتی تھی۔ "تم اس منحوس پر نظریں جمائے رہو۔ میں اسے تمہارے ساتھ سوال جواب کرنے پر مجبور کرتی ہوں۔"

اس کے بعد میں نے روشنی کی کچھ شعاعوں کو فضا میں نمودار ہو کر فضا میں معلق چہرے کی جانب لپکتے دیکھا اس کے بعد میرے ذہن کو دوسرا شدید جھٹکا لگا شاید اس وقت میں دنیا کے انوکھے تجربے سے دوچار تھا۔ میری نظریں جھپکے بغیر پنڈت جسی دھر کے چہرے پر مرکوز تھیں جس کے اندر زندگی کی حرکت بتدریج بیدار ہو رہی تھی۔ میں پھٹی پھٹی نظروں سے ان پتلیوں کو حلقوں میں حرکت کرتے دیکھ رہا تھا جو کچھ دیر پہلے بے جان اور منجمد نظر آ رہی تھیں ان آنکھوں میں بے بسی کے بھرپور تاثرات صاف طور پر نمایاں نظر آ رہے تھے۔

"پنڈت جسی دھر۔" لیڈی ملارنس کی آواز دوبارہ پُراسرار ماحول کے ناقابلِ یقین طلسم کا سینہ چیرتی ہوئی خواب گاہ میں اُبھری... "کیا تم میری آواز سن رہے ہو؟"

"ہاں۔" پنڈت جسی دھر کے ہونٹوں کو جنبش ہوئی۔ "میں تمہاری آواز سن رہا ہوں۔"

"پنڈت جسی دھر۔" اس بار میں نے اسے مخاطب کیا۔ "کیا تم مجھے پہچانتے ہو؟"

"ہاں... تم شہباز خان ہو۔" اس نے نفرت سے جواب دیا۔ "صرف تمہاری ہی کارن میرے تمام جیون کی تپسیا کا ستیاناس ہوا اور اب تمہاری ہی وجہ سے میری ساری شکتی مجھ سے چھن چکی ہے۔ میں بالکل کنگال ہو گیا ہوں۔"

"کیا اب تم اس قابل نہیں کہ میری زندگی مجھ پر حرام کرنے کا سندر سپنا بھی دیکھ سکو۔" میں نے طنزیہ پیرائے میں کہا۔ "تمہیں تو اپنی مہان شکتی پر بڑا گھمنڈ تھا۔ تم مجھے برباد کرنے کی خاطر کالا کو قابو کرنے کے لیے سوچ رہے تھے لیکن اس کا انجام کیا ہوا۔ تم نے میرے لیے جو کنواں کھودا تھا اس میں خود ہی منہ

aazzamm@yahoo.com

کے بل گر پڑے۔"

بنسی دھر کی کھوپڑی نے کوئی جواب نہیں دیا۔ اس کی آنکھوں میں الجھن تیر رہی تھی۔

"کیا یہ درست نہیں ہے کہ تم نے گراہم کی مدد کرنے کا بیڑا اٹھایا تھا۔" لیڈی مکارنس نے حقارت سے پوچھا۔ "گراہم جو میرے نزدیک گندی نالی میں رینگنے والے کیڑے سے زیادہ حقیقت نہیں رکھتا۔"

"یہ تمہارا اور گراہم کا آپس کا معاملہ ہے۔ ہاں یہ ٹھیک ہے کہ میں نے گراہم کی سہائتا کرنے کا وچن دیا تھا۔" پنڈت بنسی دھر نے کہا۔ "اس سمے میری بدھی (عقل) میں تمہارا دھیان نہیں آیا تھا ورنہ میں کوئی دوسرا اپائے کرتا۔"

"کیا تم مجھ سے پنجہ لڑانے کی ہمت کر سکتے تھے؟" لیڈی مکارنس کے لہجے میں چیلنج تھا۔

"یدھ (جنگ) میں کچھ بھی ہو سکتا ہے۔" بنسی دھر نے سپاٹ لہجے میں جواب دیا۔ "کبھی کوئی بلوان چت بھی ہو جاتا ہے' ایک غلط قدم اس کی تمام بھاوناؤں (خواہشات) کو اکارت کر دیتی ہیں اور کبھی کوئی مورکھ بھی وجے (جیت) کے نعرے بلند کرتا ہوا میدان سے باہر آتا ہے۔ بس سمے سمے کی بات ہے۔ مجھ سے بھی ایک بھول ہو گئی تھی اس وقت اس کی سزا بھوگ (جھیل) رہا ہوں پرنتو دوسرا جیون پراپت کرنے کے بعد میں تمہیں اوش بتاؤں گا کہ میری شکتی اپرم پار ہے۔"

"یو۔۔۔ بلڈی فول۔۔۔۔ کیا تم یہ سوچ رہے ہو کہ میں تمہاری بات پر قہقہے لگانے کی کوشش کروں گی۔ نہیں میں تمہیں اس قابل بھی نہیں سمجھتی کہ تمہیں اپنے برابر کھڑے ہونے کی اجازت دوں۔ میری نگاہوں میں تمہاری قیمت اس پرانی سینڈل کے سول سے بھی زیادہ نہیں جسے میں ناقابل استعمال ہو جانے کے بعد اُتار کر پھینک دیتی ہوں۔"

"بنسی دھر۔۔۔۔" میں نے اسے مخاطب کیا۔ "تمہاری مہان شکتی اب کیا کہتی ہے۔۔۔؟ کیا گراہم اور اس کے شکاری کتے اپنے مقصد میں کامیاب ہو جائیں گے۔"

"تم شاید میرا مذاق اُڑانے کی کوشش کر رہے ہو۔" پنڈت بنسی دھر نے شعلہ بار نگاہوں سے میری سمت دیکھا۔

"نہیں۔۔۔۔ میں تمہیں صرف یہ یاد دلانے کی کوشش کر رہا ہوں کہ کبھی تم آکاش کی بلندیوں پر اُڑتے تھے لیکن آج۔۔۔۔"

"سمے بدلتے رہتے ہیں مورکھ۔" اس نے بدستور مجھے نفرت سے گھورتے ہوئے کہا۔ "میں سدا اس پنجرے میں بند نہیں رہوں گا۔ ایک نہ ایک دن اس کی تیلیاں توڑ کر اُڑ جاؤں گا' اس کے بعد کیا ہوگا۔۔۔۔؟ یہ کل آنے والا سمے تمہیں بتائے گا۔"

"اس بات کو اپنی گندی کھوپڑی سے نکال دو۔ یو ڈرٹی سوائن۔" لیڈی مکارنس کی غضبناک آواز اُبھری۔ "میں ایک بار جسے میجک باکس میں بند کر کے اپنی لائبریری کے کسی شیلف میں سجا لیتی ہوں پھر وہ پوری لائف میری اجازت کے بغیر اپنے ہونٹ بھی نہیں ہلا سکتا۔ صرف ایک خوب صورت مجسمہ بن کر رہ جاتا ہے۔ پلاسٹر آف پیرس کا ایک بے جان مجسمہ جو صرف میری آنکھوں کے اشارے پر دوبارہ زندگی کی حرارت محسوس کر سکتا ہے۔"

"اس جیون میں تمہارا جادو چل گیا ہے پر ضروری نہیں کہ دوسرا جنم لینے کے بعد بھی۔۔۔۔"

"شٹ اپ اینڈ گیٹ لاسٹ۔" لیڈی مکارنس نے انتہائی حقارت سے کہا پھر اس کے ساتھ ہی بنسی دھر کا چہرہ یکلخت بے جان ہو گیا۔ اس کی آنکھوں کی پتلیاں اور ہونٹ ایک بار پھر ساکت ہو گئے۔ بالکل پلاسٹر آف پیرس کے کسی تراشیدہ مجسمے کی طرح ایک لمحے تک وہ فضا میں معلق رہا پھر بجلی کے کڑکنے کی آواز کے ساتھ ہی روشنی کی ایک تیز شعاع اس کے چہرے پر پڑی اور وہ تیزی سے دُور ہوتا ہوا میری نگاہوں کے سامنے اوجھل ہو گیا' اب میرے سامنے پھر وہی خواب گاہ کی دیوار موجود تھی۔

لیڈی مکارنس نے اُٹھ کر کھڑکی اور دروازے کے پردے ہٹائے تو خواب گاہ میں روشنی پھیل گئی' میں نے سب سے پہلے اس جگہ کو غور سے دیکھا جس پر بنسی دھر کی کھوپڑی معلق تھی لیکن اس جگہ کا قالین بالکل بے داغ ہی نظر آ رہا تھا' خون کے ایک قطرے کا بھی دور دور تک کوئی نشان نہیں تھا۔ میں نے پلٹ کر لیڈی مکارنس کی سمت دیکھا وہ اپنی آرام کرسی پر بڑے اطمینان سے بیٹھی تھی' اس کے ہونٹوں پر فاتحانہ مسکراہٹ تھی جو اس وقت مجھے بڑی بھیانک اور پُراسرار نظر آ رہی تھی۔

"تم خوفزدہ مت ہو۔" وہ مجھ سے بڑے پیار سے مخاطب ہوئی۔ "جو کچھ تم نے دیکھا ہے اسے بھول جاؤ اور صرف اتنا یاد رکھو کہ جب تک میں تم پر مہربان ہوں تم کو کسی سے ڈرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔"

"کیا گراہم مجھے دوبارہ کسی اور ذریعے سے نقصان پہنچانے کی کوشش نہیں کرے گا۔"

"اپنے ذہن پر بوجھ مت ڈالو میرے عزیز۔ کھلی فضا میں آزادی کا سانس لینے کی کوشش کرو۔" اس نے بڑے اطمینان سے جواب دیا۔

"میرے لیے اب کیا حکم ہے؟ کیا میں واپس جا سکتا ہوں؟"

"کیوں نہیں۔" وہ دوبارہ بڑے مہذب لہجے میں بولی۔ "میرے گارڈز تمہیں کوئی تکلیف پہنچائے بغیر نہایت عزت سے تمہارے ہوٹل کے کمرے تک چھوڑ آئیں گے۔"

"کیا میں اسی ہوٹل میں قیام نہیں کر سکتا جہاں میرا دوست

اپنی بیوی کے ساتھ رہتا ہے۔" میں نے موقع غنیمت جان کر پوچھا۔

"تم جہاں چاہو رہ سکتے ہو۔" اس نے اس بار مجھے کچھ عجیب معنی خیز نگاہوں سے دیکھتے ہوئے کہا۔ "اب لیڈی مکارنس اور اس کے گونگے بہرے گارڈز تمہارے سائے کی بھی حفاظت کریں گے لیکن اپنا وعدہ یاد رکھنا جو کچھ تم نے دیکھا ہے اس کے سلسلے میں تمہاری زبان پر ہمیشہ تالے پڑے رہیں گے۔"

پھر حسب وعدہ اس کے گارڈز مجھے امپائر ہوٹل میں میرے کمرے تک چھوڑ کر چلے گئے تھے!

میرے ذہن میں پنڈت بنسی دھر کی جو پھانس موجود تھی وہ بھی نکل چکی تھی لیکن لیڈی مکارنس کے بارے میں جو روایات میں نے سنی تھیں اس کی ایک جھلک دیکھ کر ہی مجھے اس بات کا یقین ہو چکا تھا کہ وہ کوئی بہت بڑی جادوگرنی ہے' اس نے مجھے اپنی کسی ایسی لائبریری کی سیر کرانے کا وعدہ کیا تھا جو اس کے بیان کے مطابق روئے زمین پر اپنے طرز کی واحد لائبریری تھی۔ اس نے لائبریری کے بارے میں بھی طلسماتی دنیا کا اشارہ استعمال کیا تھا۔

لیڈی مکارنس کے ساتھ گزارے ہوئے پُراسرار لمحوں کا ایک ایک سین ابھی تک میرے ذہن کے پردوں میں رینگ رہا تھا' اس کے الفاظ میرے کانوں میں گونج رہے تھے پھر اچانک مجھے یاد آیا' پنڈت بنسی دھر کی کھوپڑی نے جب اس سے کہا تھا کہ وہ ایک نہ ایک دن اس قفس کی تیلیاں توڑ کر اُڑ جائے گا تو لیڈی مکارنس کے لہجے میں سفاکی آ گئی تھی اس نے بڑے غضبناک لہجے میں اس بات کا دعویٰ کیا تھا کہ وہ ایک بار اپنے جس شکار کو میجک باکس میں بند کر کے اپنی لائبریری میں کسی شیلف کی زینت بنا لیتی ہے پھر وہ پلاسٹر آف پیرس کا ایک بے جان مجسمہ بن کر رہ جاتا تھا۔ اس جملے سے لیڈی مکارنس کا کیا مقصد تھا؟ وہ لائبریری کس قسم کی ہوگی جس کی مثال پوری دنیا میں کہیں اور نہیں مل سکتی تھی؟

میں اس وقت امپائر کے ڈائننگ ہال میں بیٹھا لنچ کرنے میں مصروف تھا اور میرا ذہن لیڈی مکارنس کے بارے میں سوچ رہا تھا کہ اچانک مجھے اس سنہری تمغے کا خیال آ گیا جو مجھے لیڈی مکارنس نے دیا تھا' اس نے کہا تھا کہ اس تمغے کو دیکھنے کے بعد اس کے گونگے بہرے گارڈز مجھے بڑی عزت و احترام کے ساتھ اس کے کیسل کے اندر تک پہنچا دیں گے' وہ تمغہ دراصل مکارنس کے ذہن کی اختراع تھی' وہ چونکہ پُرسکون زندگی گزارنے کا عادی تھا اس لیے اپنے قدیم طرز پر بنے ہوئے محل میں ہر کس و ناکس کی آمد پسند نہیں کرتا تھا چنانچہ اس نے وہ تمغہ بنوا کر صرف ان لوگوں کو دیا تھا جو اس کے بہت قریبی دوست اور عزیز تھے۔ اس تمغے کی موجودگی میں اس کے مہمان بنا کسی روک ٹوک کے مکارنس کیسل میں داخل ہو سکتے تھے لیکن اس کی موت کے بعد وہ تمغے لیڈی مکارنس کو واپس کر دیے گئے تھے' ان ہی سکوں میں سے ایک نمبر کا سکہ مجھے دیا گیا تھا تاکہ میں جب بھی چاہوں لیڈی مکارنس سے مل سکوں۔

میں نے جیب میں ہاتھ ڈال کر دیکھا' وہ سکہ اس وقت بھی میری جیب میں موجود تھا' مجھے قدرے سکون محسوس ہوا لیکن ایک سوال جو رہ رہ کر مجھے پریشان کر رہا تھا وہ یہ تھا کہ آخر لیڈی مکارنس خاص طور پر میری شخصیت کے اندر اتنی دلچسپی کیوں لے رہی ہے؟ لارڈز کے بیرے نے کہا تھا کہ وہ اکثر بہکی بہکی باتیں کرتی ہے جو حیرت انگیز طور پر درست ثابت ہوتی ہیں۔ پہلی ملاقات کے دوران اس نے اس بات کا دعویٰ بھی کیا تھا کہ وہ ارواح سے بھی رابطہ قائم کرنے کی صلاحیت رکھتی ہے۔ اس کا خیال تھا کہ مکارنس طبعی موت نہیں مرا تھا' اسے قتل کیا گیا تھا' اس نے اس بات کا اقرار بھی کیا تھا کہ وہ اپنے مرحوم شوہر کی روح سے رابطہ قائم کرنے میں کامیاب نہیں ہو سکی' شاید اس لیے کہ وہ اس سے روٹھ گیا تھا۔ اس کے برعکس لیڈی مکارنس نے یہ بھی کہا تھا کہ سیکرٹ سروس کے چیف انسپکٹر پاول کے علاوہ کچھ اور لوگ بھی مکارنس کی موت کا ذمے دار اسی کو ٹھہرا رہے ہیں۔

اصلیت کیا تھی۔۔۔۔؟ اگر یہ حقیقت تھی کہ مکارنس کو اس سے بے پناہ محبت تھی اور اس نے اسے فرش سے اٹھا کر عرش تک پہنچایا تھا تو پھر اس کی روح لیڈی مکارنس سے کیوں روٹھ گئی؟ میں ان ہی گتھیوں کو سلجھانے میں ذہنی جمناسٹک کرنے میں مصروف تھا جب کسی نے اچانک پشت سے میرے شانے پر ہاتھ رکھتے ہوئے "ہیلو" کہا اور میں چونک اُٹھا' میں نے تیزی سے پلٹ کر دیکھا۔ وہ انسپکٹر پاول کے سوا کوئی اور نہیں تھا لیکن اس وقت بھی اسی حلیے میں تھا جس میں وہ پہلی بار لارڈز میں مجھ سے مل چکا تھا۔

"آپ۔۔۔" میں نے جان بوجھ کر اسے ایسے لہجے میں مخاطب کیا جیسے اس سے پہلی بار مل رہا ہوں' وجہ معقول تھی اس لیے کہ میں لارڈز میں اس سے طلرام کے میک اپ میں ملا تھا' انسپکٹر پاول نے مجھے آزمانے کی خاطر اچانک بڑا نفسیاتی طریقہ کار اختیار کیا تھا' میری جگہ کوئی اور ہوتا تو شاید گھبرا جاتا لیکن پولیس کے محکمے سے وابستہ رہنے کے باعث میں اس قسم کے نفسیاتی حربوں سے بخوبی واقف ہو چکا تھا۔

"اوہ۔ سوری۔" اس نے سنبھل کر میری طرف غور سے دیکھا پھر دبی زبان میں بولا۔ "لیکن میرا خیال ہے کہ ہم پہلے بھی کہیں مل چکے ہیں۔ کہاں؟ مجھے اس وقت ٹھیک سے یاد نہیں آ رہا۔"

aazzamm@yahoo.com

"ہو سکتا ہے آپ کو مغالطہ ہوا ہو۔" میں نے بے پروائی سے جواب دیا۔ "ممکن ہے چہروں کی مماثلت نے آپ کو بھٹکا دیا ہو۔"

"آپ کا نام؟"

"شہباز احمد خان۔" میں نے آخری نوالہ منہ میں ڈالتے ہوئے کہا پھر نیپکن سے منہ صاف کرتے ہوئے پوچھا۔ "آپ کو کس کی تلاش ہے؟"

"آپ کا قیام کہاں ہے؟" اس نے میری بات کو نظرانداز کرتے ہوئے سوال کیا۔

"اسی ہوٹل میں جہاں آپ مجھے اس وقت دیکھ رہے ہیں۔"

"حیرت ہے۔" اس نے میرے چہرے پر نظر جمائے جمائے کہا۔ "اگر یہ محض اتفاق ہے تو میری زندگی کا سب سے عجیب اور حیرت انگیز اتفاق ہوگا۔"

"آپ کیا پینا پسند کریں گے۔ یا پھر لنچ۔" میں نے اسے خالی کرسی پر بیٹھنے کا اشارہ کرتے ہوئے دریافت کیا۔

"جی نہیں......میں لنچ لے چکا ہوں۔" وہ میرے سامنے والی کرسی پر بیٹھ گیا۔

مجھے یقین تھا کہ وہ مجھے پہچان چکا ہے، بہرحال اس وقت بڑی شاندار اداکاری کر رہا تھا۔

"آپ کو کس کی تلاش ہے؟" میں نے دوستانہ لہجہ اختیار کیا۔

"ایک بات پوچھوں اگر آپ کو ناگوار خاطر نہ گزرے۔" وہ میری بات نظرانداز کرتے ہوئے بولا۔ "دو روز قبل بھی کیا آپ کا قیام یہیں اسپارٹس میں تھا۔"

"جی نہیں۔" میں معنی خیز انداز میں مسکرایا۔ "دو روز پہلے میں ساحل کے قریب واقع ہوٹل ری ویرا میں مقیم تھا۔"

"کیا آپ کا کوئی ایسا بھائی یا دوست بھی ہے جس کی شکل یا چہرے کے نقش و نگار آپ سے ملتے جلتے ہوں۔" اس نے پہلو بدل کر سوال کیا۔

"اب سمجھا......" میں نے یکلخت سنجیدگی اختیار کرلی۔ "آپ کو شاید مسٹر بلرام کی تلاش ہے۔"

"آپ......آپ کو کیسے علم ہوا......؟" اس نے چونکنے کی بڑی خوب صورت اداکاری کی۔

"مجھے علم نجوم میں بھی تھوڑا بہت دخل ہے۔"

"میں سمجھا نہیں۔"

"اگر میرا علم غلط نہیں ہے تو شاید آپ کوئی تجارت پیشہ آدمی ہیں۔"

"جی ہاں...... لیکن......"

"پریشان مت ہوں مسٹر جان ینگو عرف ڈگو۔" میں نے شرارت کا انداز اختیار کیا۔ "مجھے سیاحت کے دوران ہوٹل کے ساتھ ساتھ حلیہ بدلتے رہنے کا شوق بھی ہے شاید اس لیے کہ یکسانی سے انسان بہت جلد اکتا جاتا ہے یا پھر اسے نئے تجربات کا شوق ہوتا ہے، ویسے میں آپ کو داد دیتا ہوں کہ آپ نے مجھے اس حلیے میں بھی پہچاننے میں کسی غلطی سے کام نہیں لیا۔"

"تو کیا......"

"جی ہاں......" میں نے اس کی بات کاٹی۔ "میں وہی بلرام ہوں جو پہلی بار آپ سے لارڈز میں مل چکا ہوں، اس وقت آپ اپنی مسز کے ہمراہ تھے اور ہمارے درمیان لیڈی مکارنس کے بارے میں گفتگو ہوئی تھی۔ آپ نے مجھ سے فرمائش کی تھی کہ میں آپ کے سلسلے میں اس سے مستقبل کے بارے میں دریافت کروں۔ آپ نے مجھے یہ بھی بتایا تھا کہ لیڈی مکارنس مشرق میں بسنے والے افراد کو پسند کرتی ہے اور آپ نے غلط نہیں کہا تھا۔"

"کیا مطلب......کیا آپ اس خبطی عورت سے مل چکے ہیں۔" وہ جذباتی سا نظر آنے لگا۔ "مجھے یقین تھا کہ وہ آپ سے ملنے میں گریز نہیں کرے گی...... لیکن...... کیا آپ حقیقت میں مسٹر بلرام ہی ہیں۔" آخری جملہ ادا کرتے وقت اس نے ایک بار پھر مجھے عجیب نظروں سے دیکھا، وہ جو اداکاری کر رہا تھا وہ بزنس اس کے پیشے کا ایک اہم رول تھا جسے وہ بڑی کامیابی سے ادا کر رہا تھا۔

"آپ اگر چاہیں تو میں شروع سے آخر تک وہ تمام باتیں دہرا سکتا ہوں جو لارڈز میں ہمارے درمیان ہوئی تھیں اور وہ باتیں بھی جو لیڈی مکارنس نے بن بلائے ہماری میز پر آکر کی تھیں۔"

"حیرت انگیز......" اس نے مجھے تعریفی نظروں سے دیکھا پھر بے تکلفی سے بولا۔ "اگر وہ میک اپ کا کمال تھا تو میں اسے باکمال ہی کہوں گا۔"

"اور اس کے جواب میں آپ نے جس طرح مجھے موجودہ حلیے میں بھی شناخت کرلیا میں اس کی داد دینا بھی اپنا فرض سمجھتا ہوں۔" میرے لہجے میں ہلکا سا طنز تھا جو وہ بڑی ڈھٹائی سے نظرانداز کرتے ہوئے بولا۔

"کیا یہ حقیقت ہے کہ آپ لیڈی مکارنس سے مل چکے ہیں۔"

"جی ہاں......میں اس سے ملاقات کی غرض سے مکارنس کیسل پہنچ گیا تھا اور آپ کے اندازے کے عین مطابق لیڈی مکارنس نے مجھے دیکھ کر نہ صرف خوشی کا اظہار کیا بلکہ میرا شاندار استقبال بھی کیا تھا۔"

"مجھے یقین ہے۔ میں جانتا ہوں کہ وہ مقامی لوگوں پر مشرقی افراد کو زیادہ ترجیح دیتی ہے لیکن ون منٹ۔ آپ اس سے کس حلیے میں ملے تھے۔"

"بلرام کے حلیے میں لیکن اس سے چشتر کہ.. میری شخصیت کے بارے میں کوئی پیش گوئی کرتی میں نے اسے بتا دیا تھا کہ میرا اصلی نام شہباز ہے۔" میں نے دل ہی دل میں انسپکٹر پاول کے سوال پر مسکراتے ہوئے کہا۔ "میری صاف گوئی پر اس نے حیرت کا اظہار کیا تھا۔"

"کیا آپ نے اس سے میرے سلسلے میں بھی گفتگو کی تھی۔"

"ہاں لیکن اس نے کھل کر کوئی بات نہیں کی۔ البتہ آپ کے ذکر پر اس کے چہرے پر ایک ناخوشگواری کی سی کیفیت ضرور طاری ہوگئی تھی۔" میں نے سنجیدگی سے جواب دیا۔ "اس کی باتوں سے میں نے یہی اندازہ لگایا تھا کہ وہ آپ کو پسند نہیں کرتی۔"

"کوئی وجہ......"

"میں نے اسے زیادہ کرید نا مناسب نہیں سمجھا لیکن اس نے باتوں باتوں میں اس بات کا اظہار کیا تھا کہ کچھ لوگ اسے مسٹر مکارنس کا قاتل سمجھ رہے ہیں۔" میں نے میز پر کہنی ٹیک کر آگے جھکتے ہوئے قدرے رازداری سے پوچھا۔ "کیا یہ حقیقت ہے مسٹر ڈگو کہ وہ بظاہر ایک ستم رسیدہ اور خبطی سی عورت نظر آتی ہے اپنے شوہر کو قتل بھی کرسکتی ہے۔"

"میں نے بھی یہ بات کچھ لوگوں سے سنی ہے لیکن اصلیت کیا ہے مجھے اس سے کوئی دلچسپی نہیں۔" ڈگو نے شانے اچکاتے ہوئے اپنی عدم دلچسپی کا اظہار کیا پھر بولا۔ "میں تو صرف اس سے اپنے مستقبل کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کا خواہشمند ہوں۔"

"میں نہیں سمجھ سکتا کہ ایک خبطی اور دیوانی سی عورت مستقبل میں جھانکنے کی صلاحیت بھی رکھتی ہوگی۔"

"مجھے بھی پہلے یہی شبہ تھا لیکن پھر اس کی باتیں حیرت انگیز طور پر درست ثابت ہونے کا چرچا عام ہونے لگا۔" ڈگو نے کہا۔ "یہ اس وقت پہلے ہی کی بات ہے کہ جب وہ کہیں منظر عام پر نظر آتی تو اس کے اطراف لوگوں کا ہجوم اکٹھا ہو جاتا تھا، اس وقت وہ آسمان کی جانب نظریں اٹھا کر عجیب و غریب باتیں اشاروں کنایوں میں کرنے لگتی تھی، اسے پہلے مقامی لوگوں سے اتنی نفرت نہیں تھی مگر اب تو وہ ہمارے قرب کو بھی برداشت کرنے کو تیار نہیں۔ کچھ مقامی لوگوں کے لیے اس کی زبان سے نکلی ہوئی باتیں حیرت انگیز طور پر درست ثابت ہوئی تھیں جس کے بعد لوگ اس سے خوف زدہ ہوکر کترانے لگے۔ لوگوں کا خیال ہے کہ کبھی کبھی اس کے جسم کے اندر کوئی پراسرار روح حلول کر جاتی ہے اور اس وقت اس کی زبان سے جو بات نکلتی ہے وہ حرف بہ حرف درست ہوتی ہے۔"

"کیا آپ ان محیرا لعقول باتوں پر یقین رکھتے ہیں۔" میں نے بڑی معصومیت سے پوچھا۔

"بلیک میجک اور جادوگرنیوں کے قصے یہاں بہت عام ہیں۔" وہ محتاط انداز میں بولا۔ "براہ راست تو آج تک میرا واسطہ ان لوگوں سے نہیں پڑا لیکن میرا خیال ہے کہ بیشتر لوگ ان پر اعتقاد رکھتے ہیں، میں نے ایک دو ایسے افراد کے نام بھی سنے ہیں جو میجک بال سامنے رکھ کر اسے اپنی مخفی طاقت سے روشن کرتے ہیں پھر مستقبل کا حال بتاتے ہیں لیکن ان معاملات میں یہاں آج کل مردوں کے مقابلے میں عورتوں کے چرچے بہت عام ہیں۔"

"کیا آپ یہ بات لیڈی مکارنس کی شخصیت کو پیش نظر رکھ کر کہہ رہے ہیں۔"

"نہیں۔ میں ذاتی طور پر اسے بہت زیادہ اہمیت نہیں دیتا لیکن میرے کچھ دوستوں اور خاص طور پر بزنس کے کچھ شرکا کا اصرار ہے کہ میں اس سے کاروباری امور کے سلسلے میں ضرور رابطہ قائم کروں۔"

"کیا آپ سے رابطہ قائم کرنے کی کوشش کرچکے ہیں۔"

"ہاں۔ ایک دوبار میں نے پبلک مقامات پر اس کے قریب ہونے کی کوشش کی تھی لیکن......"

"لیکن کیا......"

"وہ مجھے دیکھتے ہی نجانے کیوں بڑی حقارت سے اپنا منہ پھیر لیتی ہے۔"

"مجھے یاد ہے۔" میں نے بڑی سنجیدگی سے تفریح لیتے ہوئے کہا۔ "لارڈز میں بھی اس نے یہی کہا تھا کہ وہ اپنے شوہر کے قاتلوں کے ساتھ کسی قسم کا میل جول رکھنا پسند نہیں کرتی۔"

انسپکٹر پاول نے فوری طور پر کوئی جواب نہیں دیا، کسی سوچ میں مستغرق نظر آنے لگا لیکن اس کی دوربین نگاہیں بدستور میرے چہرے پر مرکوز تھیں شاید وہ میرے ذہن اور میری اصلیت کا ایکسرے اپنے تجربات کی روشنی میں کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔

"آپ خاموش کیوں ہوگئے مسٹر ڈگو۔" میں نے بڑی رازداری سے پوچھا۔ "کیا آپ کسی نہ کسی زاویے سے لیڈی مکارنس کے شوہر کے قاتل یا قاتلوں سے کوئی واقفیت رکھتے ہیں۔"

"نہیں......" اس نے برا سا منہ بنا کر جواب دیا۔ "میں آپ کو پہلے ہی بتا چکا ہوں کہ میں ایک بزنس مین ہوں اور مسٹر مکارنس کا شمار ان شخصیتوں میں کیا جاتا تھا جو ملکہ تک رسائی رکھتے تھے۔ ایسی صورت میں بھلا میری اور اس کی کیا دشمنی ہوسکتی ہے۔"

"گویا آپ کے سلسلے میں لیڈی مکارنس کی ماورائی قوتوں نے اس کی غلط رہنمائی کی ہے۔"

"اس کا جواب تو وہی دے سکتی ہے۔"

"مجھے حیرت ہے کہ آپ ان تمام باتوں کے باوجود لیڈی

aazzamm@yahoo.com

ملارنس ہی سے اپنے کاروبار کے سلسلے میں پیش گوئی کے خواہاں کیوں ہیں جبکہ آپ کے کہنے کے مطابق آپ کچھ دوسرے ایسے افراد سے بھی واقف ہیں جو کرسٹل بال روشن کر کے......"

"اس کی بھی ایک خاص وجہ ہے جس کا تعلق براہ راست میری ذات سے نہیں ہے۔" وہ میرے جملے کو کاٹتے ہوئے بولا۔

"کیا میں وہ وجہ دریافت کر سکتا ہوں۔" میں نے بڑی سادگی سے کہا۔

"اس خبیث بڑھیا نے ایک بار میرے ایک کاروباری پارٹنر کے سلسلے میں یہ پیش گوئی کی تھی کہ وہ چھتیس گھنٹوں کے اندر اندر کسی خوب صورت عورت کے ہاتھوں گولیوں کا نشانہ بن جائے گا۔"

"پھر......"

"ویسا ہی ہوا جیسا لیڈی ملارنس نے کہا تھا۔" انسپکٹر پاول نے سنجیدگی سے جواب دیا۔ "اس نے میرے جس پارٹنر کے بارے میں پیش گوئی کی تھی وہ اپنی پہلی بیوی کو طلاق دینے کے بعد دوسری شادی کر چکا تھا' ہمارے معاشرے میں یہ ایک عام سی بات تھی' اس کے علاوہ جس عورت کو طلاق دی گئی تھی اس نے ایک مہینے سے بھی کم عرصے میں دوسری شادی کر لی تھی' اس واقعے کو دو سال بیت گئے لیکن لیڈی ملارنس نے جیسا کہا تھا ویسا ہی ہوا۔" وہ سانس لینے کے بعد بولا۔ "ٹھیک چھتیس گھنٹے بعد اس عورت نے ایک پارک میں اپنے پہلے شوہر یعنی میرے بزنس پارٹنر کو دیکھا تو نجانے کیوں اس پر دیوانگی کا دورہ پڑ گیا' سینکڑوں افراد کی موجودگی میں اس نے اپنے پستول کی پوری چھ کی چھ گولیاں میرے پارٹنر کے جسم میں اتار دیں۔"

"بعد میں اس عورت نے پولیس کو کیا بیان دیا۔" میں نے برجستہ پوچھ لیا لیکن انسپکٹر پاول بڑا گھاگ واقع ہوا تھا' اس نے بڑی بے پروائی سے شانے اچکاتے ہوئے کہا۔

"ایک اچھے اور سمجھدار بزنس مین کی طرح میں بھی پولیس سے ہمیشہ دور ہی رہنے کی کوشش کرتا ہوں۔ ویسے میں نے دوسرے دن اخبارات میں اس کا بیان پڑھا تھا۔ اس نے قتل کی کوئی وجہ بتانے سے صاف انکار کر دیا تھا البتہ کھلے الفاظ میں پولیس اور عدلیہ کے اعلیٰ حکام کی موجودگی میں قتل کی مرتکب ہونے کا اقرار کر لیا تھا اور نتیجے کے طور پر وہ آج کل جیل کی سزا بھگت رہی ہے۔"

"آئی۔ سی۔" میں نے پرخیال لہجہ اختیار کرتے ہوئے کہا۔ "ایسی صورت میں تو آپ کو لیڈی ملارنس سے دور ہی رہنا چاہیے۔"

"کلاروز کی ملاقات نے مجھے بھی خوف زدہ کر دیا ہے۔" اس نے ایک بار پھر بڑی خوب صورت اداکاری کرتے ہوئے جواب دیا پھر میرے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر دوستانہ لہجے میں بولا۔ "میں دراصل اب صرف یہ چاہتا ہوں کہ اس فیملی عورت کا دل کم از کم میری طرف سے صاف ہو جائے آپ چونکہ اس سے مل چکے ہیں' وہ آپ کو اپنے کیسل میں خوش آمدید بھی کہہ چکی ہے اس لیے مجھے یقین ہے کہ آپ اگر چاہیں تو اس کی نظروں میں میری پوزیشن صاف کر سکتے ہیں۔ کیا میں امید رکھوں کہ آپ ایک دوست کی حیثیت سے میرے کام آئیں گے۔"

"لیڈی ملارنس سے محض ایک دو ملاقاتوں میں اس کے بارے میں کچھ معلوم کر لینا اتنا آسان نہیں ہے کہ اس کے دل کا حال جانا جا سکے بہرحال میں کوشش کروں گا کہ آپ کے اور اس کے درمیان مفاہمت کی کوئی صورت پیدا ہو جائے۔"

"میں آپ کا یہ احسان کبھی فراموش نہیں کروں گا۔" اس نے بے تکلفی سے کہا پھر اٹھتے ہوئے بولا۔ "مجھے اس وقت کاروباری سلسلے میں کچھ ضروری کام نمٹانے ہیں۔ میں دوبارہ پھر آپ سے بہت جلد ملنے کی کوشش کروں گا۔"

"کیا یہ ممکن نہیں ہے کہ آپ مجھے اپنا کوئی وزیٹنگ کارڈ عنایت کر دیں تاکہ اگر کسی وقت مجھے آپ کی ضرورت پڑ جائے تو میں فوری طور پر آپ سے ملاقات کر سکوں۔"

"کیوں نہیں۔" اس نے جیب سے اپنا وزیٹنگ کارڈ نکال کر میرے حوالے کیا پھر بڑی گرمجوشی سے مصافحہ کیا اور تیز تیز قدم اٹھاتا ڈائننگ ہال سے نکل گیا۔

میں نے اس کے جانے کے بعد وزیٹنگ کارڈ پر نظر ڈالی جس پر انسپکٹر پاول کے بجائے جان میگو کا نام جلی حرفوں میں درج تھا۔ کارڈ پر فرم کے نام کے ساتھ ضروری فون نمبر' ٹیلکس اور فیکس نمبر بھی موجود تھے!

میں دل ہی دل میں مسکرائے بغیر نہ رہ سکا!

ڈائننگ ہال سے اپنے روم تک جاتے وقت بھی میرا ذہن انسپکٹر کی شخصیت کے بارے میں سوچ رہا تھا' میرا ذاتی خیال تھا کہ وہ یقیناً ایک کامیاب پولیس آفیسر تھا' ایک بزنس مین کا روپ اختیار کرتے وقت اس نے تمام وہ احتیاطی تدابیر بھی اختیار کر لی تھیں جو کسی عام شخص کو بڑی آسانی سے فریب دے سکتی تھیں۔ اس کا وزیٹنگ کارڈ اس بات کی گواہی تھا' مجھے یقین تھا کہ وزیٹنگ کارڈ پر فرم کا جو نام اور ٹیلی فون نمبر وغیرہ درج تھے وہ بھی غلط نہیں ہوں گے' اپنے میک اپ کا بھرم قائم کرنے سے پہلے ہی اس نے کسی ایسے دوست یا واقف کار کو ضرور اعتماد میں لیا ہو گا جو حقیقتاً کوئی معروف تجارت پیشہ ہو گا۔

پولیس اور کسی مشکوک فرد کے درمیان چوہے بلی کا یہ کھیل کم از کم میرے لیے نیا نہیں تھا' لفٹ میں سوار ہونے کے بعد بھی میں نے ایک سرسری نگاہ سے ان افراد کا جائزہ لیا تھا جو میرے ہم سفر تھے۔ اگر انسپکٹر پاول کسی بھی وجہ سے میری ذات میں دلچسپی لے رہا تھا تو اس کے کچھ ماتحت میرے سائے کی طرح

نگرانی ضرور کر رہے ہوں گے' ہو سکتا ہے کہ اسے میرے اغوا کے دونوں مرحلوں کے بارے میں پوری طرح علم رہا ہو لیکن اس نے جان بوجھ کر کسی قسم کی مداخلت مناسب نہ سمجھی ہو' گرشیا اور اس کے باڈی گارڈز بھی اس کی نظر میں پہلے سے رہے ہوں گے۔ لیڈی ملارنس سے تعلقات بڑھانے کا مشورہ اسی کا تھا اس لیے اس کے ساتھی اس وقت بھی خاموش تماشائی بنے رہے ہوں گے جب میں گرشیا کے خوب صورت اور حسین جال سے نکالا گیا تھا۔ گرشیا کے بارے میں لیڈی ملارنس نے جس حقارت اور نفرت سے اپنی رائے کا اظہار کیا تھا اس سے میں نے فوری طور پر یہی اندازہ لگایا تھا کہ گرشیا کی شخصیت بھی اس معروف ملکہ سے مختلف نہیں تھی جو ہر رات ایک نئے اور پسندیدہ شخص کو داد عیش دینے کے بعد دوسری صبح اس کی سر بریدہ لاش کو قلعہ نما مکان کی دوسری جانب پھنکوا دیا کرتی تھی جسے ٹھکانے لگانے کے لیے اس کے مخصوص آدمی پہلے سے تیار رہتے تھے' گرشیا کو ایک نظر دیکھنے کے بعد خود میں نے بھی اندازہ لگایا تھا کہ اس نے مجھے کس مقصد کے لیے اغوا کرایا تھا۔ اگر لیڈی ملارنس کے کوچ اور بوڑھے گارڈز نے بروقت مداخلت نہ کی ہوتی تو شاید اپنے گھناؤنے مقصد میں کامیابی حاصل کرنے کے بعد گرشیا کے زر خرید گورکن مجھے بھی کسی ویران اور سنسان علاقے میں دفن کر چکے ہوتے۔

گرشیا بلاشبہ ایک حسین اور خوب صورت عورت تھی' اس کے جسم کے خدوخال جنس مخالف کو اپنے سحر میں مبتلا کرنے کی پوری کشش رکھتے تھے۔ شاید یہی وجہ تھی کہ گراہم اسے برداشت کر رہا تھا لیکن مجھے ان باتوں سے کوئی سروکار نہیں تھا۔ میرے ذہن میں صرف ایک سوال رہ رہ کر ابھر رہا تھا' انسپکٹر پاول میری ذات میں اچانک دلچسپی لینے پر کیوں مجبور ہو گیا تھا؟ لیڈی ملارنس کی شخصیت میں اس کی دلچسپی اس کے فرائض کا ایک حصہ تھی اس لیے کہ کچھ وثوق دار افراد لیڈی ملارنس کی طرف سے مشکوک تھے۔ ان کا خیال تھا کہ کسی نہ کسی زاویے سے وہ بھی اپنے شوہر کی موت کا ذمے دار ہے مگر مجھے درمیان میں کیوں گھسیٹا جا رہا تھا؟ کیا انسپکٹر پاول کی تجربہ کار نظروں نے یہ بات بھانپ لی تھی کہ لیڈی ملارنس بھی میری ذات میں دلچسپی لے رہی تھی اور محض اسی لیے مجھے بطور "چارا" استعمال کیا جا رہا ہو؟

لفٹ سے باہر نکل کر کوریڈور سے گزرتے وقت بھی میری نگاہیں ان دو افراد کی نقل و حرکت کا جائزہ لے رہی تھیں جو میرے ساتھ ہی باہر آئے تھے لیکن میں نے جب انہیں مخالف سمت کی طرف جاتے دیکھا تو اس نتیجے کو ذہن سے نکال دیا کہ وہ انسپکٹر پاول کے سادہ لباس والے ہو سکتے ہیں۔ میری ذات میں دلچسپی لینے سے پہلے ہی اس نے یقیناً ایک گھاگ اور دوراندیش پولیس آفیسر کی طرح میرے بارے میں بہت ساری معلومات حاصل کر لی ہوں گی۔ شاید یہ بات بھی اس سے پوشیدہ نہ رہی ہو کہ بزنس کے میدان میں قدم رکھنے سے پہلے میرا بھی اپنے والد کی طرح ملک کی پولیس سے واسطہ رہ چکا تھا' ایسی صورت میں انسپکٹر پاول اگر میری نگرانی کرا رہا تھا تو اس نے اس کے لیے بھی بہت سوچ بوجھ کے بعد کوئی ایسا طریقہ کار اختیار کیا ہو گا جس پر مجھے اتنی آسانی سے شبہ نہ ہو سکے۔

اپنے کمرے میں داخل ہونے کے بعد میں کچھ دیر تک حالات کے تانے بانے پر غور کرتا رہا پھر میں نے فون کا ریسیور اٹھا کر ڈائریکٹ لائن طلب کی اور ندیم کے ہوٹل کے نمبر ڈائل کرنے لگا۔ اس کی خاموشی مجھے بری طرح کھل رہی تھی۔ عام حالات میں شاید میں اس طرح براہ راست ندیم سے فون کے ذریعے رابطہ قائم کرنے کی حماقت کبھی نہ کرتا لیکن لیڈی ملارنس کی اس یقین دہانی کے بعد کہ میں اب جہاں چاہوں بلاخوف و خطر نقل و حرکت کر سکتا ہوں اور یہ کہ اب اس کے مخصوص گارڈز میری نگرانی کریں گے مجھے کسی قسم کا کھٹکا نہیں تھا' ملارنس کیسل میں میری آنکھیں جس ناقابل یقین منظر کا نظارہ کر چکی تھیں' اس نے مجھے یقین دلا دیا تھا کہ لیڈی ملارنس کے بارے میں یہ بات غلط مشہور نہیں تھی کہ وہ ایسی جادوگرنی ہے جو اپنا ثانی نہیں رکھتی۔ اس کی پراسرار قوت کی پرواز انسانی ذہن سے کہیں زیادہ تیز اور حساس تھی جو پیش آنے والے خطرات کو رونما ہونے سے پیشتر ہی بھانپ لیتی تھی۔

ندیم سے رابطہ قائم ہونے میں بمشکل دو منٹ لگے ہوں گے' اتفاق سے کال نسیم کے بجائے خود ندیم ہی نے ریسیو کی تھی۔ "میں شہباز بول رہا ہوں۔"

"تم...... امریکا سے تمہاری واپسی اتنی جلدی کیسے ہو گئی۔" ندیم نے وہ جملہ یقیناً نسیم کو سنانے کے لیے کہا ہو گا جو اس کے قریب ہی کہیں موجود رہی ہو گی۔

"کیا تمہیں ابھی تک میری واپسی کا علم نہیں ہوا تھا۔" میں نے معنی خیز لہجے میں سوال کیا۔

"مجھے خوشی ہے کہ تم جلدی واپس آ گئے۔ مجھے تمہاری دوری کا احساس بڑی شدت سے ہو رہا تھا۔"

"کیا نسیم تمہارے پاس موجود ہے۔" میں نے پوچھ ہی لیا۔

"ہاں۔ مجھے یقین ہے کہ نسیم کو بھی تمہاری واپسی کی خوشی ضرور ہو گی۔ ون منٹ۔" ندیم نے ایک لمحے کے توقف کے بعد کہا۔ "میرا اندازہ غلط نہیں ثابت ہوا۔ اس وقت میں نسیم کے چہرے پر مسرت کی قوس قزح پھوٹتے دیکھ رہا ہوں۔"

"میں تم سے فوری طور پر ملنا چاہتا ہوں۔" میں نے سنجیدگی سے کہا۔ "فون پر گفتگو مناسب نہیں ہو گی۔"

"ٹھیک ہے۔ تم ائرپورٹ سے سیدھے ادھر ہی آ جاؤ۔ میں

aazzamm@yahoo.com

تمہارے لیے کمرا بک کرائے لیتا ہوں۔" ندیم نے وہ جملہ بھی نسیم کو سنانے کی غرض سے کہا ہوگا۔

"او کے" میں نے بدستور سنجیدگی سے جواب دیا۔ "میں فوری طور پر امپائر کو گڈبائی کہہ کر تمہارے ہوٹل پہنچ رہا ہوں۔"

مجھے امپائر سے منتقل ہو کر ندیم کے ہوٹل تک پہنچنے میں اتنی ہی دیر لگی جتنی ائرپورٹ سے وہاں تک جانے میں لگ سکتی تھی۔ میں نے اس کا خاص خیال رکھا تھا تاکہ نسیم کو کسی قسم کا شبہ نہ ہو سکے۔ وہ مجھے دیکھ کر حقیقتاً خوشی سے کھل اٹھی تھی۔ بڑی دیر تک وہ ندیم کے ساتھ ہی میرے کمرے میں بیٹھی باتیں کرتی رہی۔ شام کو چائے ہم نے ایک ساتھ ہی پی تھی پھر وہ دونوں اپنے کمرے میں چلے گئے۔ نسیم کی موجودگی میں ندیم اور میں دونوں ایسے بنے رہے جیسے میں سچ مچ امریکا کا کامیاب تجارتی کر بنگاہی سفر کر کے واپس لوٹا تھا۔

دوسرے روز مجھے تنہائی میں ندیم سے ملاقات کا موقع مل گیا۔ اس وقت وہ میرے کمرے میں موجود تھی سمت کھلنے والی کھڑکی کے قریب ایک صوفے پر نہایت آرام سے بیٹھا باہر پھیلے ہوئے نظاروں سے لطف اندوز ہو رہا تھا' اس کے چہرے سے جو بے پروائی جھلک رہی تھی وہ مجھے گراں گزر رہی تھی۔

"کیا تمہیں ان حالات کا علم ہے جن سے میں اب تک دوچار ہو چکا ہوں۔" میں نے گہری سنجیدگی سے سوال کیا۔

"میرا خیال ہے کہ لیڈی ملارنس کی وہ بات غلط نہیں تھی جو اس نے تم سے لارڈز میں ملاقات کے دوران کہی تھی۔"

"کون سی بات۔"

"یہی کہ زمین اور آسمان کا فرق کبھی نہیں مٹ سکتا۔"

"میں سمجھا نہیں۔"

"میرا اشارہ گرشیا اور لیڈی ملارنس کی طرف تھا۔" ندیم نے سگریٹ کا کش لے کر مسکراتے ہوئے کہا۔ "کیا تم نے ان دونوں کی عمروں' ذوق و شوق' جوانی اور بڑھاپے کے علاوہ ان کے ذہنوں میں پائی جانے والی اُن تصاویر پر غور نہیں کیا جن کا فرق کبھی نہیں مٹ سکتا۔ واقعی دونوں میں زمین اور آسمان کا فاصلہ موجود ہے۔"

"گویا تم حالات سے پوری طرح باخبر ہو۔" میں نے ندیم کو گھورا۔

"تمہارا کیا خیال ہے؟" ندیم نے جواب دیا۔ "کیا میں تمہاری طرف سے بے خبر رہ سکتا ہوں۔"

"تو کیا تمہیں علم تھا کہ مجھے گرشیا کے آدمیوں نے امپائر سے اغوا کیا تھا۔"

"ہاں۔۔۔ میرے آدمی ایک لمحے کے لیے بھی تم سے زیادہ دور نہیں تھے' اگر حالات کوئی غلط رخ اختیار کرتے تو وہ خاموش تماشائی نہ ثابت ہوتے۔ مجھے پل پل کی خبر مل رہی تھی پھر جب مجھے اس بات کی اطلاع ملی کہ گرشیا نے تمہاری خوش بختی میں اضافے کی خاطر تمہیں اپنا مہمان بننے کے شرف سے نوازنے کی خاطر اٹھوایا ہے تو میں نے اپنے آدمیوں کو دور رہنے کی ہدایت کر دی۔"

"مگر تمہیں اس کا یقین کس طرح آ گیا کہ وہ گرشیا ہی کی حرکت تھی جبکہ خود میری نگاہوں کے سامنے راجو نے بلوپائپ کے ذریعے پھینکی گئی زہریلی سوئی سے اسے سی وو کے بیچ (BEACH) پر ابدی نیند سلا دیا تھا۔"

"میں ہمیشہ کھلی آنکھوں سے حالات کا جائزہ لینے کی کوشش کرتا ہوں۔" ندیم یکلخت سنجیدہ ہو گیا۔ "میرے جاں نثار ساتھی ہمیشہ قریب رہ کر خطرے کے امکانات اور اس کی بو سونگھنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ میں نے تم سے کہا تھا کہ گراہم کی داشتاؤں میں گرشیا کا نام اور اس کی پرکشش شخصیت سرفہرست تھی۔ پہلی بار جب میں تمہارے ساتھ گراہم سے اس کے آفس میں ملا تھا اسی وقت میں نے گراہم کے ارادے بھانپ لیے تھے۔ اس نے نارمن' ہاورڈ اور اپنے باقی لوگوں کی موت کا انتقام لینے کی خاطر تمہارا انتخاب کیا تھا' میرا اندازہ ہے کہ گراہم کو اس کی خبر ہو گئی ہوگی کہ تم اور راجو' بلرام اور رام اوتار کی حیثیت سے ہی دوبئی میں قیام پذیر ہو۔ میں نے جان بوجھ کر گراہم کے خطرناک ارادوں کی تصدیق کے لیے وہ جال بچھایا تھا اور اس نے تم دونوں کی اصلیت کو بے نقاب کرنے کی خاطر نقلی گرشیا کو بطور چارا سامنے ڈال دیا۔" ندیم نے سانس لیتے ہوئے کہا۔ "گراہم کا بچھایا ہوا وہ حسین جال میرے لیے کھلا چیلنج تھا جسے میں نے قبول کرنے کے بعد ہی راجو کو بلوپائپ کے استعمال کا سگنل دیا تھا۔ اس وقت مجھے اس بات کا علم نہیں تھا کہ وہ گرشیا کی ڈپلی کیٹ ثابت ہوگی لیکن بعد میں پوسٹ مارٹم کے وقت اس کی شخصیت کی قلعی کھل گئی۔ مجھے اس اہم خبر کو حاصل کرنے کے لیے اچھی خاصی تگ و دو کرنا پڑی تھی۔"

"لیکن پولیس نے اس حقیقت کو راز رکھنے میں کیا مصلحت سمجھی تھی۔"

"پولیس نے نہیں بلکہ گراہم نے اس بات کو پوشیدہ رکھے جانے کے عوض ایک بھاری رقم خرچ کی تھی اور اپنا اثر و رسوخ بھی استعمال کیا تھا۔ بہرحال اس کے بعد میری ہدایت پر میرے آدمیوں نے اور کچھ مقامی اُجرتی جرائم پیشہ افراد نے مل جل کر گرشیا کا نہ صرف کھوج لگایا بلکہ یہ بات بھی میرے علم میں آئی کہ وہ کس قماش کی عورت ہے چنانچہ جب مجھے تمہارے اغوا کی اطلاع ملی اور یہ علم ہوا کہ تمہیں گرشیا کے عشرت کدے میں پہنچایا گیا ہے تو میں نے جان بوجھ کر اپنے آدمیوں کو کسی آپریشن کے کرگزرنے سے روک دیا' میں دیکھنا چاہتا تھا کہ گراہم کے شکاری کتے تمہارے ساتھ کیا سلوک کرتے ہیں لیکن شاید گراہم کو گرشیا کے ارادے کا علم اس وقت ہوا جب لیڈی ملارنس کے گارڈز نے تمہیں گرشیا کے چنگل سے نکال کر ملارنس کیسل پہنچا دیا تھا۔"

"تمہاری دور اندیشی اور مصلحتیں مجھے موت کے منہ میں بھی دھکیل سکتی تھیں۔" میں نے بُرا سا منہ بنا کر جواب دیا۔ "جو لوگ مجھے گرشیا کے اشارے پر اس کی رہائش گاہ تک لے گئے تھے وہی گراہم کے حکم پر مجھے موت کے گھاٹ بھی اتار سکتے تھے۔ کیوں کیا میں غلط کہہ رہا ہوں۔"

"تمہارا یہ خیال اپنی جگہ درست ہے لیکن کیا تم اس بات کا یقین کرو گے کہ گرشیا کے جن لوگوں نے تمہیں اغوا کیا تھا ان میں ایک آدمی میرا زرخرید بھی تھا جو بساط کو پلٹنے کی بھرپور صلاحیتوں کا مالک ہے۔"

ندیم سنجیدہ تھا' میں نے فوراً ہی کوئی جواب نہیں دیا' تھوڑے توقف کے بعد کہا۔ "لیڈی ملارنس کے گارڈز نے مجھے گرشیا کی قید سے رہائی دلائی ہوگی۔ تمہیں اس کا یقین کس طرح آ گیا؟"

"تم پہلی بار میرے ساتھ یہاں آئے ہو جبکہ میں نے ایک مدت سے لیڈی ملارنس کی پُراسرار اور پہلودار شخصیت کی تہہ تک پہنچنے کے لیے کئی قابل اعتماد آدمیوں کو تعینات کر رکھا ہے۔"

"پھر۔۔۔ اب تک تمہارے آدمیوں نے اس عورت کے بارے میں کیا کچھ معلومات حاصل کی ہیں۔" میں نے پُرتجسس لہجے میں دریافت کیا۔

"ابھی تک انہیں کوئی کامیابی نہیں ہوئی۔" ندیم نے پہلو بدلتے ہوئے جواب دیا پھر وہ مزید کچھ کہنا چاہ رہا تھا کہ فون کی گھنٹی بجی اور میں نے ریسیور اٹھا لیا' میرا خیال تھا کہ وہ کال نسیم کی ہوگی لیکن دوسری جانب سے ایک بھرائی ہوئی مردانہ آواز ابھری۔

"پلیز۔۔۔ ریسیور مسٹر ندیم کو دے دیں۔" بولنے والے کا لہجہ مہذب تھا' میں نے خاموشی سے ریسیور ندیم کی طرف بڑھا دیا۔ ندیم نے ریسیور لے کر کان سے لگایا اس نے صرف "ہیلو۔۔۔" کہا تھا پھر دوسری طرف سے بولنے والے کی بات سنتا رہا' میں دیکھ رہا تھا کہ ندیم کی نظروں میں اُلجھن اور مسرت کے ملے جلے تاثرات اُبھر رہے تھے۔ اس کی شخصیت کا یہ پہلو میرے لیے نیا بھی تھا اور عجیب بھی۔

"مسٹر حق کا سگنل آن کر دو۔۔۔ میں کسی قسم کی کوتاہی پسند نہیں کروں گا۔۔۔ ہاں' تمہیں پوری اجازت ہے۔" ندیم نے بڑے سفاک لہجے میں کہا۔۔۔ "دوسری ہدایت میں تمہیں بعد میں دوں گا۔"

"کون تھا۔۔۔" میں نے ندیم کو ریسیور رکھتا دیکھ کر سنجیدگی سے پوچھا۔

"فی الحال میں تم سے دو گھنٹے تک صرف اپنے کمرے تک محدود رہنے کی درخواست کروں گا۔ اس کے بعد تمہیں ہر قسم کی آزادی ہوگی۔" ندیم نے تیزی سے اٹھتے ہوئے کہا پھر اس سے پیشتر کہ میں کچھ پوچھتا وہ پلٹ کر برق رفتاری کا مظاہرہ کرتے ہوئے کمرے سے باہر نکل گیا۔ میرے ذہن میں ایک بار پھر مختلف وسوسے سر ابھارنے لگے!

❖

میری مثال "آسمان سے گرا کھجور میں اٹکا" سے مختلف نہیں تھی' میں نے ایک ہنگامے سے چھٹکارا پانے کے لیے راہِ فرار اختیار کی تھی لیکن لندن میں نئے ہنگامے مجھے چاروں طرف سے گھیر رہے تھے۔ ندیم نے مجھے فون پر ہونے والی گفتگو کے بارے میں کچھ نہیں بتایا تھا لیکن میں اتنا کچا بھی نہیں تھا کہ اس کی "دو گھنٹے تک کمرے تک محدود" رہنے کی درخواست کا مقصد نہ سمجھ سکتا۔

مجھے اب اپنا اندازہ درست لگ رہا تھا' جس روز میں نے پہلی بار "گلی اسٹارز" میں نارمن کے سلسلے میں ندیم کی درخواست پر قدم رکھا تھا اسی روز سے گراہم کے آدمی میرے تعاقب میں تھے' سلسلے کی کڑیاں مجھے مضبوط نظر آ رہی تھیں' انسپکٹر پاول اور لیڈی ملارنس کا اضافہ بعد میں ہوا تھا۔

دو گھنٹے تک کمرے میں محدود رہنے کی درخواست کا صرف ایک ہی مطلب نکلتا تھا' گراہم یا پھر انسپکٹر پاول کے تعینات کردہ ایجنٹس میری خوشبو سونگھتے ہوئے یہاں تک بھی پہنچ گئے تھے۔ فون پر ندیم کو اپنے آدمیوں کے ذریعے یہی اطلاع ملی ہوگی' جواب میں اس نے اپنے آدمیوں کو جو ہدایت دی تھی اس کا مفہوم بھی پولیس کی زبان میں یہی نکلتا تھا کہ کسی ممکنہ خطرناک پچویشن در پیش آنے کی صورت میں دشمن کو بے دریغ ٹھکانے لگا دیا جائے۔

دو نام جو میرے ذہن میں اُبھرے تھے میں نے ان میں سے انسپکٹر پاول کے نام کو مسترد کر دیا۔ اس کے ایجنٹ صرف میری نقل و حرکت پر نظر رکھ سکتے تھے' مجھے نقصان نہیں پہنچا سکتے تھے جبکہ گراہم کے بارے میں خود ندیم نے حالات کی روشنی میں اس بات کا اظہار کیا تھا کہ وہ نارمن' ہاورڈ اور اپنے دوسرے ساتھیوں کے بدلے میں مجھ سے انتقام لینا چاہتا تھا۔ اگر اس کے علم میں یہ بات آ چکی تھی کہ گرشیا کے آدمیوں نے مجھے کس مقصد کے لیے اغوا کیا تھا تو یقیناً وہ کانٹوں پر لوٹنے پر مجبور ہو گیا ہوگا' گرشیا نے خود اقرار کیا تھا کہ گراہم اس کی "نامعقول مصروفیات" جاننے کے باوجود درگزر سے کام لینے کا عادی تھا لیکن میری پوزیشن دوسرے عام آدمیوں سے مختلف تھی۔ گراہم کے دل میں اگر میرے خلاف انتقام کی آگ نے بھڑک کر شعلے کا روپ اختیار کر لیا تھا تو یہ کوئی تعجب کی بات نہیں تھی' اس کی

aazzamm@yahoo.com

جگہ میں ہوتا تو شاید میری ذہنی کیفیت بھی وہی ہوتی جو گراہم کی ہو رہی ہوگی۔ ممکن ہے ندیم کو فون پر یہی اطلاع ملی ہو کہ گراہم کے آدمی ہوٹل تک پہنچ چکے ہیں اور انہیں گراہم کی جانب سے میرے سلسلے میں "شوٹ ایٹ سائٹ" (دیکھتے ہی گولی مار دو) کے احکام مل چکے ہیں۔

میں تلملا کر اٹھا اور کمرے میں ٹہلنے لگا۔ "ایک مسلمان ہونے کی حیثیت سے میرا ایمان ہے کہ موت برحق ہے اور اس کے لیے جو وقت مقرر کیا جا چکا ہے اسے کوئی ٹال نہیں سکتا لیکن اس کے ساتھ ہی جانتے بوجھتے ہوئے جلتی آگ میں چھلانگ لگا جانا بھی عقلمندی کے منافی تھا۔ ایک خیال مجھے اس بات پر اکسا رہا تھا کہ میں باہر نکلوں اور خود حالات کا سامنا کروں لیکن ندیم کی درخواست مجھے اپنے پیروں میں بیڑیاں محسوس ہو رہی تھی۔

میں ٹہلتے ٹہلتے بے خیالی میں اس بالکونی کی طرف چلا گیا جو ہوٹل کے مرکزی دروازے کی جانب واقع تھی۔ اچانک میری نظر اس مقامی لڑکی پر پڑی جو عین ہوٹل کے سامنے والی رہائشی بلڈنگ کی بالکونی میں کھڑی تھی۔ اس نے منی اسکرٹ پہن رکھا تھا، دور ہونے کے باوجود وہ بہت حسین نظر آ رہی تھی۔ اس کی نگاہیں میری بالکونی کی طرف تھیں لیکن میرے بالکونی میں قدم رکھتے ہی اس نے جس انداز میں جلدی سے اپنی توجہ دوسری سمت مبذول کی تھی اس نے میری چھٹی حس کو بیدار کر دیا، میرے ذہن کے حساس گوشوں میں سرخ بتیاں جلنے بجھنے لگیں۔

"خطرہ" میرے دماغ میں یہ مختصر سا لفظ تیزی سے ابھرا دوسرے ہی لمحے میں برق رفتاری سے پلٹ کر دیوار کی آڑ میں ہو گیا۔ اگر مجھے ایک لمحے کی دیر ہو جاتی تو شاید کسی خاموش رائفل سے نکلی ہوئی وہ گولی میرے وجود کو چاٹ چکی ہوتی جو میرے درمیان سے ہٹ جانے کے بعد فرش سے ٹکرا کر کمرے کی عقبی دیوار کا تھوڑا سا پلاسٹر ادھیڑ چکی تھی۔ میں نے اپنی پوزیشن تبدیل کی، بالکونی سے ملحقہ کھڑکی کے ریزر پردے کو معمولی سا کھسکا کر میں سامنے والی بالکونی کی سمت دیکھا۔ وہ خوب صورت لڑکی جو مجھے شکار کرنے کے لیے بطور "چارا" استعمال کی گئی تھی اس وقت بالکونی میں موجود نہیں تھی، میں نے بلڈنگ میں واقع اس بالکونی کے محل وقوع کو ذہن نشین کیا پھر ہاتھ ملتا ہوا گھوم کر ایک صوفے پر بیٹھ گیا۔ اس وقت مجھے اپنی بے بسی کا احساس بڑی شدت سے ہو رہا تھا، موت چاروں طرف سے اپنا گھیرا میری جانب تنگ کر رہی تھی لیکن میں حالات سے مکمل کر سینہ سپر ہونے کے بجائے چھپا بیٹھا تھا پھر اچانک ایک خیال میرے ذہن میں تیزی سے ابھرا، تمام احتیاط کو بالائے طاق رکھ کر میں نے فوری طور پر ندیم سے رابطہ قائم کرنے کی ٹھان لی۔ مجھے اپنے ارادے میں ناکامی نہیں ہوئی، خلاف توقع دوسری جانب سے خود ندیم نے کال ریسیو کی تھی شاید وہ فون کے قریب ہی موجود تھا۔

"ہیلو۔۔۔" اس کی آواز ریسیور پر ابھری۔ انداز ایسا ہی تھا جیسے اسے کسی کال کا انتظار رہا ہو۔

"میں شہباز بول رہا ہوں۔"

"خیریت۔۔۔۔" اس نے تیزی سے سوال کیا۔

"ہوٹل کے عین سامنے والی گرے کلر کی بلڈنگ کے فورتھ فلور سے مجھ پر فائر کیا گیا ہے۔" میں نے سنجیدگی سے کہا۔ "کچھ دیر پیشتر ایک خوب صورت سی نوجوان لڑکی اس فلیٹ کی بالکونی میں موجود تھی، فلیٹ کا نمبر تو میں نہیں بتا سکتا لیکن اگر ہوٹل کے مرکزی دروازے پر کھڑے ہو کر اس عمارت پر نظر ڈالی جائے تو وہ فلیٹ رائٹ ہینڈ کارنر سے تیسرے نمبر پر واقع ہے۔"

"کیا تمہیں یقین ہے کہ فائر اسی فلیٹ سے کیا گیا تھا۔" ندیم نے اس بار بڑی مدھم آواز میں دریافت کیا، غالباً وہ نسیم کو درپیش حالات سے بے خبری رکھنا چاہتا تھا۔

"تم شاید بھول رہے ہو کہ میں ایک پولیس آفیسر بھی رہ چکا ہوں۔" میں نے قدرے خشک لہجے میں کہا۔

"تمہیں کوئی صدمہ تو نہیں پہنچا۔" ندیم نے میری خیریت دریافت کی۔

"میرا خیال ہے کہ تم جتنا وقت ضائع کر رہے ہو اتنی دیر میں ہمارا مطلوبہ مجرم تمہارے آدمیوں کی دسترس سے بہت دور نکل جانے میں کامیاب ہو جائے گا۔"

"رائٹ۔۔۔۔۔۔ میں تمہیں کچھ دیر بعد کال بیک کرتا ہوں۔" دوسری جانب سے ریسیور کریڈل پر رکھنے کی آواز سنائی دی۔

میں ایک بار پھر حالات کے بارے میں غور کرنے لگا۔ مصلحت کا تقاضا یہی تھا کہ مجھے ندیم اور نسیم کے ساتھ فوری طور پر اس سرزمین کو خیرباد کہہ دینا چاہیے تھا جہاں چاروں طرف خطرے منڈلا رہے تھے لیکن میرا اندازہ تھا کہ ندیم میری اس تجویز پر عمل کرنے سے گریز کرے گا۔ ممکن تھا کہ وہ نسیم کو میرے ساتھ واپس جانے پر اپنی رضامندی کا اظہار کر دیتا لیکن "کلی اسٹارز" میں پارٹنر ہونے کی وجہ سے وہ گراہم سے خوف زدہ ہو کر بھاگنے پر موت کو زیادہ ترجیح دیتا، وہ اسی ٹائپ کا انسان تھا۔ اس نے خود کو جس ٹریڈ سے وابستہ کر رکھا تھا اس نے اسے خطرات سے کھیلنے کا عادی بنا دیا تھا۔ ویت نام میں پیدا ہونے والے ان بچوں کی طرح جو بموں کے دھماکوں اور بھڑکتی آگ کے شعلوں میں پل کر جوان ہوئے تھے، زندگی اور موت کا بھیانک رقص ان کی زندگی کا جزو لازم بن کر رہ گیا تھا جس کے بغیر انہیں شاید بے کلی کا احساس ضرور ہوتا ہو۔

میں ندیم کو تنہا چھوڑنا بھی مناسب نہیں سمجھتا تھا۔ اس نے زندگی کے اہم موڑوں پر جس انداز میں اپنی جان پر کھیل کر میری مدد کی تھی اسے فراموش نہیں کر سکتا تھا۔ حالات نے

[...]ب ہی صورت اختیار کر رکھی تھی۔ میں ابھی کسی آخری فیصلے پر پہنچنے کی کوششوں میں مصروف ہی تھا کہ فون کی گھنٹی بجی اور میں نے جلدی سے ہاتھ بڑھا کر ریسیور اٹھاتے ہوئے کہا۔

"ہیلو۔ شہباز اسپیکنگ۔"

"اوہ۔۔۔۔ تو تم ابھی تک زندہ ہو۔۔۔۔۔۔" میری توقع کے برخلاف ندیم کے بجائے کسی اور شخص کی سرسراتی ہوئی آواز ابھری۔ "میں نے صرف یہی معلوم کرنے کے لیے فون کیا تھا۔"

"کون ہو تم۔۔۔۔؟"

"ظاہر ہے کہ اگر تمہارا دوست ہوتا تو تمہاری زندگی کی خبر سن کر مجھے اتنا افسوس نہ ہوتا جتنی تمہاری موت کی اطلاع میرے لیے مسرت انگیز ثابت ہوتی۔" دوسری جانب سے سفاکی کا مظاہرہ کیا گیا۔ "بہرحال، میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ اب تم زیادہ عرصے تک زندہ نہیں رہ سکو گے۔"

"میری موت سے تمہیں کیا حاصل ہو گا؟"

"بالکل ویسی ہی خوشی جیسی کسی بڑی لاٹری کا ٹکٹ نکل آنے پر اس کے مالک کو ہوتی ہے۔"

"زیادہ خوش فہمی بھی کبھی انسان کے لیے نقصان دہ ثابت ہو سکتی ہے۔" میں نے سپاٹ آواز میں کہا۔

"اسی لیے میں تمہیں یہ مشورہ دینا چاہوں گا کہ تم اپنے دوست پر زیادہ اعتماد نہ کرو۔ ہم جب چاہیں گے اسے بھی بھون کر رکھ دیں گے۔"

"فی الحال تم اپنی اس دھمکی کو عملی جامہ پہنانے سے کیوں گریز کر رہے ہو؟ کوئی خاص مصلحت؟"

"تم ابھی نادان ہو۔ ان باتوں کو نہیں سمجھ سکو گے۔"

"پھر تمہارا کیا مشورہ ہے؟" میں نے زہرخند سے دریافت کیا۔ "کیا میرے لیے اپنی زندگی بچانے کا کوئی راستہ باقی نہیں رہ گیا ہے۔"

"ایک راستہ ممکن ہے۔" سرد آواز میں جواب ملا۔ "چوبیس گھنٹے کے اندر اندر واپس لوٹ جاؤ۔"

"تم اس قدر یقین کے ساتھ میری زندگی کی ضمانت کس طرح دے رہے ہو؟" میں نے اسے کریدنے کی خاطر پوچھا۔ "کیا گراہم نے تمہیں اس بات کا اختیار دے رکھا ہے کہ تم اس کے مشورے کے بغیر بھی کوئی قدم اٹھا سکو؟"

"زیادہ چالاک اور ہوشیار بننے کی حماقت نہ کرو۔ ہمیں اس بات کا علم ہے کہ تم ملکی پولیس میں ایک اہم عہدے پر بھی فائز رہ چکے ہو لیکن تمہیں شاید اس بات کا تجربہ نہیں ہے کہ تمہارے یہاں کے جرائم پیشہ افراد ہمارے ایجاد کردہ سائنٹفک طریقوں سے ابھی سینکڑوں میل پیچھے ہیں۔"

"کیا تم کسی خاموش رائفل سے نامردوں کی طرح پردے کے پیچھے چھپ کر کسی پر فائر کرنے کو بھی سائنٹفک کہو گے؟" اسے ٹٹولنے کی خاطر اس بار میں نے حقارت سے کہا۔

"میں نہیں سمجھ سکا کہ تم کس فائر کی بات کر رہے ہو؟" دوسری جانب سے حیرت کا اظہار کیا گیا لیکن جواب دینے کا انداز اس بات کی غمازی کر رہا تھا کہ وہ دیدہ و دانستہ تجاہل عارفانہ سے کام لینے کی کوشش کر رہا تھا۔

"میں ایک شرط پر تمہاری اس سائنٹفک سرزمین کو خیرباد کہنے کو آمادہ ہو سکتا ہوں۔" میرے لہجے میں کرارا طنز تھا جو شاید اس کے سر سے گزر گیا۔

"کیا۔۔۔" اس نے بدستور سرد لہجے میں دریافت کیا۔

"مجھے صرف ایک بار دس منٹ کے لیے اس حسین لڑکی سے ملوا دو جسے تم نے کیچوے کی طرح کانٹے پر چڑھا کر ایک بڑی مچھلی کو شکار کرنے کا انتہائی گھٹیا اور بازاری طریقہ اختیار کیا تھا۔"

"بڑی مچھلی۔۔۔" اس بار میرے کہے ہوئے جملے کا مذاق اڑاتے ہوئے کہا گیا۔ "تمہاری بات سن کر قہقہے لگانے کو دل چاہ رہا ہے، تمہیں شاید اپنے بارے میں ضرورت سے کچھ زیادہ ہی خوش فہمی لاحق ہو گئی ہے ورنہ تمہاری حیثیت ہماری نظروں میں اس مچھلی سے زیادہ نہیں ہے جسے اگر پانی سے نکال کر خشکی پر پھینک دیا جائے تو وہ تڑپ تڑپ کر دم توڑ دیتی ہے۔ اب تمہارے لیے بھی ہمیں کچھ ایسا ہی طریقہ کار اختیار کرنا پڑے گا کہ تم خود اپنے ہاتھوں سے اپنا گلا گھونٹنے پر مجبور ہو جاؤ گے۔"

"مجھے اس کی اطلاع پہلے سے کر دینا تاکہ میں وقت آنے سے پہلے ہی گلا گھونٹنے کی پریکٹس شروع کر دوں ورنہ عین وقت پر ناتجربہ کاری کی بنا پر مجھے زیادہ اذیت کا سامنا کرنا پڑے۔"

"ٹھیک ہے۔۔۔ وقت کا انتظار کرو۔۔۔۔" سفاک لہجے میں جواب دینے کے ساتھ ہی دوسری جانب سے لائن منقطع کر دی گئی۔

وہ لمحات میرے لیے بہت جاں گسل تھے۔ ایک طرف وہ گرے رنگ کی عمارت سے خاموش رائفل کے ذریعے موت کی گھات لگائے بیٹھے تھے، وہ لڑکی مختصر سا لباس پہنے بالکونی میں محض اس لیے کھڑی تھی کہ اگر میں اسے کمرے کے اندر سے بھی ایک نظر دیکھ لیتا تو بالکونی میں آ کر اس کا بغور جائزہ لینے کی کوشش ضرور کرتا۔ مشرق کے باشندے مغربی ماحول کی آزادی دیکھ کر دنگ رہ جاتے ہیں، ان کے اندر کا انسان خوب صورت اور بے حجاب دوشیزاؤں کو دیکھ کر مچل اٹھتا ہے، انہیں ایسے ایسے ہوش ربا مناظر دیکھنے کو ملتے ہیں جس کا بیان، اس ماحول کی لذتوں کو پوری طرح اجاگر کرنے سے قاصر ہے۔ جو لوگ لندن اور دوسرے ممالک کی سیر کر چکے ہیں وہ ان باتوں اور حسین گھاتوں سے بخوبی واقف ہوں گے، مغربی ماحول میں شرم و حیا کی کوئی بندش، کوئی پابندی نہیں۔ ہر کوئی آزاد ہے، کسی ٹرین یا بس

aazzamm@yahoo.com

کی ایک نشست پر بیٹھا ہوا شخص بھی اپنے برابر والی اس سیٹ پر زیادہ توجہ دینے کی زحمت گوارا نہیں کرتا جہاں سرعام اخلاق سوز حرکتوں اور بوس وکنار کا مظاہرہ کرنا معیوب نہیں سمجھا جاتا۔

بہرحال میں نے بالکونی میں جاکر کسی دانشمندی کا ثبوت نہیں دیا تھا۔ مجھے ندیم کی دو گھنٹے تک اپنے کمرے تک محدود رہنے کی ہدایت پر دور اندیشی سے عمل کرنا چاہیے تھا۔ وہ میری چھٹی حس کا کرشمہ تھا جس نے مجھے موت کے منہ جانے سے بال بال بچا لیا تھا۔ مجھے میرے ستاروں کی گردش میرے حق میں تھی جو لڑکی کے عقب میں چھپے ہوئے موت کے فرشتے نے جلد بازی کا مظاہرہ کر ڈالا۔ اگر وہ اطمینان سے کام لیتی تو یقین ممکن تھا کہ میں اس وقت لاش کی ہی صورت میں بالکونی میں خون میں لت پت پڑا ہوتا لیکن شاید وہ سفید پوش بزرگ کی دعاؤں کا نتیجہ تھا یا میری انگلی میں موجود صندلی انگوٹھی کی کرامت تھی جس نے مجھے اور میرے دشمن کو ایک ہی وقت پر عمل کرنے پر اکسایا تھا اور میں موت کے منہ میں جاتے جاتے زندگی کی سمت واپس پلٹ آیا تھا۔

اگر وہ میری موت ہی کے درپے تھے تو پھر اس فون کی کیا ضرورت تھی؟ وہ کون تھا جس نے چوبیس گھنٹوں کے اندر اندر لندن سے واپسی کی صورت میں زندگی کی ضمانت کی پیشکش کی تھی.....؟ کیا وہ اتنی ہی اہم حیثیت کا مالک تھا کہ اسے گراہم کے مشورے کے بغیر بھی کچھ فیصلے کرنے کا اختیار حاصل تھا؟ میں نے سوچا۔ یہ بھی ممکن ہو سکتا تھا کہ اس نے فائرنگ کی کوشش میں ناکامی کے بعد گراہم کو صورت حال سے آگاہ کیا ہو اور اس کی جانب سے ملنے والے حکم کے بعد ہی مجھے فون کیا ہو۔

فون کی گھنٹی دوبارہ بجی تو میرے خیالات کا شیرازہ منتشر ہو گیا۔ اس بار میں نے ریسیور اٹھانے میں جلد بازی کا مظاہرہ نہیں کیا۔ اب کس کا فون ہو سکتا تھا۔ میں نے سوچا۔ کیا اب براہ راست گراہم نے مجھ سے رابطہ قائم کرنے کی کوشش کی ہوگی؟

انسپکٹر پاول کے کسی خفیہ لباس والے نے کسی دوسرے متوقع حملے کے بارے میں مجھے اپنی معلومات سے آگاہ کرنا مناسب سمجھا ہوگا یا پھر وہ کال ندیم کی تھی.....؟ میں ایک لمحے تک ذہنی جمناسٹک کرتا رہا پھر میں نے ہاتھ بڑھا کر ریسیور اٹھا لیا۔

"شہباز خان! اسپیکنگ....." میں نے خشک لہجہ اختیار کیا۔

"ندیم بول رہا ہوں۔"

"کوئی نئی خبر....." میں نے تیزی سے سوال کیا۔

"تم نے جس فلیٹ کی نشاندہی کی تھی اس میں سوائے اس لڑکی کے کوئی اور نہیں ہے جو تمہیں بالکونی میں نظر آئی تھی۔" ندیم نے تفصیل بیان کرتے ہوئے جواب دیا۔ "اس کا نام جولیا ہے۔ ایک مقامی فرم میں بحیثیت اسٹینو گرافر ملازم ہے۔"

"کیا وہ وہاں تنہا رہتی ہے؟"

"ہاں۔ پڑوسیوں کے بیان کے مطابق وہ ایک اچھے کردار کی

مہاراجہ رنجیت سنگھ اور ان کی عیاشیاں

★---- پروفیسر ایم اشرف

مہاراجہ رنجیت سنگھ کے متعلق تحریر کی گئی ایک مکمل حوالہ جاتی کتاب جو قاری کے لئے دلچسپی کا باعث بنے گی۔

قیمت: -/75 روپے

مکتبہ القریش اردو بازار لاہور 2

مالک ہے۔"

"مجھے اس کے کردار سے کوئی غرض نہیں۔" میں نے جتا کر کہا۔ "لیکن میں بڑے وثوق کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ فائرنگ اسی کے فلیٹ سے کی گئی تھی۔"

"میں تمہارے خیال کی تردید نہیں کر رہا۔" ندیم نے وضاحت کی۔ "ہم جس ماحول میں اس وقت سانس لے رہے ہیں وہاں کی ہر شے بکاؤ ہوتی ہے۔ ممکن ہے کسی بھاری معاوضے کی پیشکش نے اس لڑکی کو بھی وقتی طور پر خرید لیا ہو اور اب وہ انجان بننے کی کوشش کر رہی ہو۔"

"کیا تمہارے آدمیوں نے براہ راست جولیا سے بھی رابطہ قائم کیا تھا۔" میں نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"ہاں۔"

"برا کیا۔" میں تیزی سے بولا۔ "ہو سکتا ہے کہ تمہارے آدمی کے ملنے کے بعد ہی اس حسین ناگن نے ان لوگوں کو حالات سے باخبر کر دیا ہو جن کی طرف سے مجھے چوبیس گھنٹے کے اندر اندر اس سرزمین کو خیرباد کہہ دینے کی پیشکش کی گئی ہے۔ دوسری صورت میں وہ میرے علاوہ تم کو بھون ڈالنے سے دریغ

نہیں کریں گے۔"

"کیا تمہیں فون پر دھمکی دی گئی ہے۔" ندیم نے گہری سنجیدگی سے دریافت کیا۔ جواب میں میں نے فون پر ہونے والی تمام تفصیل حرف بہ حرف دہرا دی۔

"اس فون کال کے بعد تم کس نتیجے پر پہنچے ہو۔" ندیم نے میری بات مکمل ہونے کے بعد پوچھا۔

"میرا خیال ہے کہ ہمیں ان کی پیشکش قبول کر لینی چاہیے۔" میں نے تھوڑے توقف کے بعد کہا۔ "بظاہر اب ہمارے یہاں ٹھہرنے سے کوئی فائدہ بھی نہیں ہے۔ زنجی لال کو ٹھکانے لگانے کے ساتھ ساتھ گراہم اور تمہارے درمیان ضروری معاہدے بھی ہو چکے ہیں۔"

"پھر گرشیا کے آدمیوں نے جو گراہم ہی کے وفادار رہتے ہیں تمہیں اغوا کرنے کی کوشش کیوں کی تھی؟"

"تمہارے بیان کے مطابق ممکن ہے گرشیا نے مجھے اپنے لیے پسند کر لیا ہو۔ خود اس نے بھی مجھ سے یہی کہا تھا کہ وہ چار روز مہمان رکھنے کے بعد مجھے باعزت طور پر رہائی مل جائے گی۔"

"اور اس گولی کو کس خانے میں فٹ کرو گے جو گرے رنگ کی عمارت کے فورتھ فلور سے تمہارے اوپر چلائی گئی تھی۔"

"ہو سکتا ہے کہ انہیں اس شخص سے کوئی خاص پرخاش رہی ہو جو مجھ سے پہلے میرے کمرے میں سکونت پذیر ہو اور اسی کے دھوکے میں وہ مجھ پر کوئی اوچھے پن کی حماقت کر بیٹھے ہوں۔" میں نے بات بنانے کی کوشش کی۔

"اس فون کال کے بارے میں کیا کہو گے جس کا ذکر ابھی تم نے کیا تھا۔"

"وہ۔" میں نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے جواب دیا۔ "میں تمہیں صرف وقتی طور پر ٹینشن میں مبتلا کرنا چاہتا تھا۔"

"شہباز۔ کیا تم مجھے بہلانے کی کوشش کر رہے ہو؟" ندیم نے سرسراتے لہجے میں جواب دیا۔ "کیا میں بچہ ہوں کہ تمہاری باتوں میں آجاؤں گا۔ نہیں۔" اچانک اس کا لہجہ سفاک ہو گیا۔ "گراہم نے تمہارے منظر عام پر آنے کے بعد جو خطرناک چال چلنے کی حماقت کی ہے اسے اس کا جواب ضرور ملے گا۔"

"میرا مشورہ ہے کہ تم اگر ٹل جاؤ تو اسی میں ہمارے لیے زیادہ عافیت ہے۔" میں نے اسے سمجھانے کی کوشش کی۔

"سوری۔" ندیم نے فیصلہ کن انداز اختیار کیا۔ "البتہ تم چاہو تو نسیم کو اپنے ساتھ لے جا سکتے ہو اس کی غیر موجودگی میں میرے لیے گراہم کے خلاف کوئی جوابی کارروائی زیادہ موثر ثابت ہوگی۔"

"تمہارا کیا خیال ہے؟ کیا میں تمہیں خطرے میں تنہا چھوڑ کر واپس چلا جاؤں گا۔"

"مجھے تم سے اسی جواب کی توقع تھی۔" ندیم نے کہا۔ "ویسے اگر تم کسی طرح نسیم کو تنہا واپس جانے پر آمادہ کر سکو تو ہمارے لیے زیادہ آسانیاں ہوں گی۔ یہاں اس کی موجودگی ہمارے لیے دشواریوں کا سبب بھی بن سکتی ہے۔"

"مجھے افسوس ہے کہ میں نسیم کو اس سلسلے میں آمادہ نہیں کر سکوں گا۔ اس کے بارے میں بھی تم ہی کو کوئی بہانہ تراشنا پڑے گا۔" میں نے بڑی صاف گوئی سے جواب دیا پھر بولا۔ "گراہم کے سلسلے میں تم نے کیا فیصلہ کیا ہے؟"

"میرا خیال ہے کہ اب اس کھیل کو ختم ہو جانا چاہیے۔" ندیم نے سوچتے ہوئے جواب دیا۔ "اس کے مقابلے میں البرو ہمارے لیے زیادہ سود مند ہو گا۔"

"یہ مت بھولو کہ سانپ کا بچہ ہمیشہ سنپولا ہی کہلاتا ہے۔" میں نے سپاٹ انداز میں کہا۔ "ضروری نہیں ہے کہ تم نے البرو کے بارے میں جو رائے قائم کر رکھی ہے وہ گراہم کی موت کے بعد بھی ویسی ہی ثابت ہو۔"

"میں کل کے بارے میں خوش فہمی کا شکار ہونے کا عادی بھی نہیں ہوں۔ میرا اصول ہے کہ جو کرنا ہے اسے کل کے بجائے آج ہی کر ڈالو۔ کل جو کچھ ہوگا اسے کل دیکھا جائے گا۔"

"میرے لیے کوئی نیا فرمان؟" میں نے بے پروائی کا مظاہرہ کیا۔ "میرا مطلب ہے کہ کیا اب بھی مجھے صرف اپنے کمرے تک محدود رہنا ہوگا۔"

"نہیں..... تم جہاں چاہے جا سکتے ہو۔"

"شکریہ۔"

میں نے فون بند کر دیا۔ رات کا کھانا میں نے اپنے کمرے میں ہی کھایا۔ میرا خیال تھا کہ ندیم اور نسیم میرے ساتھ تھوڑا وقت گزارنے کی خاطر ضرور آئیں گے لیکن ایسا نہیں ہوا۔ میں بستر پر لیٹا رات گئے تک پیش آنے والے حالات کے بارے میں غور کرتا رہا۔ جہاں تک گراہم کا تعلق تھا میں مارٹن اور ہابورڈ کی وجہ سے اس کی نظروں میں آگیا تھا لیکن ابھی تک میں یہ نہیں سمجھ سکا تھا کہ انسپکٹر پاول اور لیڈی مکارنس نے کس مقصد کے تحت میری ذات میں دلچسپی لینی شروع کی تھی۔

لیڈی مکارنس نے مجھے یقین دلایا تھا کہ اب وہ اور اس کے گارڈز میری حفاظت کریں گے۔ مکارنس کیسل میں میری آنکھوں نے جو کچھ بھی دیکھا تھا اس کے بعد مجھے اس بات کا یقین آگیا تھا کہ وہ یقیناً ایک ایسی جادوگرنی تھی یا پراسرار علوم میں اتنا دخل رکھتی تھی کہ لوگوں کے علاوہ انسپکٹر پاول بھی براہ راست اس سے ٹکرانے سے گریز کر رہا تھا۔ شاید یہی وجہ تھی کہ اس نے مجھے بطور ٹرمپ کارڈ استعمال کرنے کا پروگرام بنایا تھا۔ بہرحال مجھے لیڈی مکارنس کے علاوہ انسپکٹر پاول کی جانب

aazzamm@yahoo.com

سے اس بات کا یقین تھا کہ ان دونوں کے خفیہ ہرکارے میری نگرانی پر ضرور مامور ہوں گے۔ گراہم ندیم کا پارٹنر تھا لیکن اب وہ براہ راست مجھ سے انتقام لینے پر تُل گیا تھا چنانچہ میں نے طے کر لیا تھا کہ اب ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر آرام سے نہیں بیٹھوں گا۔ گراہم کے علاوہ میں نے لیڈی کلارنس اور انسپکٹر پاول کو بھی آزمانے کی ٹھان لی تھی۔ میرے پاس ابھی چوبیس گھنٹے تک دشمن کی طرف سے آزادی کا پروانہ موجود تھا' کم از کم فون پر یہی کہا گیا تھا۔ اس کے علاوہ مجھے اس صندلی انگوٹھی پر کامل یقین تھا جو سفید ریش بزرگ کا تحفۂ خاص تھی۔

دوسری صبح کا ناشتا میں نے ڈائننگ ہال میں کیا' بظاہر میں خود کو بہت بے پروا ظاہر کرنے کی کوشش کر رہا تھا لیکن میری نگاہیں قرب و جوار کا جائزہ لے رہی تھیں۔ مجھے اس وقت وہاں کوئی ایسا شخص نظر نہیں آیا جس پر میں شبہ کر سکتا۔ ناشتے سے فارغ ہو کر میں ٹہلتا ہوا ہوٹل سے باہر آ گیا۔ سڑک پر ٹریفک رواں دواں تھا میں گاڑیوں کے ہجوم سے بچتا بچاتا سڑک عبور کر کے دوسری جانب واقع گرے کلر کی بلڈنگ تک جا پہنچا پھر چوتھی منزل پر مجھے اپنے مطلوبہ فلیٹ کو تلاش کرنے میں کوئی دشواری پیش نہیں آئی۔ فلیٹ کے باہر جولیا مائیکل کے نام کی تختی نے میری مزید رہنمائی کر دی تھی۔

میں نے اپنی دستی گھڑی پر نظر ڈالی۔ اس وقت صبح کے ساڑھے آٹھ بجے تھے۔ اگر میرا اندازہ غلط نہیں تھا تو شاید میری مطلوبہ شخصیت پوری تیاری کے ساتھ کسی بھی لمحے دروازہ کھول کر برآمد ہو سکتی تھی۔ اس کے دفتر کے لیے جانے کا وقت ہو چکا تھا لیکن میں نے اس کا انتظار نہیں کیا۔ بڑے اطمینان سے ہاتھ بڑھا کر اس طرح کال بیل کو یکے بعد دیگرے دو بار پش کیا جیسے میں اس کا کوئی پرانا شناسا رہا ہوں۔ مجھے انتظار کی زحمت نہیں اٹھانی پڑی۔ ایک منٹ بعد جس لڑکی نے دروازہ کھولا وہ وہی لڑکی تھی جسے میں کل اپنے ہوٹل کے کمرے کی بالکونی سے دیکھ چکا تھا' اس کے جسم پر تاول کا گاؤن اور بال بھیگے ہوئے تھے۔ شاید وہ غسل خانے سے نکل کر آئی تھی' مجھے اعتراف ہے کہ وہ اس وقت کل کے مقابلے میں میک اپ کے بغیر بھی خاصی دلکش' شاداب اور حسین نظر آ رہی تھی لیکن وہاں اس کے حسن کے قصیدے پڑھنے نہیں گیا تھا۔

"فرمایئے۔" اس نے مجھے سر سے پیر تک ایسی نظروں سے دیکھا جیسے میں اس کے لیے قطعی اجنبی تھا۔

"مس جولیا۔"

"جی ہاں۔" اس نے بدستور اجنبی انداز میں جواب دیا۔ "جولیا میرا ہی نام ہے۔"

"اور مائیکل۔" میں نے دریافت کیا۔

"کیا آپ کا تعلق سنسس (CENSUS) ڈپارٹمنٹ سے ہے۔" اس کے لہجے میں ناخوشگواری شامل تھی۔

"جی نہیں۔" میں نے اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتے ہوئے قدرے مشکوک انداز میں اپنا تعارف کرایا۔ "میرا نام شہباز خان ہے اور میں آپ کی بالکونی کے عین سامنے والے ہوٹل کے اس کمرے میں مقیم ہوں جو۔۔۔۔۔"

"اب تم کیا معلوم کرنا چاہتے ہو؟" وہ میرا جملہ کاٹ کر تیکھے لہجے میں بولی۔ "کل سے اب تک متعدد افراد بلاوجہ میرے سکون کو برباد کر چکے ہیں۔ مجھے بتاؤ' کیا تمہیں یقین ہے کہ تمہارے اوپر میرے ہی فلیٹ سے فائر کیا گیا تھا۔"

"بالکل نہیں۔" میں نے دروغ گوئی اور معصومیت سے کام لیا۔ "ممکن ہے پولیس نے یا کسی دوسری ایجنسی نے محض شبے کی بنا پر آپ کو کریدنے کی کوشش کی ہو۔"

"جب میرے ہاتھ صاف ہیں تو پھر مجھے کسی ایجنسی کی پروا نہیں ہے۔" اس نے نفرت سے جواب دیا پھر مجھے گھورتے ہوئے بولی۔ "تم یہاں کیوں آئے ہو؟"

"اس بات کی معذرت کرنے کے لیے کہ آپ کو بلاوجہ میری خاطر زحمت اٹھانا پڑی۔"

"تمہیں اس بات کا اندازہ کس طرح ہوا کہ مجھے تم پر ہونے والے حملے کے سلسلے میں کریدا گیا ہے۔" اس نے مجھے گہری اور مشکوک نظروں سے دیکھا۔

"وہ۔ دراصل مجھے ہوٹل کے ایک اسٹیوارڈ نے بتایا تھا۔"

"میرا وقت ضائع کرنے کی کوشش مت کرو مسٹر۔" اس بار اس نے نفرت سے کہا۔ "میں اجنبیوں سے میل ملاپ بڑھانے کی عادی نہیں ہوں۔"

پھر اس سے پیشتر کہ میں جواب میں کچھ کہتا اس نے بڑے غصے سے دروازے کو اندر سے بند کر لیا۔ میں نے وہاں مزید رکنا مناسب نہیں سمجھا بظاہر لڑکی کی باتوں سے اس بات کا اندازہ لگانا مشکل تھا کہ وہ مجھ پر ہونے والے حملے میں کس وجہ سے یا کس حد تک شریک تھی۔ یہ بھی ہو سکتا تھا کہ حملہ آوروں نے زبردستی اس کے فلیٹ کو استعمال کیا ہو۔ بہرحال مجھے اس بات کا یقین تھا کہ فائر جولیا مائیکل کے فلیٹ ہی سے کیا گیا تھا اور وہ ان لوگوں کی بابت کچھ نہ کچھ ضرور جانتی تھی۔ اگر وہ اس کے لیے اجنبی تھے تو کم از کم وہ ان کے چہروں کو ضرور دیکھ چکی تھی۔ زبان بند رکھنے کا ایک سبب یہ بھی ہو سکتا تھا کہ زبان کھولنے کی صورت میں اسے موت کی دھمکی دی گئی ہو۔

گرے رنگ کی عمارت سے باہر نکل کر میں نے ایک ڈبل ڈیکر بس پکڑی اور یوں ہی بلاوجہ شہر کا چکر لگاتا رہا' دوپہر کا کھانا میں نے ایک دوسرے ہوٹل میں کھایا تھا اس کے بعد میں نے کچھ وقت ٹیوب سروس (تیز رفتار سروس جو بجلی سے زیر زمین چلتی ہے) سے لطف اندوز ہونے میں صرف کیا پھر شام کا وقت میں نے ویسٹ منسٹر (WEST MINSTER) پر واقع ایک تفریح گاہ میں گزارا۔ دو سیٹوں والی ایک موٹر بوٹ کرائے پر حاصل کر کے تقریباً دو گھنٹے تک پانی کی صاف و شفاف لہروں پر ہچکولے کھاتا رہا۔ ان موٹر بوٹس کی رفتار چونکہ کنٹرولڈ ہوتی ہے اس لیے انسان انہیں مرضی کے مطابق برق رفتاری سے نہیں دوڑا سکتا' گھنٹے کے حساب سے کرائے پر ملتی ہیں اور بے تکلف جوڑے صحیح معنوں میں ان سے لطف اندوز ہوتے ہیں۔

بظاہر میں ایک سیاح کی حیثیت سے لندن کے مختلف علاقوں اور تفریح گاہوں کی خاک چھانتا پھر رہا تھا لیکن میری نگاہیں کسی ایسے شخص کی متلاشی تھیں جس پر میں اس بات کا شبہ کر سکتا کہ وہ میری نگرانی کر رہا ہے لیکن مجھے اپنے ارادے میں مایوسی ہی کا سامنا کرنا پڑا۔

میں جن حالات سے دوچار تھا اس میں اس طرح تنہا گھومتے پھرنا دانشمندی کے منافی تھا' دشمن کا کوئی اُجرتی قاتل کسی بھی موقعے پر مجھے موت کے گھاٹ اتار سکتا تھا لیکن اب میں نے موت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر مقابلہ کرنے کا فیصلہ کر لیا تھا' میں مرد تھا' عورتوں کی طرح چوڑیاں پہن کر کسی چار دیواری کے اندر گھٹے رہنا مجھے منظور نہیں تھا۔

پھر جب شام کے سائے رات کے گھپ اندھیرے میں مدغم ہونے لگے تو اچانک ہی میں نے ایک خطرناک ارادہ کر لیا' رات کا کھانا کھانے کے بعد میں نے ایک بس پکڑی اور گلی اسٹارز کیسینو کی سمت روانہ ہو گیا۔ سانپ کی بل میں ہاتھ ڈالنے والے اس بات سے بھی بخوبی واقف ہوتے ہیں کہ ڈس لیے جانے کی صورت میں ان کی موت بھی واقع ہو سکتی ہے لیکن میں یہ بھی جانتا تھا کہ گیدڑ کی سو سال کی زندگی سے شیر کی ایک روز کی زندگی بہتر ہوتی ہے۔ مجھے گیدڑ بن کر زندگی گزارنا منظور نہیں تھا شاید کسی جذبے نے مجھے گلی اسٹارز تک کھینچ لیا تھا۔

ٹاپ فلور پر قدم رکھتے ہی خاص طور پر سرخ رومال جیب میں رکھنے والے کارندے مجھے دیکھ کر چونک اٹھے تھے۔ انہیں اپنی قوت بینائی پر یقین نہیں آ رہا تھا۔ یہ بات ان کے لیے یقیناً تعجب خیز تھی کہ شکار خود اپنے قدموں سے چل کر شیر کی کچھار تک آ گیا تھا۔ ان کی نگاہوں سے نفرت اور حقارت کا جذبہ مترشح تھا۔ میں ان کی پروا کیے بغیر سیدھا کاؤنٹر پر گیا جہاں نیا فلور انچارج اپنے منصب پر اس اعزاز کا تاج لگائے بڑی شان بے نیازی سے سینہ تانے کھڑا ہال میں بیٹھے ہوئے لوگوں کا عقابی نظروں سے جائزہ لینے میں مصروف تھا۔ اچانک اس کی نظر مجھ پر پڑی تو وہ اس طرح چونکا جیسے گہری نیند میں اس کی آنکھ کھل گئی ہو' ایک لمحے تک وہ مجھے عجیب پُرتجسس نگاہوں سے گھورتا رہا' میں نے اسے پہلے نہیں دیکھا تھا لیکن شاید وہ میری شخصیت سے بخوبی واقف تھا۔

"فرمایئے۔" اس نے اپنی حیرت پر کسی قدر قابو پاتے ہوئے دریافت کیا۔ "ہم آپ کی کیا خدمت کر سکتے ہیں۔"

"مجھے مسٹر گراہم سے ملاقات کرنی ہے۔" میں نے سپاٹ آواز میں جواب دیا۔

"آپ کا نام؟"

"شہباز خان۔"

"سوری مائی ڈیئر۔" فلور انچارج نے جو کسرتی جسم اور دراز قد کا مالک تھا' بے رخی کا مظاہرہ کیا۔ "باس کی ملاقات کا وقت دس سے بارہ بجے تک ہے ان اوقات کے علاوہ کسی اجنبی سے ملنا باس کے اصول کے خلاف ہے۔"

"تمہارا نام؟"

"ایڈگر۔" اس نے دیدہ و دانستہ اپنے جسم کی نمائش کرتے ہوئے کھردرے لہجے میں کہا۔ "ایڈگر جونز۔ لوگ ایڈی کے نام سے بھی یاد کرتے ہیں اور تمہاری اطلاع کے لیے یہ بھی عرض کروں کہ میں بہت اچھی شہرت اور کردار کا مالک بھی نہیں ہوں۔ جو لوگ میرے ماضی سے واقف ہیں وہ میرے قریب پھٹکنے سے بھی گریز کرتے ہیں۔"

وہ مجھے مرعوب کرنے کی کوشش کر رہا تھا اور میرے کانوں میں وہ آواز بازگشت بن کر گونج رہی تھی جس نے ہوٹل میں فائرنگ کے بعد میرے زندہ یا مردہ ہونے کی تصدیق کی خاطر فون کیا تھا پھر مجھے چوبیس گھنٹے کے اندر اندر ملک کی سرحدوں سے دور نکل جانے کی ہدایت کی تھی۔ اگر میرا اندازہ غلط نہیں تھا وہ سو فیصد ایڈگر عرف ایڈی ہی کی آواز تھی۔

"میرا مشورہ ہے کہ تم میرا نام مسٹر گراہم تک پہنچا دو۔ ہو سکتا ہے کہ وہ مجھ سے ملاقات کرنے سے انکار نہ کریں۔" میں نے ایڈی کی شخصیت سے مرعوب ہوئے بغیر سنجیدگی سے کہا۔

"کوئی خاص اور اہم کام جو صبح تک نہیں ٹالا جا سکتا۔" ایڈی نے مجھے تیز نظروں سے گھورا۔ ان نگاہوں میں کسی زہریلے ناگ کی سحرانگیز چمک موجود تھی۔

"ہاں۔" میں نے بھنچتے ہوئے لہجے میں کہا۔ "میرے پاس صرف چوبیس گھنٹے کی مہلت تھی جو آج شام ختم ہو چکی ہے میں اسی سلسلے میں تمہارے باس سے کچھ ضروری بات کرنا چاہتا ہوں۔"

"میں نہیں سمجھ سکا کہ تم کس مہلت کی بات کر رہے ہو۔" ایڈی نے حقارت سے کہا لیکن اس کی گفتگو کا انداز اب اس بات کی غمازی کر رہا تھا کہ وہ حقیقت سے انحراف کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔ میں دل ہی دل میں مسکرائے بغیر نہ رہ سکا چوبیس گھنٹے کی مہلت کے حوالے نے اس کی شخصیت کے دوسرے رخ کا بھانڈا پھوڑ دیا تھا۔

"کیا تم مسٹر گراہم کی تمام نجی باتوں اور مصروفیات سے بھی

aazzamm@yahoo.com

باخبر رہتے ہو۔" میں نے بدستور سنجیدگی سے سوال کیا۔

"کیا چاہتے ہو تم۔" ایڈی نے ایک طرح سے مجھے باقاعدہ چیلنج کرتے ہوئے دریافت کیا۔ میں محسوس کر رہا تھا کہ سرخ رومال والے بیشتر کارندوں کی نظریں اس کی جانب سے کسی خاص اشارے کی منتظر تھیں جس کے بعد شاید وہ مجھے بھنبھوڑ کر ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالنے سے بھی گریز نہ کرتے۔ میں ایڈی سے ہمکلام ہونے کے باوجود اس کے کارندوں کی جانب سے بے خبر نہیں تھا۔

"مسٹر گراہم سے میری ملاقات بہت ضروری ہے۔" میں نے سپاٹ لہجے میں جواب میں کہا۔

"اور اگر میں تمہیں اس کی اجازت نہ دوں تو۔" ایڈی کے لہجے میں سفاکی آ گئی۔

"تو میں یہی سمجھوں گا کہ مسٹر گراہم تمہاری اجازت کے بغیر کوئی قدم نہیں اٹھا سکتے۔"

"دفع ہو جاؤ یہاں سے۔" وہ کسی سانپ کے انداز میں پھنکارا۔ "میں اس فلور پر خون خرابا پسند نہیں کرتا ورنہ......"

"کیا میں تم سے ایک سوال کر سکتا ہوں۔" میں نے بے پروائی کا مظاہرہ کیا۔

"پوچھو۔"

"تم سے پیشتر مارسن نامی ایک شخص یہاں کا انچارج ہوا کرتا تھا اور اگر میری یادداشت مجھے دھوکا نہیں دے رہی ہے تو وہ بہت ملنسار اور مہمان نواز طبیعت کا مالک تھا۔ آج کل کہاں ہے؟"

"جہنم میں۔" ایڈی کے تیور اچانک ہی خطرناک ہو گئے۔ مجھے قہر آلود نظروں سے گھورتے ہوئے بولا۔ "تم یہاں سے اپنے قدموں پر چل کر جانا پسند کرو گے یا مجھے تمہارے لیے کوئی اور بندوبست کرنا پڑے گا۔"

میں کوئی جواب دینا چاہتا تھا کہ کاؤنٹر پر رکھے ہوئے انٹرکام کا بزر بول اٹھا۔ ایڈی نے بدستور مجھے کھا جانے والی نظروں سے گھورتے ہوئے ریسیور اٹھا لیا پھر دوسرے ہی لمحے اس نے "اوکے باس" کہہ کر ریسیور کریڈل پر واپس رکھ دیا۔ اس کے بعد مجھے نفرت بھرے لہجے میں مخاطب کرتے ہوئے بولا۔

"تم خوش قسمت ہو جو باس نے اس وقت تم سے ملنا منظور کر لیا ہے۔"

"مجھے کم از کم مسٹر گراہم کی ذات سے اسی بات کی توقع تھی۔" میں نے ایڈی سے کہا پھر ان جانے پہچانے راستوں کی سمت قدم بڑھانے لگا جن سے گزر کر میں ایک بار پہلے ندیم کے ساتھ گراہم سے ملاقات کر چکا تھا۔ گراہم کے بارے میں مجھے اس بات کا علم پہلی ہی ملاقات میں ہو چکا تھا کہ اس نے اپنے مخصوص کمرے میں شارٹ سرکٹ ٹیلی وژن اسٹیشن قائم کر رکھا

صحرا کا چاند	اے حمید	80/-
پہلی محبت کے آنسو	اے حمید	250/-
اداس جنگل کی خوشبو	اے حمید	100/-
چاند چہرے	اے حمید	200/-

مکتبہ القریش اردو بازار ۔ لاہور 2

تھا جہاں سے بیٹھے بیٹھے وہ کیسینو کے ہر فلور کا جائزہ لیتا رہتا تھا۔ مجھے یقین تھا کہ اس کو میری آمد کی اطلاع بھی مخصوص طور پر نصب کیمروں کے ذریعے اسی وقت مل گئی ہوگی جب میں نے کیسینو کے اسٹارز میں قدم رکھا ہوگا۔ اس نے خاص طور پر میرے اور ایڈی کے درمیان ہونے والی گفتگو کا ایک ایک لفظ بھی بہت غور سے سنا ہوگا۔

بہرحال مجھے گراہم کی طرف سے گرین سگنل مل جانے کے بعد اس کے خاص کمرے تک پہنچنے میں کوئی دشواری نہیں ہوئی۔ میں اس کے کمرے میں داخل ہوا تو گراہم نے دروازے پر ہی روکا گیا۔ مجھے ملاقات کی اجازت دینے کے باوجود اس نے اپنے شغل کو جاری رکھا تھا جس میں شاید وہ پہلے سے مصروف تھا۔ ایک آرام کرسی نما صوفے پر نیم دراز وہ اس وقت بھی نوشی میں اپنے پورے تن و توش کے ساتھ مصروف تھا۔ وہ تنہا نہیں تھا اس کے ساتھ دوسرے صوفے پر ایک نہایت خوبصورت لڑکی جو صورت و شکل اور پہناوے کے اعتبار سے کوئی مصری کیبرے ڈانسر لگ رہی تھی اپنی تمام تر حسن کی رعنائیوں اور نزاکتوں کے ساتھ بیٹھی گراہم کے لیے جام تیار کر رہی تھی۔ باریک لباس اس کے جسم کو پوری طرح چھپانے کی کوشش کر رہا تھا۔ ان کے ساتھ ہی گہرے سیاہ رنگ کی خوبصورت اور نہایت قیمتی گول میز موجود تھی جس پر شراب کے تمام لوازمات پہلے سے موجود تھے۔

"ہرگز نہیں مجھے مائی ڈیئر۔" گراہم نے مجھے بڑے انداز میں مخاطب کیا۔ "مجھے افسوس ہے کہ ایڈی سے تم

انداز میں گفتگو کی وہ تمہارے شایان شان نہیں تھی۔ شاید وہ تمہاری شخصیت سے واقف نہیں تھا ورنہ اس گستاخی کی جرأت بھی نہ کرتا جس کے لیے میں تم سے معذرت خواہ ہوں۔"

میں گراہم کے اشارے پر اس کے قریب رکھے ایک خالی صوفے پر بیٹھ گیا۔ مصری نژاد کیبرے ڈانسر نے ایک خاص دل ربانہ انداز میں مسکرا کر مجھے دیکھا پھر ٹوٹی پھوٹی انگریزی زبان میں بولی۔

"کیا تم میرے ہاتھوں سے ایک جام لینا پسند کرو گے۔"

"سوری۔" میں نے مہذب لہجے میں انکار کیا۔ "میں ابھی تک اس نعمت سے محروم ہوں۔"

"کیا تم تنہا آئے ہو مائی ڈیئر شہباز۔ میرا مطلب ہے کہ کیا میرا بزنس پارٹنر اور تمہارا دوست تمہارے ساتھ نہیں آیا۔" گراہم نے ایک لمبا گھونٹ حلق سے نیچے اتارتے ہوئے دریافت کیا۔

"نہیں۔" اس بار میں نے قدرے سنجیدگی سے جواب دیا۔ "میں اس وقت بالکل تنہا آیا ہوں۔"

"اوہ...... کوئی خاص بات۔" اس نے خوبصورت لڑکی کی موجودگی میں بھی بڑے رازدارانہ انداز میں پوچھا پھر جلدی سے بولا۔ "معاف کرنا میں تم دونوں کا تعارف کرانا تو بھول ہی گیا۔ ان سے ملو۔" وہ لڑکی سے بولا۔ "یہ میرے ایک پارٹنر مسٹر ندیم کے دوست مسٹر شہباز خان ہیں جو بڑی پہلودار شخصیت کے مالک ہیں اور مسٹر شہباز...... یہ قلی اسٹارز کے مخصوص طائفے میں ایک نئے اور حسین باب کا اضافہ ہیں...... مس مرجینا الحبیب مصر کی ایک مشہور اور معروف کیبرے ڈانسر۔"

"خوشی ہوئی آپ سے مل کر۔" میں نے مرجینا سے اخلاقاً کہا۔

جواب میں وہ صرف مسکرا کر رہ گئی۔

"مجھے خوشی ہے مسٹر شہباز کہ تم نے گراہم سے ملنے میں ایک سیدھا سادا راستہ اختیار کیا۔" گراہم نے ایک اور لمبا گھونٹ لیتے ہوئے کہا۔ "جو لوگ غلط یا ٹیڑھا راستہ اختیار کرتے ہیں وہ مجھے پسند نہیں آتے۔ میں شاید تمہیں مسٹر ندیم کی موجودگی میں بتا چکا ہوں کہ نہ جانے کیوں میرے دوست احباب مجھے آکٹوپس کے نام سے یاد کرتے ہیں۔" آخری جملہ ادا کرتے ہوئے اس نے نہایت انکساری سے کام لینے کی کوشش کی تھی۔

"مسٹر گراہم......" میں نے کن انکھیوں سے مرجینا کی سمت دیکھتے ہوئے پوچھا۔ "کیا ہم کھل کر بات کر سکتے ہیں۔"

"کیا اب بھی کسی بات کی گنجائش باقی رہ جاتی ہے۔" اس بار گراہم یکلخت سنجیدہ ہو گیا۔ میں اس کے لہجے کے کھردرے پن کو محسوس کیے بغیر نہیں رہ سکا۔

"ہاں۔ چند باتیں ایسی ہیں جو وضاحت طلب ہیں۔" میں نے صوفے پر پہلو بدلا۔

جواب میں گراہم نے ہاتھ اٹھا کر مرجینا کو جانے کا اشارہ کیا۔ مرجینا کسی حسین ناگن کی طرح اپنے لوچدار جسم کو بل دیتی ہوئی اٹھی۔ تمام تکلفات کو بالائے طاق رکھتے ہوئے اس نے جھک کر گراہم کے بھدے ہونٹوں پر اپنے نازک لبوں کی سرخی ثبت کی پھر لہراتی ہوئی کمرے سے باہر چلی گئی۔

"کہو۔ کیا وضاحت کرنا چاہتے ہو۔" گراہم نے مجھے گھورتے ہوئے دریافت کیا۔

"میں صرف یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ مجھے اپنے ہوٹل کے کمرے میں کسی خاموش رائفل کا نشانہ بنانے کی کوشش کیوں کی گئی تھی۔" میں نے کسی تمہید کے بغیر اصل موضوع کو چھیڑ دیا۔

"اس میں براہ راست میری مرضی کو کوئی دخل نہیں تھا۔" گراہم نے بے پروائی سے شانے اچکاتے ہوئے جواب دیا۔ "دراصل وہ مارسن کے ساتھی ہیں جو اپنے دوست کا انتقام لینے پر بضد ہیں۔ جذبات جب بھڑک اٹھیں تو سمندر کی بپھری ہوئی موجوں کا انداز اختیار کر لیتے ہیں۔ مجھے افسوس ہے کہ میں طوفانی لہروں کو روکنے کی خاطر کوئی بند باندھنے سے قاصر ہوں۔"

"مارسن کی موت میں اس غداری کو دخل تھا جو اس نے ندیم کے ساتھ کی تھی۔"

"مجھے معلوم ہے۔" گراہم تیزی سے بولا۔ "لیکن کیا بالکل اسی طرح مارسن کے ساتھیوں کو اس بات کا حق نہیں ہے کہ وہ اپنے دوست کی موت پر اپنے غم اور غصے کا اظہار بھی نہ کر سکیں۔ نہیں مسٹر شہباز، تم غلطی پر ہو۔ محبت اور جنگ میں ہر حربے کا استعمال جائز ہوتا ہے۔"

"لیکن میں درمیان میں کس طرح آ گیا جبکہ۔"

"میں تمہاری بات سمجھ رہا ہوں۔" وہ میرے جملے کو درمیان سے کاٹتے ہوئے سپاٹ آواز میں بولا۔ "مجھے تم سے ہمدردی ہے لیکن کیا کیا جائے کہ میں نے اپنے ساتھیوں کو اس بات کی سختی سے تاکید کر دی ہے کہ وہ میرے پارٹنر کے خلاف کوئی قدم اٹھانے کی جرأت نہیں کریں گے۔"

"آئی سی...... گویا مجھے نعم البدل کی طور پر ہدف بنایا جا رہا ہے۔" میں نے زہرخند سے جواب دیا۔

"تم ہاورڈ کو کیوں فراموش کر رہے ہو۔" گراہم نے سرسراتے لہجے میں کہا۔ "وہ غریب بھی تو صرف اس لیے مارا گیا کہ مارسن کا دوست تھا۔ میرا خیال ہے کہ تم میرا مقصد سمجھ رہے ہو گے اور کیا تم اس حقیقت سے انکار کر سکو گے کہ اکثر گیہوں کے ساتھ گھن بھی پس جاتا ہے۔"

"گویا تم نے مجھے راستے سے ہٹانے کا آخری فیصلہ کر لیا ہے۔" میں نے گہری سنجیدگی سے دریافت کیا۔

"میں نے نہیں...... مارسن کے ساتھیوں نے۔" گراہم نے

aazzamm@yahoo.com

وضاحت کی۔

"کیا مس کرسٹیا کی ڈبل کیٹ کو بھی ہارمن کے ساتھیوں نے ہی دیو کے بیچ پر کسی خاص مقصد کے تحت استعمال کیا تھا۔"

گراہم کے چہرے پر ایک رنگ آکر گزر گیا۔ میں نے اس کی دکھتی رگ پر پاؤں رکھ دیا تھا۔ وہ مجھے خونخوار نگاہوں سے گھورنے لگا۔ کمرے میں ایک لمحے تک موت کا سناٹا طاری رہا پھر گراہم کی بارعب آواز ابھری۔

"میرا مشورہ ہے کہ اب تم دوبارہ کرسٹیا کا نام دہرانے کی کوشش نہیں کرو گے اور ایک بات اور کان کھول کر سن لو تم جن لوگوں کی طاقت کے بل بوتے پر یہاں تک چلے آئے ہو انہیں کھرچ کر ذہن سے نکال دو اس لیے کہ گراہم اس طوفان کا دوسرا نام ہے جس کے سامنے ریت کی دیواریں کوئی حقیقت نہیں رکھتیں۔ ابھی تک میرے آدمی صرف چوہے اور بلی کا کھیل کھیل رہے ہیں۔ میں نے ابھی تک انہیں آخری سگنل نہیں دیا۔"

"اس کی بھی کوئی خاص وجہ ہوگی۔" میں نے بے پروائی سے پوچھا۔

"ضروری نہیں ہے کہ میں تمہارے ہر سوال کا جواب دوں۔ ویسے بھی کارڈز سے کھیلنے والا اپنا ٹرمپ کارڈ قبل از وقت کبھی ایکسپوز نہیں کرتا۔ اس کے علاوہ بھی ہم جس کاروبار سے وابستہ ہیں اس کے اپنے علیحدہ کچھ اصول ہوتے ہیں اور تم ان زریں اصولوں سے پوری طرح واقف نہیں ہو۔ اس لیے ــــ میں تم سے ان معاملات میں کچھ ڈسکس کرنا پسند نہیں کروں گا۔"

"تم ــــ تم مجھے انڈر اسٹیمیٹ کر رہے ہو مسٹر گراہم" میں خود پر قابو نہ پا سکا۔

"انڈر اسٹیمیٹ" گراہم استہزائیہ لہجے میں بولا۔ "اگر تمہارا خیال ہے کہ ہم تمہارے بارے میں ناواقف ہیں تو یہ تمہاری بھول ہے۔ ہمارے آدمی اس وقت تک کسی اجنبی پر ہاتھ ڈالنے کا رسک نہیں لیتے جب تک اس کے بارے میں تفصیل سے پوری معلومات اکٹھا نہ کر لیں۔ ہماری فائل پر تمہارے تمام کوائف موجود ہیں۔ تمہارے والد کون ہیں اور تم بزنس میں آنے سے پہلے کس عہدے پر فائز رہ چکے ہو۔ میرے ماہرین نے جنہیں تم اپنی زبان میں شاید مجرم، جرائم پیشہ اور قاتل کا نام دو گے تمہاری فائل کا بغور مطالعہ کیا ہے اور اس کے بعد ہی ہم اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ تم اور تمہارے سابقہ تجربے ہمارے لیے کوئی اہمیت نہیں رکھتے۔" گراہم ایک لمحے کو رکا پھر میرے چہرے کے تاثرات کا بغور مطالعہ کرنے کے بعد بولا۔ "کیا میں امید رکھوں کہ تم میری صاف گوئی کا برا نہیں مانو گے۔"

"ندیم کے بارے میں تمہارے آدمیوں نے کیا رائے قائم کی ہے۔" میں نے گراہم کا آخری جملہ نظر انداز کرتے ہوئے پوچھا۔

"جب تک ہم کاروبار میں ایک دوسرے کے شریک ہیں اس وقت تک ہمارے مفادات بھی مشترک ہیں اور ہم اپنے ہاتھ سے اپنے کسی مفاد کو نقصان پہنچانے کی کوشش نہیں کرتے۔" گراہم نے اس بار قدرے نرم آواز میں جواب دیا۔ "میں مسٹر ندیم کو زبان دے چکا ہوں کہ اگر لندن میں رہتے ہوئے اسے کسی قسم کا کوئی نقصان پہنچا تو اس کی تمام تر ذمے داری گراہم اور اس کے کارندوں پر ہوگی اور گراہم کی زبان سے جو بات نکلتی ہے وہ پتھر کی لکیر کی حیثیت رکھتی ہے۔"

"سمجھ گیا۔ تمہارے آدمی صرف میری موت کے خواہاں ہیں۔"

"تم انہیں ہارمن اور ہاورڈ کے دوست کہو تو زیادہ مناسب ہوگا۔" گراہم نے اپنا گلاس ختم کرتے ہوئے کہا پھر اس نے میز پر رکھے ہوئے ریموٹ کے کسی بٹن کو دبایا تو مرجینا ایک منٹ بعد ہی دوبارہ ٹرالی لیکر واپس آگئی پھر گراہم کے اشارے پر اس کے لیے نیا جام تیار کرنے لگی۔

"میں اب اجازت چاہوں گا۔" میں نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"کیا تم میرے ساتھ کسی قسم کا من پسند مشروب پینا بھی پسند نہیں کرو گے۔" گراہم نے ازراہِ تکلف دریافت کیا۔

"پھر کبھی سہی۔ اس وقت میں ذرا جلدی میں ہوں۔" میں نے سنجیدگی سے جواب دیا پھر جاتے جاتے رک کر بولا۔ "مجھے تم سے ایک آخری اہم بات اور کہنی ہے۔"

"کہو۔"

"ہارمن کے ساتھیوں کو بتا دینا کہ میں خدا کی لازوال قوت پر ایمان رکھنے کے علاوہ کسی اور کی طاقت کے بل بوتے پر بھروسا کرنے کا عادی نہیں ہوں۔ اس کے علاوہ میں کاغذی پہلوان بھی نہیں ہوں جو موت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر اس کا مقابلہ نہ کر سکوں۔" میں نے ٹھوس لہجے میں بڑے اطمینان سے اپنی بات مکمل کی پھر واپسی کے راستے پر قدم اٹھانے لگا۔

گراہم کے ہونٹوں پر معنی خیز سی مسکراہٹ کھیلنے لگی۔ اس نے ریموٹ کے کسی دوسرے بٹن کو دبایا تھا۔ غالباً یہ اس بات کا سگنل تھا کہ مجھے واپسی میں بھی کچھ نہ کہا جائے۔ اس بات کا اندازہ مجھے اس لیے ہوا کہ کاؤنٹر سے گزرتے وقت میں نے ایک بار پھر ایڈی کی آنکھوں میں انتقامی شعلوں کا شیطانی رقص دیکھا تھا۔ مجھے اپنی دسترس سے نکلتا دیکھ کر وہ کسی زہریلے سانپ ہی کی طرح بل کھا کر رہ گیا تھا۔ اس کے سرخ رومال والے ساتھیوں کی کیفیت بھی اس سے کچھ زیادہ مختلف نہیں تھی لیکن گراہم کا اشارہ مل جانے کے بعد وہ میرا راستہ کاٹنے کی جرأت بھی نہیں کر سکتے تھے۔

لفٹ کے ذریعے نیچے آنے کے بعد جب میں باہر نکلنے لگا تو ایک بہکا ہوا شرابی مجھ سے ٹکرا گیا۔ میرے اعصاب میں ایک دم تناؤ کی کیفیت پیدا ہو گئی۔ میرا سیدھا ہاتھ تیزی سے آٹومیٹک کے دستے پر مضبوطی سے جم گیا لیکن میرے ذہن میں اچانک جس خطرے نے سر ابھارا تھا وہ درست نہیں ثابت ہوا۔ مجھ سے ٹکرانے والا شرابی لڑکھڑاتے ہوئے سنبھلا پھر معذرت کرتا ہوا پارکنگ لاٹ کی طرف چلا گیا۔ اس کی چال بتا رہی تھی کہ اس نے شاید ضرورت سے کچھ زیادہ چڑھا لی تھی۔

میں نے احاطے سے باہر نکل کر ٹیکسی پکڑی اور اپنے ہوٹل کے لیے واپس روانہ ہو گیا۔ راستے میں بس یونہی اتفاقیہ طور پر میرا ہاتھ کوٹ کی جیب میں گیا تو وہاں کاغذ کا کوئی ٹکڑا بھی موجود تھا۔ میں نے تیزی سے اسے نکال کر باہر پھیلی ہوئی روشنی میں پڑھنے کی کوشش کی۔ وہ ایک ٹائپ کیا ہوا مختصر سا پیغام تھا جو غالباً "شرابی" نے مجھ سے ٹکرانے کی اداکاری کرتے وقت میری جیب تک پہنچا دیا تھا۔

"تم نہ جانے کیوں مجھے بہت اچھے لگے۔ میں تم سے دوبارہ ملنے کی کوشش ضرور کروں گی۔ مرجینا الحبیب۔" میں نے پرچے کو دوبارہ بہت غور سے پڑھا پھر حقارت سے اسے ریزہ ریزہ کر کے ہوا میں باہر کی سمت اچھال دیا اور گراہم سے ہونے والی گفتگو پر غور کرنے لگا۔

ہوٹل سے واپسی کے وقت بھی میں نے اس بات کا اندازہ لگانے کی کوشش کی تھی کہ کہیں کوئی گاڑی میرا تعاقب تو نہیں کر رہی لیکن مجھے حیرت سی ہوئی۔ اس وقت بھی غالباً "میری نگرانی یا تعاقب کو ضروری نہیں سمجھا گیا تھا" ہوٹل کا فاصلہ چونکہ زیادہ تھا اس لیے میں نے اپنے تھکے ہوئے اعصاب کو سکون بخشنے کی خاطر سر کو سیٹ کی پشت پر ٹکا کر آنکھیں بند کر لیں، البتہ میرا ذہن اس وقت بھی پوری طرح جاگ رہا تھا۔

★

گراہم سے ملاقات کے بعد میرے اس شبے کی تصدیق ہو گئی تھی کہ مجھ پر جولیا مائیکل کے فلیٹ سے ہی فائرنگ کی گئی تھی۔ اس کے علاوہ گراہم نے اس بات کی بھی کھلم کھلا تصدیق کر دی تھی کہ ہارمن اور ہاورڈ کے ساتھی میری جان کے دشمن بنے ہوئے ہیں لیکن یہ محض اس کا سیاسی بیان ہے۔ جس طرح سیاست میں گھناؤنی سازش کرنے والے عین وقت پر اپنی پوزیشن کو صاف کرنے کی خاطر اپنا الزام کسی اور کے سر تھوپ دیتے ہیں، اسی طرح سے گراہم نے ندیم کی وجہ سے میری متوقع موت اور کیے جانے والے حملوں کی تمام تر ذمے داری ہارمن، ہاورڈ اور ان کے ساتھیوں کے کھاتے میں ڈال دی تھی لیکن میں بخوبی جانتا تھا کہ گراہم کے اشارے کے بغیر اس کے گروہ کا کوئی بھی شخص ذاتی دشمنی کے باوجود کسی کے خلاف کوئی قدم اٹھانے کا مجاز نہیں تھا۔ مجھے مرجینا الحبیب کے اس پیغام پر بھی حیرت تھی جو کسی نے اسی کے اشارے پر میری جیب تک پہنچایا تھا۔ گراہم کے بیان کے مطابق وہ ایک مصری کیبرے ڈانسر تھی جس نے حال ہی میں کئی اسٹارز میں اپنے فن کا مظاہرہ کرنے کا ایگریمنٹ کیا تھا پھر؟ اس نے میری شخصیت میں دلچسپی کا اظہار کیوں کیا تھا؟ اسے مجھ سے کیا ہمدردی تھی جو وہ مجھ سے دوبارہ ملنا چاہتی تھی؟ کیا وہ گراہم کی اس عادت سے واقف نہیں تھی کہ وہ جس لڑکی کو منظورِ نظر بنا لے اس کا کسی اور سے ملنا جلنا پسند نہیں کرتا تھا؟

صبح کے ناشتے سے فارغ ہو کر میں کمرے میں ایک ایسی جگہ آرام کرسی ڈالے بیٹھا تھا جہاں سے جولیا کے فلیٹ پر بہ آسانی نظر رکھی جا سکتی تھی۔ ہرچند کہ مجھے اس بات کا یقین تھا کہ ایک بار اپنے مقصد میں ناکامی کے بعد میرے ممکنہ قاتل دوبارہ اس فلیٹ کو استعمال کرنے کی حماقت کبھی نہ کریں گے لیکن میں جولیا کے بارے میں یہ جاننا چاہتا تھا کہ وہ فائرنگ کی اس سازش میں کسی ذریعے سے شریک تھی یا اسے زبردستی استعمال کیا گیا تھا۔

اچانک دروازے پر دستک ہوئی تو میں چونک اٹھا حالانکہ مجھے امید نہیں تھی کہ گراہم کے کارندے کم از کم اب ہوٹل کے کمرے میں مجھ پر وار کرنے کی کوشش کریں گے لیکن پھر بھی ایک بار اسی غلط فہمی کا شکار ہو کر اغوا ہو جانے کے بعد میں پوری طرح محتاط ہو گیا تھا۔ میں نے پنجوں کے بل لپک کر آٹومیٹک اٹھایا اور دروازے کے قریب آکر دریافت کیا۔

"کون ہے؟"

"ندیم۔"

میں دروازہ کھول کر ایک سمت ہو گیا۔ ندیم نے کمرے میں داخل ہو کر میرے ہاتھ میں دبے آٹومیٹک کو دیکھا تو مسکرا کر بولا۔

"خدا کا شکر ہے کہ تم نے اب محتاط رہنے کی عادت ڈال لی ہے لیکن اب یہ کھلونے کسی کام کے نہیں رہے۔" اس نے میرے آٹومیٹک پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا۔ "یہ راکٹ لانچر، ماڈرن اور جدید رائفلوں کا دور ہے جو اتنی خوبصورتی سے ایک چھوٹے سے بریف کیس میں سما جاتی ہیں کہ کسی کو ان پر شبہ نہیں ہوتا اور وہی بریف کیس سوٹ بوٹ میں ملبوس کسی آدمی کے ہاتھ میں موجود ہو تو اسے قاتل نہیں کسی دفتر کا بڑا افسر یا فرم کا ایگزیکٹیو سمجھا جاتا ہے۔ کہو تو ایک بریف کیس کا بندوبست تمہارے لیے بھی کرا دوں۔"

"شکریہ۔" میں نے سنجیدگی سے جواب دیا۔ "میں اسلحہ کی نمائش کرنے والوں کو احمق ہی سمجھتا ہوں اس لیے کہ ان کے پاس کسی اسلحہ کا علم ہو جانے کے بعد پھر ان کے دشمن یا قاتل کسی اچھے وار سے احتراز کرتے ہیں۔ ان کا وار اتنا اچانک اور بھرپور ہوتا ہے کہ دوسرے فریق کو سنبھل کر کسی جوابی کارروائی

aazzamm@yahoo.com

کا موقع نہیں مل پاتا۔"

"لیکن تمہارا معاملہ اب قدرے مختلف ہو گیا ہے۔" ندیم نے کہا۔ "اس بات کا علم ہو جانے کے بعد ہارسن اور ہاورڈ کے ساتھی تمہاری جان کے درپے ہیں تمہارا ہر طرح سے کیل کانٹے سے لیس ہونا بہت ضروری ہے۔"

"کیا وہ ہارسن ہی کے آدمی تھے جنہوں نے جولیا مائیکل کے فلیٹ سے مجھے نشانہ بنانے کی کوشش کی تھی؟"

"جولیا نے تمہیں کیا بیان دیا ہے؟" ندیم نے مجھے معنی خیز نگاہوں سے دیکھتے ہوئے دریافت کیا۔

"اوہ..." میں نے دوبارہ آرام کرسی پر دراز ہوتے ہوئے کہا۔ "گویا تمہیں اس بات کا علم ہو چکا ہے۔"

"ہاں۔" ندیم نے مجھے سپاٹ نگاہوں سے گھورتے ہوئے کہا۔ "تم کل صبح سے رات تک کہاں کہاں گئے، کن تفریحی مقامات کی سیر کی اور کن کن افراد سے ملے میرے پاس اس کی مکمل رپورٹ ہے۔"

"حیرت ہے۔" میں نے تعریفی انداز اختیار کیا۔ "میں تمہارے ان کارندوں کو داد دوں گا جو میری نگرانی پر مامور تھے میں نے ایک لمحے کے لیے اس بات کا خیال رکھا تھا لیکن مجھے کسی پر شبہ بھی نہیں ہو سکا۔"

"اچھا اب جلدی سے اٹھ کر تیار ہو جاؤ نسیم کسی لمحے بھی آ سکتی ہے۔"

"کیا مطلب؟"

"آج وہ لندن گھومنے کے موڈ میں ہے اور میں اسے کچھ ایسے تاریخی مقامات کی سیر کراؤں گا جو ممکن ہے تمہارے لیے بھی دلچسپی کا باعث ثابت ہوں۔"

"شاید۔"

"پہلے تیار ہو جاؤ۔ باقی گفتگو راستے میں بھی ہو سکتی ہے۔"

میں ندیم کو گھورتا ہوا غسل خانے میں چلا گیا۔ مجھے تیار ہونے میں بمشکل پندرہ منٹ لگے تھے۔ تیار ہو کر باہر آیا تو ندیم کمرے میں تنہا ہی تھا۔ نسیم ابھی تک نہیں آئی تھی۔ میں ٹہلتا ہوا ندیم کے قریب چلا گیا جو بالکونی میں ریلنگ پر کہنیاں ٹکائے کھڑا تھا۔ اس کے چہرے سے بے پروائی مترشح تھی۔

"یہاں بالکونی میں کھڑا رہنا ہمارے لیے مخدوش بھی ثابت ہو سکتا ہے۔" میں نے سنجیدگی سے کہا۔

"فکر مت کرو۔ میری موجودگی میں ایسا نہیں ہوگا۔" ندیم نے مسکرا کر جواب دیا۔

"ضروری نہیں ہے کہ فائر کسی سڑک پر پارک کی ہوئی کار ہی سے کیا جائے جہاں تمہارے سادہ لباس والے موجود ہوں گے۔ قاتل جولیا کے بجائے اب کسی دوسرے فلیٹ سے بھی اپنا نشانہ آزما سکتے ہیں۔"

امریکہ رے امریکہ	طارق اسمٰعیل ساگر -/150
صیہونیت اور عالم اسلام	طارق اسمٰعیل ساگر -/125
کورٹ مارشل	طارق اسمٰعیل ساگر -/200
آخری گناہ کی مہلت	طارق اسمٰعیل ساگر -/150

مکتبہ القریش اردو بازار۔ لاہور 2

"ایسی صورت میں بھی تم ہی ان کا ہدف ہو گے۔ میرا کچھ نہیں بگڑے گا۔"

"کیوں؟" میں نے مصنوعی حیرت کا اظہار کیا۔ "کیا تم نے اپنے جسم پر کوئی ایسا طلسم لگا رکھا ہے کہ تم سب کو دیکھ سکو اور تمہیں کوئی نہ دیکھ سکے۔"

"یہ بات نہیں ہے۔"

"پھر تمہاری خوش فہمی کا سبب کیا ہے۔" میں نے اکتا کر پوچھا۔

"گراہم۔" ندیم یکلخت سنجیدہ ہو گیا۔ "کیا اس نے تم سے ملاقات کے وقت یہ نہیں کہا تھا کہ اس نے میرے سلسلے میں اپنے گرگوں کو کیا ہدایت جاری کر رکھی ہے۔ میں گراہم کے ماضی کو سمجھتا ہوں اور مجھے اس بات کا یقین بھی ہے کہ جب تک ہمارے درمیان پارٹنرشپ کا رشتہ قائم ہے وہ مجھے موت کے گھاٹ اتارنے سے گریز ہی کرے گا۔"

"تمہیں اس بات کا علم کس طرح ہوا کہ گراہم اور میرے درمیان کیا بات چیت ہوئی تھی جبکہ اس وقت وہاں ہم دونوں کے علاوہ کوئی تیسری شخصیت موجود نہیں تھی۔" میں نے چونکتے ہوئے حیرت سے پوچھا۔ "کیا تم نے اپنے کسی کارندے کے ذریعے گراہم کے آفس اور اس کے مخصوص کمروں میں کوئی ایسا حساس ٹرانسمیٹر فٹ کرا رکھا ہے جو وہاں کی تمام گفتگو تم تک..."

"نہیں..." ندیم نے میرا جملہ کاٹتے ہوئے تیزی سے کہا۔ "تم گراہم سے ابھی پوری طرح واقف نہیں ہو۔ وہ اس قدر محتاط رہنے کا عادی ہے کہ خود اپنا سایہ دیکھ کر بھی چونک اٹھتا ہے۔ اس کے مخصوص کمرے روزانہ صبح اس کے [illegible]

ایک مخصوص سائنٹفک آلے سے بطور معاینہ کرتے ہیں اور کسی بھی خفیہ آلے کی موجودگی کا بڑی آسانی سے سراغ لگا لیتے ہیں۔ یوں بھی ٹرانسمیٹر کا استعمال اب ہمارے کاروبار میں متروک ہو چکا ہے۔ اس کی جگہ سائنس کی نئی نئی ایجادات نے ایسے ایسے آلات کو جنم دیا ہے جن کے سامنے ٹرانسمیٹر کی کوئی اہمیت باقی نہیں رہ جاتی۔"

"یہ بھی تو ممکن ہو سکتا ہے کہ تم نے محض قیاس آرائی کی ہو اور اتفاق سے تمہاری بات اندھیرے میں چلائے گئے تیر کی طرح ہائی چانس نشانے پر جا بیٹھی ہو۔"

"اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ گراہم نے تم سے چوہے اور بلی والے کھیل کی بات بھی محض تفریحاً نہ کی ہو۔" ندیم نے میری حیرت میں مزید اضافہ کرتے ہوئے جواب دیا۔ "یہ درست ہے مائی ڈیئر کہ ابھی تک اس نے آخری تحمل نہیں دیا۔ گراہم درحقیقت ایک ایسی طاقت کا نام ہے جس کے سامنے ریت کی دیواریں کوئی حیثیت نہیں رکھتیں۔"

"پھر اس کی خاموشی کی کیا وجہ ہے۔" میں نے سنجیدگی سے دریافت کیا۔

"وہ ابھی تک تمہیں خوفزدہ کرنے کی خاطر مختلف حربے آزما رہا ہے ورنہ تم اسی دن ختم ہو گئے ہوتے جب جولیا مائیکل کے فلیٹ سے تمہارے اوپر فائر کیا گیا تھا۔"

"کیا مطلب؟"

"ہو سکتا ہے میرا اندازہ غلط ہو لیکن میرا خیال ہے کہ گراہم تمہیں خوفزدہ کر کے اس بات کا متمنی ہے کہ میں دہلا کر گی اسٹارز میں اپنے حصے کا تمام شیئرز اس کے ہاتھوں سستے داموں فروخت کر دوں تاکہ وہ بلا شرکت غیرے پورے کاروبار کا مالک بن جائے اور..." ندیم نے سرسراتے لہجے میں کہا۔ "اس کے بعد وہ یقیناً میرے خون کا بھی پیاسا ہو جائے گا۔"

"پھر تم نے کیا جوابی راستہ اختیار کیا ہے؟"

"میں سوچنے کا نہیں... کر گزرنے کا عادی ہوں۔" ندیم کے لہجے سے سفاکی مترشح تھی۔ "جس لمحے بھی کوئی بات کھوپڑی میں آئی اسے کر گزرنے سے دریغ نہیں کروں گا۔"

"میں ایک بار پھر بڑے خلوص اور سنجیدگی سے تمہیں واپسی کا مشورہ دوں گا۔" میں نے جلدی سے کہا۔ "تم اب تنہا نہیں ہو۔ نسیم کا معصوم وجود بھی تمہاری ذات سے وابستہ ہے اگر خدانخواستہ تمہیں کچھ ہو گیا تو وہ بھی جانبر نہ ہو سکے گی۔"

"مجھے افسوس اس بات کا ہے مائی ڈیئر کہ گراہم نے تمہارے اوپر کرسٹینا کے سلسلے میں پابندی عائد کر دی ہے۔" ندیم نے بڑی خوبصورتی سے گفتگو کا رخ بدل کر ایک ٹھنڈی سانس کھینچتے ہوئے کہا۔ "میں نے اسے دیکھا تو نہیں لیکن اس کے حسن کے چرچے ضرور سنے ہیں۔ ویسے تم اگر سچے دل سے کرسٹینا سے محبت یا ذہنی وابستگی کا اقرار کرو تو میں گراہم کے حق میں اپنی پارٹنرشپ سے دست بردار ہونے کو بھی تیار ہوں۔ کیوں؟ کیا خیال ہے؟"

"انتظار کرو۔" میں نے بھی بے پروائی سے مسکراتے ہوئے کہا۔ "دوبارہ اگر قسمت نے یاوری کی اور کرسٹینا کا قرب حاصل ہو گیا تو اس سے مشورہ کرنے کے بعد تمہارے سوال کا جواب دے سکوں گا۔"

جواب میں ندیم بھی مسکرا دیا پھر نسیم کے آ جانے سے ہمارے درمیان ہونے والی گفتگو کا سلسلہ منقطع ہو گیا۔ ہم تینوں ہوٹل سے باہر آ کر سیاہ رنگ کی ایک لمبی سی گاڑی میں بیٹھ گئے۔ ندیم اور نسیم پچھلی سیٹ پر تھے جبکہ میں اگلی نشست پر تھا۔ گاڑی کا ڈرائیور کوئی مقامی ہی باشندہ نظر آ رہا تھا لیکن میں یہ محسوس کیے بغیر نہ رہ سکا کہ کھلی سڑک پر کچھ دیر سفر کے بعد اس نے عقبی شیشے میں بار بار دیکھنا شروع کر دیا تھا۔ میں نے بھی احتیاطاً اپنی سمت والے شیشے پر نظر ڈالی۔ ڈارک میرون کلر کی ایک سیڈان ایک مخصوص فاصلے سے ہمارے تعاقب میں آ رہی تھی۔ میں نے کن انکھیوں سے ندیم کو دیکھا جو نسیم کے ساتھ خوش گپیوں میں مصروف تھا اور پھر مجھے اس بات کا یقین کر لینے میں کوئی پس و پیش نہیں ہوا کہ تعاقب کرنے والی سیڈان میں بھی ندیم ہی کے کارندے موجود ہوں گے۔ نسیم اس کے ساتھ تھی اس لیے ظاہر ہے کہ ندیم نے ہر قسم کے ممکنہ خطرے سے نمٹنے کا بندوبست پہلے ہی سے کر لیا ہوگا۔ میں نے سیڈان کو ذہن سے نکال دیا اور اس بات پر غور کرنے لگا کہ ندیم کو میرے اور گراہم کے درمیان ہونے والی گفتگو کا علم کس طرح ہو گیا جبکہ میرے کہنے پر گراہم نے وقتی طور پر مرینا کو بھی کمرے سے رخصت کر دیا تھا۔

"آپ کس سوچ میں گم ہیں۔" اچانک نسیم نے مجھے مخاطب کیا تو میری سوچوں کا شیرازہ بکھر گیا۔ میں جلدی سے سنبھل کر بولا۔

"میں سوچ رہا ہوں کہ اگر ہم نے کسی گائیڈ کو بھی ساتھ لے لیا ہوتا تو خاص خاص مقامات دیکھنے میں زیادہ آسانی ہوتی۔"

"بکواس مت کرو۔" ندیم نے مجھے چھیڑتے ہوئے کہا۔ "میں جانتا ہوں کہ تم اس وقت واحد حاضر اور جمع غائب کے مسئلے پر بڑی سنجیدگی سے غور کر رہے ہو۔"

"میں کچھ سمجھی نہیں۔" نسیم نے وضاحت چاہی تو ندیم نے شرارت سے جواب دیا۔

"تمہارے بھائی صاحب کو اس وقت اپنے لنڈورے ہونے کا بڑی شدت سے احساس ہو رہا ہے۔"

میں مسکرا کر خاموش ہو گیا۔ ہم لندن کی مختلف شاہراہوں سے گزرتے رہے۔ ندیم نسیم کو بہلانے کی خاطر دنیا جہان کے لطیفے سناتا رہا پھر ہماری گاڑی ایک قدیم طرز کی عمارت کے سامنے پہنچ

aazzamm@yahoo.com

کر رک گئی۔ میں نے پیچھے آنے والی سیڈان پر نظر ڈالی جو سڑک کی دوسری جانب واقع ایک ڈپارٹمنٹل اسٹور کے سامنے رک گئی تھی۔

"یہ کون سی جگہ ہے؟" نسیم نے دریافت کیا۔

"مادام تساؤ کا عجائب گھر۔" ندیم نے کار سے اترتے ہوئے کہا۔ "لندن آنے والوں نے اگر مادام تساؤ کا عجائب گھر نہیں دیکھا تو پھر کچھ نہیں دیکھا۔ یہ دنیا کی بہترین تفریح گاہوں میں سے ایک ہے اور اپنی مثال آپ ہے۔ یہاں مختلف ممالک کے سربراہوں، دانشوروں، اداکاروں اور چیدہ چیدہ شخصیتوں کے موم اور کیمیکل سے تخلیق کیے گئے مجسمے رکھے ہوئے ہیں، ہر مجسمے کے قدموں کے قریب اس کا مختصر نام اور شجرہ لکھا ہوتا ہے۔ ماہرین ان مجسموں کو اتنی چابکدستی سے بناتے ہیں کہ نقل پر اصل کا گمان ہوتا ہے۔"

ندیم نے غلط نہیں کہا تھا۔ ہم ٹکٹ لے کر عمارت کے اندر داخل ہوئے تو میری آنکھیں حیرت سے کھلی کی کھلی رہ گئیں۔ وہاں موجود مجسمے اور ان کے اوپر نظر آنے والے لباس کو دیکھ کر بالکل ایسا ہی محسوس ہوتا تھا جیسے وہ سو فیصد اصل ہوں۔ بے شمار لوگ میری طرح حیرت سے ان مجسموں کو دیکھنے میں اس قدر محو تھے کہ ایک دوسرے کا ہوش نہیں تھا۔ بسا اوقات تو ایسا بھی ہوتا تھا کہ اصل تماش بینوں پر بھی مجسمہ ہونے کا گمان ہوتا تھا۔

ایک بار میرے ساتھ بھی ایسا ہی اتفاق ہوا۔ ایک خوبصورت سی عورت ایک جگہ اس طرح ساکت و جامد کھڑی تھی کہ میں دھوکا کھا گیا۔ اس کی شکل و صورت حیرت انگیز طور پر صوفیہ لورین سے ملتی تھی جو میری پسندیدہ اداکارہ تھی۔ چنانچہ میں نے قریب جا کر اسے چھو کر محسوس کرنے کی کوشش کی تو اس کے ہونٹوں پر بے اختیار ایک شریر سی مسکراہٹ پھیل گئی۔ میں جسے مجسمہ سمجھ رہا تھا دراصل وہ ایک جیتی جاگتی دوشیزہ تھی۔ جس نے صوفیہ لورین کی طرح ضرورت سے کچھ زیادہ ہی ڈھیلا ڈھالا اور مختصر سا لباس زیب تن کر رکھا تھا۔ میرے قریب کھڑے ہوئے لوگ بھی میری حماقت پر ہنس پڑے۔ ندیم اور نسیم مجھ سے کچھ فاصلے پر کھڑے انسان کے مجسمے کو دلچسپی سے دیکھ رہے تھے۔ میں نے لڑکی سے معذرت کی اور قدم بڑھاتا ہوا ندیم کے قریب چلا گیا۔

میں نے جو اپنا حادثہ بیان کیا ہے وہ تنہا میرے ساتھ پیش نہیں آیا۔ لندن کے مقامی باشندے جن کی شکل مادام تساؤ میں رکھے ہوئے مجسموں سے ملتی جلتی ہے وہ اکثر نئے آنے والوں کے ساتھ اسی قسم کا مذاق کرتے ہیں اور لطف اندوز ہوتے ہیں۔ ان کی تہذیب میں شرارتوں کو برا نہیں سمجھا جاتا اس لیے اگر کوئی سیاح ان کو مجسمہ سمجھ کر یا حقیقت جانتے ہوئے بھی کوئی قابل اعتراض حرکت کر بیٹھے تو وہ اس کا برا نہیں مانتے۔ مسکرا کر ٹال جاتے ہیں۔ سارا معاملہ بس ایک بار "سوری" کہہ دینے سے رفع دفع ہو جاتا ہے۔

ہم سب وہاں موجود بے شمار مجسموں کو دیکھتے پھر رہے تھے پھر اچانک میں ایک مجسمے کے قریب پہنچ کر رک گیا۔ وہ بلاشبہ ایک خوبصورت اور حسین دوشیزہ کا مجسمہ تھا۔ جس نے قیمتی لباس اور زیورات پہن رکھے تھے۔ نہ جانے کیوں مجھے اس کی صورت جانی پہچانی سی لگ رہی تھی پھر میں نے اس کے قدموں پر نظر ڈالی تو اس کا نام پڑھ کر حیرت سے اچھل پڑا۔ وہ لیڈی مکارنس کا مجسمہ تھا جو غالباً اس وقت بنایا گیا تھا جب وہ جوان تھی۔ میں نے اس کے برابر والے مجسمے کو دیکھا جو مسٹر مکارنس کا تھا جو لارڈز کے روایتی لباس میں ایک قیمتی چھڑی ہاتھ میں لیے کھڑا دکھائی دے رہا تھا۔ اسے جسٹر اور فلیٹ ہیٹ میں دکھایا گیا تھا۔ میں نے دونوں مجسموں کو قدرے پیچھے ہٹ کر غور سے دیکھا۔ ان کی جوڑی یقیناً اپنے زمانے کی خوبصورت ترین جوڑیوں میں شمار ہوتی ہوگی۔ ابھی میں ان مجسموں کو دیکھنے میں مصروف تھا کہ اچانک مجھے ایسا محسوس ہوا جیسے لیڈی مکارنس نے آنکھوں کی جنبش سے مجھے اپنے قریب آنے کا اشارہ کیا ہے۔

میں نے اس کی آنکھوں کو غور سے دیکھا۔ وہ اپنے حلقوں میں ساکت و جامد سی نظر آ رہی تھیں۔ شاید وہ خیال میرا وہم تھا۔ غالباً "ذہنی وابستگی" نے مجھے گمراہ کرنے کی کوشش کی تھی۔ میں نے دل ہی دل میں شرمندہ ہو کر آگے بڑھنے کا ارادہ کیا لیکن ٹھیک اسی وقت لیڈی مکارنس کی نگاہوں نے بالکل زندہ انسانوں کی طرح مجھے اپنے قریب آنے کا اشارہ کیا تھا۔ اس کی تراشیدہ حسین پلکوں نے بھی جنبش کی تھی۔ وہ میرا وہم نہیں حقیقت تھی۔ میں نے پورے ہوش و حواس میں ان حسین آنکھوں کی پتلیوں اور پلکوں کو جنبش کرتے دیکھا تھا۔ مجھے اشارہ کرنے کے بعد وہ دوبارہ منجمد ہو کر رہ گئی تھیں۔

میں پھٹی پھٹی نگاہوں سے لیڈی مکارنس کے مجسمے کو دیکھتا رہا۔ میرے دل کی دھڑکنیں آہستہ آہستہ تیز ہو رہی تھیں۔ میں نے مجسمے سے نظر ہٹا کر آگے بڑھنے کی کوشش کی لیکن جیسے میرے اندر حرکت کرنے کی قوت سلب ہو کر رہ گئی تھی۔ میں خاصی دیر تک بت بنا کھڑا مجسمے کو دیکھتا رہا پھر میرے قدم از خود اس کی سمت بڑھنے لگے۔

انداز بالکل ایسا ہی تھا جیسے میں خواب میں بیداری کی کیفیتوں سے دوچار ہوں۔ میری رگوں میں دوڑتے ہوئے خون کی گردش بتدریج تیز ہو رہی تھی!!

آپ نے بہت سے سفرنامے پڑھے ہوں گے--------
مگر ایسی لرزہ خیز کہانی آپ پہلی بار پڑھیں گے۔
جسے اردو کے صاحب طرز ادیب اور الفاظ کے جادوگر
قمر اجنالوی نے اپنے مخصوص انداز میں تحریر کیا------

دھرتی کا سفر

انسانی تاریخ و آثار کے پس منظر میں ایک ہولناک سرگزشت

قیمت: حصہ اول/-300 حصہ دوم/-300

ناشر: مکتبہ القریش اردو بازار۔ لاہور 2

نئی دنیا

★ ------ ایک اخباری رپورٹر کی حیرت انگیز اور سنسنی خیز کہانی جسے ظہور میں آنے والے واقعات کی خبر پیشگی مل جاتی تھی۔

★ ------ کائنات کے اسرار و عجائبات کا وہ نقشہ جسے آدمی سمجھ نہیں سکتا۔ ایک مرا ہوا آدمی جو شباب کو پیشگی اخبار فراہم کرتا رہا کون تھا------ ★ ------ ایک سنسنی خیز ناول جسے صاحب طرز ادیب قمر اجنالوی نے تحریر کیا۔

------ بہترین طباعت قیمت: -/200 روپے

ناشر: مکتبہ القریش اردو بازار۔ لاہور 2

aazzamm@yahoo.com

میں نے اس کی بے جان آنکھوں پر بھی متحرک ہونے اور اپنی جانب آنے کا اشارہ کرنے کے گمان کو حقیقت سمجھ کر قبول کر لیا تھا۔

ندیم اور نسیم مجھ سے دور نکل گئے تھے۔ میں نے اپنے ذہن کو جھٹک کر آگے بڑھنے کی کوشش کی لیکن شاید میری قوت ارادی میرا ساتھ نہیں دے رہی تھی یا پھر وہ کوئی نادیدہ قوت تھی جس نے مجھے اپنے سحر میں پوری طرح جکڑ لیا تھا۔ لیڈی مکلارنس کے موی مجسمے کی آنکھیں قطعی بے حس و حرکت تھیں۔ اس کے باوجود کوئی تحریک مجھے اس کے قریب جانے پر اکسا رہی تھی۔ میں نہ چاہنے کے باوجود اس کی سمت قدم اٹھانے لگا۔ لوگوں کا ہجوم رواں دواں تھا۔ نقرئی قہقہے اور لوگوں کی ملی جلی آوازیں ہال میں گونج رہی تھیں۔ ہر فرد پوری طرح اس عجائب گھر کی دلچسپی سے محظوظ ہو رہا تھا۔

میں لیڈی مکلارنس کے مجسمے کے قریب جا کر رک گیا جہاں ایک معمر جوڑا پہلے سے موجود تھا۔

"یہی ہے وہ خبیث عورت جس کے پراسرار وجود نے برطانیہ کے اندر ایک ہیجان انگیز بے چینی سی پھیلا رکھی ہے۔" بوڑھا اپنی ساتھی عورت سے مخاطب تھا۔ "کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ اسی نے مسٹر مکلارنس کو اپنے راستے سے ہٹایا ہے۔"

"مگر کیوں ــ؟" عورت نے متذبذب انداز میں سوال کیا۔ "آخر اس کی کوئی نہ کوئی وجہ بھی ضرور ہوگی۔ محض یونہی کسی پر الزام تراشی کرنا میرے نزدیک کوئی اچھی عادت نہیں ہے۔"

"لوگوں میں آئے دن جو چہ میگوئیاں ہوتی رہتی ہیں کیا تم ان سے ناواقف ہو؟" بوڑھے نے سوال کیا۔

"ہو سکتا ہے وہ محض اس عورت کو بدنام کرنے کے درپے ہوں۔" ساتھی عورت نے ٹھوس لہجے میں دلیل پیش کی۔ "یہی عورت جو آج عجیب بے ہنگم لباس میں دیوانوں کی طرح گھومتی پھرتی ہے مسٹر مکلارنس کی زندگی میں سب سے زیادہ حسین اور خوش پوش تسلیم کی جاتی تھی اور پھر اخبارات اس بات کی تشہیر بھی کر چکے ہیں کہ مکلارنس کی موت کے بعد اس عورت نے تمام جائیداد کسی نہ کسی رفاہی ادارے کے نام وقف کر دی ہے۔"

"قتل کا محرک جائیداد کے علاوہ کچھ اور بھی ہو سکتا ہے۔" بوڑھے نے اپنی بات اونچی رکھنے کی خاطر زور دے کر کہا۔ "ممکن ہے کہ مسٹر مکلارنس کی نگاہوں میں اس عورت کا کوئی ایسا رخ بے نقاب ہو گیا ہو جو اس کے لیے قطعی ناقابل برداشت ہو اور ــ"

"اور لیڈی مکلارنس نے اس راز کو دفن رکھنے کی خاطر اپنے شوہر کو ٹھکانے لگوا دیا ہو۔" بوڑھی عورت نے کہا۔

"ہاں۔ کیا یہ ممکن نہیں ہے؟"

"جو کچھ تم سوچ رہے ہو معاملہ اس کے برعکس بھی ہو سکتا ہے۔" عورت نے برا سا منہ بنا کر جواب دیا۔ "ضروری تو نہیں ہے کہ جب تک اصل صورت حال کا پتا نہ چلے اسی عورت کو مورد الزام ٹھہرایا جائے۔"

"اور وہ پراسرار باتیں جو اس عورت کی ذات سے منسوب ہیں' تم انہیں کیا کہو گی؟" بوڑھے نے اپنی بات منوانے کی خاطر کہا۔ "کیا اس کی بیشتر پیش گوئیاں اب تک درست ثابت نہیں ہوئیں؟ کیا تم اس حقیقت کو بھی جھٹلا سکتی ہو کہ اس عورت کے منہ سے جو بھی الٹی سیدھی بات نکلتی ہے وہ کسی نہ کسی صورت میں سچ ثابت ہوتی ہے۔"

"اس ملک میں ایسی بے شمار عورتیں ہیں جو جادوگرنیوں کی حیثیت سے مشہور ہیں۔ وہ بھی پیش گوئیاں کرتی ہیں اور بلیک میجک میں مہارت رکھتی ہیں۔" بوڑھی عورت نے سنجیدگی سے جواب دیا۔ "کیا تم ان سب پر قاتل ہونے کا الزام لگا سکتے ہو؟"

"نان سینس۔" بوڑھا قدرے جھلا گیا۔ "میں نے ہمیشہ یہ محسوس کیا ہے کہ تم لیڈی مکلارنس کے ذکر پر جذباتی ہو جاتی ہو۔"

"شاید اس لیے کہ تم مردوں نے اسی ایک عورت کو اپنی نفرتوں کا ہدف بنا رکھا ہے۔" عورت کے لہجے میں گہرا طنز تھا۔ "کسی ٹھوس ثبوت کے بغیر کسی کی شخصیت کو یکسر مسخ کر دینا میرے نزدیک کوئی مستحسن فعل نہیں ہے۔"

"میرا خیال ہے کہ مادام تساؤ کے عجائب خانے سے ایسے تمام مجسموں کو ہٹا دینا چاہیے جو متنازع شہرت کے حامل ہوں۔" بوڑھا جھلا گیا۔

"میں تمہارے اس خیال کی تردید نہیں کروں گی اس لیے کہ عورتوں کے مقابلے میں مردوں کی تعداد اس ضمن میں اکثریت رکھتی ہے۔"

"کیا ہم اس بحث میں اپنا قیمتی وقت ضائع نہیں کر رہے؟" بوڑھے نے گویا بڑی خوبصورتی سے بات ختم کرنے کی خاطر مسکرا کر کہا پھر عورت کی کمر میں بڑی محبت سے ہاتھ ڈال کر دوسری سمت چلا گیا۔

میں بدستور اپنی جگہ پر کھڑا تھا۔ میری نگاہیں لیڈی مکلارنس کے چہرے پر مرکوز تھیں جو بوڑھے جوڑے کی تنقید اور تبصرے سے قطعی بے نیاز دکھائی دے رہا تھا پھر اچانک میں چونک اٹھا' وہ آواز جو سرگوشی کرتی ہوئی میرے کانوں میں گونجی تھی وہ لیڈی مکلارنس کے سوا کسی اور کی نہیں تھی۔

"تم نے سنا یہ دقیانوسی پرانے زمانے کے خیالات رکھنے والے لکیر کے فقیر قسم کے لوگ میرے بارے میں کیا خیالات رکھتے ہیں لیکن میں نے آج تک ان باتوں کا برا نہیں منایا۔ شاید اس لیے کہ مجھے ان باتوں سے کبھی کوئی سروکار نہیں رہا۔ یا پھر اس لیے کہ میں نے اس قسم کی فضول اور بے سروپا باتوں میں کبھی اپنا قیمتی وقت ضائع کرنے کی ضرورت نہیں محسوس کی۔"

میرے خون کی گردش تیز ہونے لگی۔ میں پوری توجہ سے مجسمے کے بے حس و حرکت اور منجمد ہونٹوں کو دیکھ رہا تھا لیکن اس آواز کی صحت سے بھی انکار نہیں کر سکتا تھا جو میرے کانوں میں گونجی تھی۔ وہ میرا وہم نہیں' ایک ناقابل تردید حقیقت تھی۔

"کیا تم میری آواز سن رہے ہو۔" لیڈی مکلارنس کی آواز نے مجھ سے سوال کیا۔

میں نے اثبات میں اپنے سر کو خفیف سی جنبش دی۔

"جو کچھ میں کہہ رہی ہوں اسے غور سے سنو۔" لیڈی مکلارنس کی مانوس آواز میرے کانوں میں گونجی۔ "تم نے ممی اسٹارز جا کر گراہم سے ملاقات کر کے اچھا نہیں کیا۔ تمہارا یہ عمل ایسا ہی تھا جیسے کوئی نادان بچہ شہد کی مکھیوں کے چھتے پر پتھر اچھال دے۔ گراہم نے تم سے تمہارے دوست کے بارے میں جو کچھ کہا تھا وہ غلط نہیں ہے۔ وہ مکار' فریبی اور دوغلا شخص اس وقت تک تمہارے دوست کو کوئی نقصان پہنچانے کی کوشش نہیں کرے گا جب تک وہ گراہم کا پارٹنر ہے لیکن اس کے اجرتی بدمعاش تمہارا پیچھا آسانی سے نہیں چھوڑیں گے۔ میں نے اسی غرض سے اپنے مجسمے کی پلکوں کو حرکت دے کر تمہیں قریب آنے کی دعوت دی تھی۔"

"تو کیا؟"

"نہیں۔" لیڈی مکلارنس کی آواز تیزی سے میرے کانوں میں گونجی۔ "اپنے ہونٹوں کو جنبش دینے کی حماقت سے گریز کرو۔ جو کچھ دریافت کرنا چاہتے ہو اسے ذہن میں سوچو' تمہارے خیالات کی لہریں مجھ تک پہنچ جائیں گی۔"

"کیا گراہم نے ایڈگر کے ذریعے مجھے چوبیس گھنٹے کی جو مہلت دی تھی اس کے ختم ہو جانے کے بعد ــ"

"وہ دھمکی گراہم کی جانب سے نہیں تھی۔ ایڈگر نے ذاتی طور پر تمہیں خوفزدہ کرنے کی خاطر ایک ہتھیار استعمال کیا تھا۔ میں جانتی ہوں کہ ایڈگر کی حقیقت کیا ہے۔ وہ ایک ایسا خطرناک دہشت گرد ہے جس کی خدمات حاصل کرنے کے لیے دوسرے ممالک بھی اس کے تجربوں سے منہ مانگے معاوضے کے عوض استفادہ کرتے رہتے ہیں۔ لندن آنے سے پیشتر وہ ایک خطرناک یہودی لابی کے لیے خدمت انجام دیتا رہا ہے لیکن وقتی طور پر وہ منظر عام سے ہٹ گیا ہے۔ وہ ایک زہریلا اور خطرناک ناگ ہے جس کے کاٹے کا کوئی منتر نہیں لیکن گراہم میرے نزدیک ایڈگر سے بھی زیادہ خطرناک شخصیت کا مالک ہے جو اپنے شکار کو سسکا سسکا کر مارنے میں لطف محسوس کرتا ہے۔"

"کیا گراہم ابھی تک میرے تعاقب میں ہے؟"

"وہ بڑا ہی کمینہ خصلت واقع ہوا ہے۔ خود کبھی کسی محاذ پر جانے کی حماقت نہیں کرتا۔ صرف ہاتھ کے اشاروں سے اپنے اجرتی بدمعاشوں کو شطرنج کے مہروں کی طرح استعمال کرتا ہے۔ آج کل اس نے ایڈگر اور اس کے ساتھیوں کی خدمات حاصل کر رکھی ہیں۔ تمہارے ذریعے وہ تمہارے دوست کو اس بات پر مجبور کرنے کے خواب دیکھ رہا ہے کہ وہ اپنے تمام شیئر (share) گراہم کے ہاتھوں فروخت کر دے۔"

"اس کے بعد کیا ہوگا؟" میں نے دھڑکتے دل سے پوچھا۔

"کل کیا ہوگا اس فکر کو ابھی سے مت پالو۔ فی الحال میں تمہارے لیے پریشان ہوں۔"

"میں سمجھا نہیں۔"

"ایڈگر کے کچھ ساتھی اس وقت بھی تمہاری گھات میں ہیں۔" لیڈی مکلارنس نے سنجیدگی سے کہا۔ "گراہم اپنی داشتہ کرشیا کے خلاف کوئی قدم نہیں اٹھا سکتا۔ شاید اس لیے کہ کرشیا اس کی کمزوری ہے لیکن کرشیا نے تمہیں جس مقصد کی خاطر اغوا کرایا تھا اس کا انکشاف ہو جانے کے بعد گراہم تمہارا شدید دشمن ہو گیا ہے۔ اس نے ایڈگر کو تمہارے پیچھے لگا دیا ہے اور ایڈگر کے تجربہ کار ساتھی اس وقت بھی تمہارے تعاقب میں ہیں۔"

"کیا ان کی نشاندہی ممکن نہیں؟"

"میرے عزیز۔" اس بار لیڈی مکلارنس کی آواز میں

aazzamm@yahoo.com

کر نکلی تھی۔ "میری لغت میں ناممکن کا کوئی لفظ موجود نہیں۔ کنگ اسٹارز میں گفتگو کے دوران گراہم نے تم سے کہا تھا کہ اس شخصیت کو ذہن سے کھرچ کر نکال دو جس کے بل بوتے پر تم وہاں تک پہنچ گئے تھے۔ اس مردود نے خود کو طوفان اور میری قوت کو ریت کی دیوار سے تعبیر کیا تھا۔ اس نے یہ بھی باور کرانے کی کوشش کی تھی کہ وہ تمہارے ساتھ ابھی تک چوہے اور بلی کا کھیل کھیل رہا ہے۔"

"ہاں۔ اس نے یہی سب کچھ بکواس کی تھی۔" میں نے نفرت کا اظہار کیا۔

"چیونٹی کی جب موت آتی ہے تو اس کے پر نکل آتے ہیں۔" لیڈی مکارنس کا لہجہ بے حد سرد تھا۔ "گراہم کے دن بھی اب گنے چنے رہ گئے ہیں۔ میں عنقریب اسے ایسی سزا دوں گی جسے وہ تمام عمر فراموش نہیں کر سکے گا لیکن ابھی مجھے تمہاری فکر لاحق ہے۔ ایڈگر نے اپنے ساتھیوں کو ایک خطرناک حکم دیا ہے۔ اگر وہ تمہیں مادام تساؤ کے عجائب خانے سے اغوا کرنے میں ناکام رہیں تو موت کی نیند سلا دیں۔"

میں جواب میں تھوک نگل کر رہ گیا۔ خوف کی ایک سرد لہر میرے جسم میں سرایت کر گئی۔ ہال میں اس ہجوم کے درمیان کسی بے آواز جدید اسلحہ سے کسی فرد کا بھی چراغ گل کر دینا کوئی دشوار گزار بات نہیں تھی۔ سائنس کی ترقی نے جہاں انسانیت کی خدمات کے لیے کارہائے نمایاں انجام دیے ہیں 'ان کی بقا کی خاطر بیش بہا خدمات انجام دی ہیں' وہاں جدید اسلحہ کی ایجاد کی موت کو بہت ارزاں بھی کر دیا تھا۔

میں نے نظریں گھما کر دیکھا۔ ندیم اور نسیم بھیڑ میں کہیں گم ہو چکے تھے۔ مجھے نظر نہیں آ رہے تھے اور لیڈی مکارنس کے بیان کے مطابق موت کے سرد ہاتھ میرے گرد اپنا حلقہ تنگ کر رہے تھے۔ سانس کی آمد و رفت جو میری زندگی کی ضمانت تھی کسی لمحے میرے وجود سے اپنا ناتا توڑ بھی سکتی تھی۔

"گھبراؤ نہیں' جب تک لیڈی مکارنس کی ہمدردیاں تمہارے ساتھ ہیں گراہم یا ایڈگر کی پوری فوج بھی تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتی۔" اس کی آواز نے مجھے یقین دلاتے ہوئے کہا۔ "کسی جلد بازی کا مظاہرہ کرنے کی حماقت نہ کرنا۔ میری بات دھیان سے سنو۔ ایڈگر کا ایک ساتھی اس وقت بھی تمہارے بائیں جانب تھوڑے فاصلے پر گہرے بادامی رنگ کے سوٹ میں ملبوس موجود ہے۔ اس کے دوسرے ساتھی مادام تساؤ کے عجائب خانے سے باہر نیلے رنگ کی ایک ڈیلیوری وین میں جدید اسلحہ سے لیس موجود ہیں۔ ان افراد میں دو فرد ایسے بھی ہیں جو بین الاقوامی پولیس کو مطلوب ہیں۔ انہوں نے اپنے چہرے پر پادریوں جیسا میک اپ کر رکھا ہے۔ تم ان معلومات سے استفادہ . . . کر سکتے ہو۔"

"وہ کس طرح؟" میں نے دھڑکتے ہوئے دل سے سوال کیا۔ میں اتنے کمزور اعصاب کا مالک نہیں تھا لیکن اس وقت جو پچویشن لاحق تھی اس نے مجھے نروس ضرور کر دیا تھا۔

"میرے مجسمے سے دور ہٹنے کے بعد بھی تم خود کو بے پروا ظاہر کرنے کی کوشش کرو گے۔ البتہ بادامی رنگ کے سوٹ والے سے محتاط رہنا۔ اسے کوئی ایسا موقع فراہم نہ کرنا جو تمہیں اس کے ساتھ باہر جانے پر مجبور کرے۔" لیڈی مکارنس کی آواز میرے کانوں میں گونجتی رہی۔ "میں تمہیں ایک نمبر دے رہی ہوں۔ پہلی فرصت میں اس نمبر پر وہ معلومات فراہم کرنے کی کوشش کرو جو میں نے تمہیں دی ہیں۔ یہ ایک پولیس موبائل کا کوڈ نمبر ہے۔ وہ تمہاری معلومات پر فوری اقدام کریں گے لیکن اپنا نام بتانے کی حماقت نہ کرنا۔ تمہیں یہی ظاہر کرنا ہوگا کہ تم بھی اسی گروہ کے ایک فرد ہو لیکن اب اپنی جرائم پیشہ زندگی سے تنگ آ چکے ہو اور ان کی تنظیم سے چھٹکارا حاصل کرنا چاہتے ہو۔"

اب لیڈی مکارنس کے مجسمے کے سامنے زیادہ دیر میرا رکنا مناسب نہیں تھا۔ میں نے جیب سے سگریٹ کا پیکٹ نکال کر ایک سگریٹ جلانے کی کوشش کی لیکن اسی لمحے ایک شخص تیزی سے میرے قریب آتے ہوئے بولا۔ "ایکسکیوزمی سر' ہال کے اندر سگریٹ نوشی ممنوع ہے۔"

"سوری۔" میں نے سگریٹ کا پیکٹ دوبارہ جیب میں رکھتے ہوئے کہا پھر بائیں جانب گھوم کر آگے قدم بڑھانے لگا۔ بادامی رنگ کا سوٹ والا مجھ سے زیادہ فاصلے پر نہیں تھا۔ میں نے اس پر کوئی خاص توجہ نہیں دی مبادا اسے کسی قسم کا شک ہوتا البتہ میں نے اس بات کا ضرور خیال رکھا تھا کہ آگے بڑھتے ہوئے میرے اور اس کے درمیان کوئی نہ کوئی آدمی ضرور موجود ہو۔

بظاہر میں اب بھی یہی ظاہر کر رہا تھا کہ یہاں رکھے ہوئے مجسموں میں دلچسپی لے رہا ہوں لیکن میری نظریں بڑی شدت سے کسی فون بوتھ کو تلاش کر رہی تھیں جہاں سے میں پولیس موبائل کو اصل صورت حال سے آگاہ کر سکتا۔ مجھے اپنے مقصد میں زیادہ دیر تک مایوسی کا سامنا نہیں کرنا پڑا۔ ہال کے مغربی گوشے میں مجھے ایک ایسا بوتھ نظر آ گیا جو لندن میں شیشے کے ساؤنڈ پروف بوتھ کے طرز پر بنا ہوا تھا۔ میں نے چلتے چلتے ہی اچانک ہی اپنے تعاقب کرنے والے کو ایسا تاثر دیا تھا جیسے میں کسی دوست کو فون کرنا چاہتا ہوں۔ اس کے دو منٹ بعد میں نے بوتھ میں داخل ہو کر لیڈی مکارنس کے بتائے ہوئے نمبروں کو ڈائل کیا اور رابطہ قائم ہونے پر وہ تمام خفیہ معلومات دہراتا چلا گیا۔ گفتگو کرتے وقت بھی اپنے ہونٹوں پر مصنوعی مسکراہٹ بکھیر کر یہی ظاہر کر رہا تھا کہ اپنے کسی بے تکلف دوست یا گرل فرینڈ سے مخاطب ہوں۔ موبائل اسکواڈ کو میں نے اس بادامی رنگ کے سوٹ والے کا حلیہ اور ناک و نقشے کی تفصیل بھی بتا دی جو اس وقت بھی ایک ایسے مجسمے کے قریب جیب میں ہاتھ ڈالے کھڑا تھا جہاں سے بوتھ کو بآسانی دیکھا جا سکتا تھا۔

فون کر کے میں باہر آیا تو ندیم اور نسیم سے ملاقات ہو گئی۔ وہ دونوں غالباً میری ہی تلاش میں تھے۔ میں ان کے ساتھ گفتگو کرتا ہوا ہجوم میں گھل مل گیا تھا۔ تقریباً بیس منٹ تک میں وقفے وقفے سے کسی نہ کسی بہانے سے سوٹ والے کو دیکھتا رہا پھر اس کے بعد جب میں نے ایک بار پلٹ کر دیکھا تو دور دور تک مجھے کوئی نظر نہیں آیا۔ البتہ تھوڑے فاصلے پر کچھ افراد جمع ہو کر کسی بات پر حیرت کا اظہار کرتے نظر آ رہے تھے۔ مجھے یہ جاننے میں کوئی دشواری نہیں ہوئی کہ پولیس کے سادہ لباس والے مطلوبہ شخص کو بہ آسانی دبوچ کر اپنے ساتھ لے جانے میں کامیاب ہو گئے تھے۔ ندیم یا نسیم کو میرے بارے میں کسی قسم کا شبہ نہیں ہو سکا۔

یہاں سے واپسی کے وقت میں لیڈی مکارنس کے مومی مجسمے کو تشکرانہ نظروں سے دیکھنا نہیں بھولا تھا جس نے اگر بروقت میری مدد نہ کی ہوتی تو شاید میرے دشمن اپنے مقصد میں کامیاب ہو جاتے۔

☆

دوسری صبح شائع ہونے والے مقامی اخباروں میں تساؤ کے عجائب خانے سے گرفتار کیے جانے والوں کے بارے میں سنسنی خیز سرخیاں موجود تھیں۔ نیلے رنگ کی ڈیلیوری وین سے ڈرائیور سمیت کل پانچ افراد گرفتار ہوئے تھے جن کا تعلق مجرمانہ سرگرمیوں میں دخل رکھنے والے دہشت گردوں سے تھا۔ اخبارات نے خاص طور پر ان دو افراد کی تصویر بھی شائع کی تھی جو پادری کے میک اپ میں تھے۔ ان دونوں تخریب کاروں نے بڑی دیدہ دلیری سے اپنے خطرناک جرائم کا اعتراف کرتے ہوئے یہ دلیل پیش کی تھی کہ وہ اپنے ملک اور اپنی قوم کے لیے جو خدمت سرانجام دے رہے ہیں وہ اس پر قطعی شرمندہ نہیں ہیں البتہ پولیس کی سخت کارروائی کے باوجود ان دونوں نے ان خاص دہشت گردی کے واقعات سے قطعی لاعلمی کا اظہار کیا تھا جس کی بدولت ان کی تصاویر مختلف ممالک کے سربراہوں کو ارسال کی گئی تھیں تاکہ وہ اپنی سیکرٹ سروس والوں کے ذریعے ان کی گرفتاری کو ممکن بنا سکیں۔ ان پادریوں کے بھیس میں گرفتار ہونے والوں نے بڑے فخر سے پولیس کو یہ باور کرانے کی کوشش کی تھی کہ ان کی گرفتاری عمل میں آنے کے باوجود ان کی تنظیم میں کوئی خلا پیدا نہیں ہوگی۔ اس لیے کہ ان کے سیکڑوں ساتھی اپنے ملک اور قوم کی بقا کے لیے سر سے کفن باندھے اپنے فرائض انجام دے رہے ہیں۔ انہوں نے کسی مخصوص واردات کی تفصیل بیان کرنے سے گریز کرتے ہوئے صرف اتنا اعتراف کیا تھا کہ وہ دشمن ممالک کی جڑیں کھوکھلی کرنے کی خاطر زندگی کی آخری سانسوں تک جہاد کرتے رہیں گے اور وہ دن دور نہیں جب ان کا ملک دنیا کے نقشے میں سب سے بلند مقام حاصل کرنے میں کامیاب ہو جائے گا۔ اپنی تخریبی سرگرمیوں کے سلسلے میں کسی اظہار ندامت کے بجائے انہوں نے یہ موقف اختیار کر رکھا تھا کہ محبت اور جنگ میں کسی حربے کا استعمال ان کے نزدیک ناجائز قرار نہیں دیا جا سکتا۔

پولیس نے اخباری نمائندوں کو صرف گرفتار کیے جانے والوں کے بارے میں سرسری معلومات سے آگاہ کیا تھا۔ ان کی اصل تصویریں اور نام پوشیدہ رکھے گئے تھے۔ بادامی رنگ کے سوٹ والے نے اپنی گرفتاری پر شدید ردعمل کا اظہار کیا تھا۔ اس نے وین سے گرفتار کیے جانے والوں سے اپنی قطعی لاعلمی کا اظہار کیا تھا اور پولیس کو اپنی تنقید کا نشانہ بناتے ہوئے کہا تھا کہ وہ ایک معزز شہری ہے اور ایک مقامی ادارے میں سول انجینئر کے عہدے پر فائز ہے اس نے اپنا نام اور پتا بھی ظاہر کیا تھا جس کی تصدیق کرنے کے بعد پولیس نے کسی ثبوت کی عدم موجودگی کے باعث اسے باعزت طور پر رہا کر دیا تھا۔

میں بڑی دلچسپی سے ان تفصیلات کو پڑھ رہا تھا۔ مجھے

aazzamm@yahoo.com

اس بات کا بخوبی علم تھا اور ذاتی تجربہ بھی تھا کہ ہمارے ہاں محض ایک معمولی سے شبہے کی بنیاد پر اکثر بے گناہوں کو اتنے تشدد کا نشانہ بنایا جاتا ہے کہ یا تو وہ ظلم سے بچنے کی خاطر اپنے ناکردہ گناہوں کو تسلیم کر لیتے ہیں یا پھر برسوں کسی ہسپتال میں زیرِ علاج رہتے ہیں اور اس خوف سے زبان کھولنے سے گریز کرتے ہیں کہ اگر انہوں نے ایسا کیا تو انہیں کسی نہ کسی دوسرے جرم میں ملوث کر کے دوبارہ گرفتار کرنے کے بعد ریمانڈ کے دوران اس بات کا سختی سے احساس دلا دیا جاتا ہے کہ انہوں نے سچائی کا اظہار کر کے کتنے سنگین اور بھیانک جرم کا ارتکاب کیا تھا لیکن دوسرے ممالک میں ایسا نہیں ہوتا۔ وہاں پولیس مجرم کو گرفتار کرنے سے پیشتر نہ صرف یہ کہ اپنی شناخت ضروری سمجھتی ہے بلکہ اس وقت تک انتہائی مہذب رویے کا مظاہرہ کرتی ہے جب تک جرم ثابت نہ ہو جائے یا گرفتار ہونے والا خود اپنے جرم کا اقبال نہ کر لے بہرحال دونوں صورتوں میں زیرِ حراست افراد کو اس بات کا قانونی حق حاصل ہوتا ہے کہ اگر وہ چاہیں تو اپنے قانونی مشیروں سے جیل کے اندر ایک کمرے میں صلاح و مشورے بھی کر سکتے ہیں۔ محض شبہ یا شک کی بنا پر کسی کو چوبیس گھنٹے سے زیادہ عرصے کے لیے پولیس اپنی تحویل میں رکھنے کی مجاز نہیں ہوتی۔ وہ ہر حال میں قانون کی بالادستی کو ملحوظِ خاطر رکھتے ہیں۔

بادامی رنگ کے سوٹ والے کو بھی غالباً اسی لیے رہا کر دیا گیا تھا کہ پولیس کے پاس اس کے خلاف کوئی ثبوت نہیں تھا لیکن ذاتی طور پر میں اس بات کو تسلیم کرنے کو تیار نہیں تھا کہ وہ بے گناہ ہو گا۔ اگر ایسا ہوتا تو کم از کم لیڈی مکلارنس اس کی نشاندہی بھی نہ کرتی۔ پولیس نے بھی فون پر موصول ہونے والی اس اہم اطلاع کی بنا پر بادامی رنگ کے سوٹ والے کو جس نے اپنا نام ٹم گلوور بتایا تھا اور [illegible] طور پر فوری قانونی دستاویز بھی پیش کر دی تھیں، [illegible] طور پر نظر انداز نہیں کیا ہو گا۔ عدم ثبوت کی بنیاد پر اسے باعزت رہا کر دینے کے باوجود کسی نہ کسی سادہ لباس والے کو اس کی نگرانی پر ضرور مامور کیا ہو گا۔

میں ابھی ان باتوں پر غور کر رہا تھا کہ دروازے پر دستک ہوئی۔ آنے والا ندیم کے سوا کوئی اور نہیں تھا۔ اس کے چہرے پر اس وقت بڑی گمبھیر قسم کی سنجیدگی طاری تھی۔ شاید وہ صبح کے اخبارات کا مطالعہ کر چکا تھا۔ کچھ دیر تک ہمارے درمیان عام موضوع پر گفتگو ہوتی رہی پھر خود میں نے ہی اسے کریدنے کی خاطر پوچھا۔

"کیا تم نے آج اخبارات میں شائع ہونے والی سرخیوں کو دیکھا ہے؟"

"ہاں۔ اس وقت میں اسی سلسلے میں آیا تھا۔"

"کوئی خاص بات۔" میں نے بے پروائی سے انجان بنتے ہوئے پوچھا۔

"میں تمہیں ایک بہت ہی اہم اور دوستانہ مشورہ دینا چاہتا ہوں۔"

"خیریت!" میں نے دوبارہ تعجب کا اظہار کیا تو وہ گہری سنجیدگی سے بولا۔

"خیریت اب اسی میں ہے کہ تم جتنی جلدی ممکن ہو یہاں سے واپس چلے جاؤ۔"

"میں سمجھا نہیں۔" میں نے حیرت کا اظہار کیا۔

"میں بھی ابھی تک نہیں سمجھ سکا کہ تمہیں اس بادامی رنگ کے سوٹ والے پر کس طرح شبہ ہو گیا تھا۔" ندیم کا لہجہ معنی خیز تھا۔

"لیکن......!"

"مجھے باتوں میں اڑانے کی کوشش مت کرو۔" ندیم نے میرا جملہ کاٹتے ہوئے تیزی سے کہا۔ "تم شاید بھول رہے ہو کہ میں تمہیں اپنی ذمے داری پر اپنے ساتھ لایا تھا۔ میرا کوئی نہ کوئی آدمی ہر وقت تمہاری نگاہوں سے اوجھل رہنے کے باوجود تمہاری نگرانی پر مامور رہتا ہے جس سے مجھے پل پل کی خبریں ملتی رہتی ہیں۔"

"اوہ......" میں نے بے پروائی سے مسکراتے ہوئے پوچھا۔ "میرے بارے میں تمہارے نمائندے کی تازہ ترین رپورٹ کیا ہے؟"

"تم خاصی دیر تک لیڈی مکلارنس کے مومی مجسمے کے قریب رہے تھے۔"

"اس بات کا آج کے اخبارات میں شائع ہونے والی خبروں سے کیا تعلق ہے؟"

"مجسمے کے قریب سے ہٹنے کے بعد تم نے ایک ساؤنڈ پروف فون بوتھ سے کسی کو فون کال کی تھی جس کے دس منٹ بعد ہی پولیس اسکواڈ کی وہ کارروائی عمل میں آئی تھی جسے اخبارات نے مقامی پولیس کی شاندار کارکردگی قرار دیا ہے۔" ندیم نے میرے چہرے کے تاثرات کو بغور دیکھتے ہوئے سوال کیا۔ "کیا تم مجھے بتانا پسند کرو گے کہ تم نے وہ فون کس کو کیا تھا؟"

"تمہارا کیا خیال ہے؟" میں نے پہلو بدل کر پوچھا۔

"وہ کال تم نے پولیس موبائل کے نمبروں پر کی تھی

جس کے بعد ہی وہ آپریشن عمل میں آیا تھا۔"

"دو اور دو کو چار کرنا کوئی ایسا دشوار بھی نہیں ہے۔" میں نے مسکرا کر جواب دیا۔ "ویسے بائی دے وے کیا یہ نہیں ہو سکتا کہ تمہارے سادہ لباس والوں نے میرے بارے میں تمہیں جو رپورٹ دی ہے وہ محض قیاس آرائی ہو جس کا اصلیت سے دور کا بھی کوئی تعلق نہیں ہو۔"

"پلیز شہباز!" ندیم نے سنجیدگی سے کہا۔ "تم جس بات کو مذاق میں ٹالنے کی کوشش کر رہے ہو وہ ایک سنگین صورت اختیار کر چکی ہے۔ میں تمہارا دوست ہوں۔ مجھے بتاؤ کہ تمہیں اس بادامی رنگ کے سوٹ والے پر کیوں کر شبہ ہوا تھا؟"

"میری چھٹی حس نے مجھے اس کی جانب سے محتاط رہنے کا مشورہ دیا تھا۔ کیوں؟ کیا تمہارے آدمیوں نے تمہیں نہیں بتایا کہ وہ شخص تساؤ کے عجائب خانے میں داخل ہونے کے بعد ہی سے میرے تعاقب میں لگا ہوا تھا۔" میں نے سنجیدگی سے جواب دیا۔ "مجھے اس بات کا قطعی کوئی علم نہیں کہ پولیس نے اسے کب اور کیوں گرفتار کیا تھا لیکن میں یہ بڑے یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ اگر وہ پولیس کے چنگل میں نہ پھنس گیا ہوتا تو شاید پھر مجھے براہِ راست اس کی کوشش [illegible] کے لیے کوئی مناسب طریقہ اختیار کرنا پڑتا۔"

"مجھے تمہاری ذہانت پر کوئی شبہ نہیں۔ میں تمہاری چھٹی حس کے کچھ تجربات اس سے پیشتر بھی دیکھ اور آزما چکا ہوں لیکن مجھے صرف اتنا معلوم کرنا ہے کہ تم نے وہ فون کال کسے کی تھی؟"

"پولیس کے موبائل اسکواڈ کو۔" میں نے مختصر جواب دیا۔ لیڈی مکلارنس کی سابقہ ہدایت پر میں نے طے کر لیا تھا کہ اس کا نام کسی طرح بھی درمیان میں نہیں آنے دوں گا۔

"اور تمہیں پولیس موبائل کے نمبروں کا علم کس طرح ہوا تھا؟" ندیم نے مجھے کریدنے کی کوشش کی۔

"تم شاید بھول رہے ہو کہ میرا تعلق پولیس کے محکمے سے بھی رہ چکا ہے جہاں اس قسم کے ایمرجنسی نمبروں کو یاد رکھنا اور ان کا بروقت استعمال انتہائی اہم اور ضروری سمجھا جاتا ہے۔"

"کیا تم اس سوٹ والے سے پہلے سے واقف تھے؟"

"ہاں۔" میں نے ہوا میں تیر چھوڑتے ہوئے کہا۔ "میرا خیال ہے کہ میں نے اس روز اسے دیکھا تھا جب میں گراہم سے دو ٹوک گفتگو کے ارادے سے کی اسٹارز کے مخصوص طور پر گیا تھا۔ اگر میرا اندازہ غلط نہیں ہے تو شاید وہ ایڈگر کے گروہ کا کوئی اہم فرد ہو گا جسے میری نقل و حرکت کا جائزہ لینے پر مامور کیا گیا تھا۔"

اس بار ندیم نے فوری طور پر کوئی جواب نہیں دیا۔ وہ کسی سوچ میں گم ہو گیا تھا۔ غالباً وہ تیر جو میں نے اندھیرے میں چلایا تھا ٹھیک نشانے پر لگا تھا۔

"کیا سوچ رہے ہو؟" میں نے اس کی خاموشی کو ٹٹولنے کی خاطر پوچھا۔

"سوٹ والے کی حد تک تمہارے بیان پر یقین کیا جا سکتا ہے لیکن نیلے رنگ کی وین سے بین الاقوامی دہشت پسند گروہ سے متعلق افراد کی گرفتاری۔"

"یہ اتفاق بھی ہو سکتا ہے۔" میں نے جلدی میں وضاحت کی۔ "دنیا کے اکثر ممالک ان جرائم پیشہ افراد کی بیخ کنی کی خاطر ان کے گرد اپنا گھیرا تنگ کر رہے تھے۔ ممکن ہے کہ پولیس موبائل کے اسکواڈ نے محض شبہے کی بنیاد پر اس وین کو چیک کیا ہو اور وہ لوگ 'اتفاقاً' پولیس کے ہتھے چڑھ گئے ہوں۔"

"ہو سکتا ہے۔" ندیم نے پُرخیال انداز میں کہا پھر میری نگاہوں میں نگاہیں ڈال کر بولا۔ "میں تمہارے مفروضے پر فی الحال یقین کیے لیتا ہوں، لیکن شاید تمہیں ابھی تک اس بات کا علم نہیں ہو سکا کہ وہ بادامی سوٹ والا کتنی اہم شخصیت کا مالک تھا۔"

"اخبار میں شائع ہونے والی خبروں سے بھی یہ اندازہ ہوتا ہے۔ اگر وہ اہم شخصیت کا مالک نہ ہوتا تو پولیس اتنی آسانی سے اسے باعزت طور پر رہا نہ کرتی۔"

"میں تمہاری معلومات میں ایک بات کا اور اضافہ کرنا پسند کروں گا۔" ندیم [illegible] لہجے میں بولا۔ "برطانیہ کی پولیس اتنی فالتو بھی نہیں ہے کہ وہ کسی نامعلوم شخص کی جانب سے موصول ہونے والی معمولی معمولی باتوں کی چھان بین کرنے کی خاطر اپنا قیمتی وقت برباد کرتی پھرے۔"

"میں سمجھا نہیں۔" میں قدرے گڑبڑا گیا۔ ندیم کی دلیل میں خاصا وزن تھا۔

"کیا تم نے فون پر پولیس کو اپنے نام اور پتے سے آگاہ کیا تھا؟"

"نہیں۔" میں روانی میں کہہ گیا۔

"پھر تمہاری بات میں کتنی فی صد صداقت ہے، میں اس کا اندازہ بخوبی لگا سکتا ہوں۔" ندیم نے معنی خیز انداز میں

aazzamm@yahoo.com

مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ "میرا تعلق جس میدان سے ہے وہاں ریت کا ایک ذرہ بھی اگر اڑ کر ادھر سے ادھر ہو جائے تو اسے نظرانداز نہیں کیا جا سکتا۔ دوسری شکل میں ہمیں ناقابل تلافی نقصانات سے دوچار ہونا پڑتا ہے۔ کبھی کبھی تو زندگی کے بھی لالے پڑ جاتے ہیں۔ اسی لیے ہمیں اپنی آنکھیں اور کان نیند کی حالت میں بھی کھلے رکھنے پڑتے ہیں۔ ہمارے اپنے الگ تھلگ اصول ہوتے ہیں۔ ہم ذاتی طور پر اپنے معاملات کو سلجھانے کی کوشش کرتے ہیں۔ پولیس کو درمیان میں لانے کی حماقت بھی نہیں کرتے۔ یہی وجہ ہے کہ ہمارے اور پولیس کے مابین ایک مخصوص فاصلہ ہمیشہ قائم رہتا ہے۔ ہمارے سوچنے، سمجھنے اور کچھ کر گزرنے کے طریقے بھی ایک دوسرے سے قطعی مختلف اور جداگانہ ہوتے ہیں۔ ہم جسے ایک بار دوست کہہ دیتے ہیں اس کے مفاد کی خاطر اپنی زندگیاں بھی قربان کر دینے سے گریز نہیں کرتے اور جس کا نام بطور دشمن ہماری فہرست پر آ جاتا ہے ہم اسے کسی قیمت پر بھی کھلی فضا میں سانس لینے کی مہلت نہیں دیتے۔ یا تو وہ ہمیشہ کے لیے اپاہج ہو جاتا ہے یا پھر اس کی لاش کے ٹکڑے کسی ویران شاہراہ کے درمیان بکھرے ہوئے پائے جاتے ہیں اور پولیس سالہا سال اصل قاتل یا قاتلوں کی گرد کا بھی سراغ نہیں لگا پاتی۔ کسی کو اچانک قتل کرنے کے بعد راہ فرار اختیار کرتے وقت ہم اپنے خون آلود جوتوں کے نشانات بھی مٹا ڈالنے کے عادی ہوتے ہیں۔"

ندیم جذباتی انداز میں کہتا رہا۔ میں سمجھ رہا تھا کہ وہ مجھے کیا باور کرانے کی کوشش کر رہا ہے۔ اس کا اندازہ غلط بھی نہیں تھا۔ وہ اس بات کی تہ تک پہنچ گیا تھا کہ میرے بیان میں کہیں نہ کہیں خلا ضرور ہے۔ اس کی سوچ اپنی جگہ درست تھی لیکن میں لیڈی مکارنس کے اعتماد کو ٹھیس نہیں پہنچانا چاہتا تھا۔ پہلی ملاقات کے دوران ہی لیڈی مکارنس نے بڑی سختی سے مجھ پر یہ پابندی عائد کی تھی کہ میں اس کے بارے میں ہمیشہ اپنی زبان بند رکھنے کی کوشش کروں گا۔ دوسری صورت میں میرے حق میں برآمد ہونے والا نتیجہ کسی طور بھی اچھا ثابت نہیں ہوگا۔

میں خاموشی سے ندیم کے چہرے کے اتار چڑھاؤ کا اندازہ لگاتا رہا۔ کچھ دیر تک وہ اپنی کسی سوچ میں مستغرق رہا پھر یکلخت دوستانہ انداز میں بولا۔

"اگر تم کو میری کسی بات سے دکھ پہنچا ہو تو میں اس کے لیے معذرت خواہ ہوں۔ ہم اچھے دوست ہیں اور اچھے دوست رہیں گے۔ میں سمجھتا ہوں کہ کبھی کوئی ذاتی مجبوری بھی دوستی کی راہ میں آڑے آ جاتی ہے۔ بہرحال اس وقت ہمیں جس صورت حال کا سامنا ہے وہ کچھ زیادہ اچھی نہیں ہے۔"

[illegible] تمہارے پاس آنے سے پیشتر میرے ایک خاص آدمی نے مجھے مطلع کیا تھا کہ کل رات کے پچھلے پہر کسی نے جم گاور عرف جی کو پراسرار طور پر موت کے گھاٹ اتار دیا ہے۔ اس کی لاش اس کی خواب گاہ ہی سے برآمد ہوئی ہے اور جس عمارت میں وہ مقیم تھا اس کے باہر فٹ پاتھ سے پولیس کے اس سادہ لباس والے کارندے کی لاش بھی ملی ہے جسے جی کی نگرانی پر مامور کیا گیا تھا۔"

"جم گاور یا جی؟"

"اسی شخص کا نام تھا جو بادامی رنگ کے سوٹ میں تھا اور تمہاری چھٹی حس کے مطابق وہ تمہارے تعاقب میں لگا ہوا تھا۔" ندیم نے بظاہر سنجیدگی سے جواب دیا لیکن میں اس کے لہجے میں ہلکے طنز کی آمیزش کو محسوس کر رہا تھا۔ ندیم نے اپنا سلسلۂ کلام جاری رکھتے ہوئے کہا۔ "تمہیں شاید اس بات کا بھی علم نہ ہو کہ جی ایڈگر کا دست راست تھا۔ ایڈگر عرف ایڈی کے بارے میں تمہیں صرف اتنا بتا دینا کافی سمجھتا ہوں کہ وہ گراہم سے کہیں زیادہ خطرناک شخصیت کا مالک ہے۔ ایک چھوٹا سا نقصان بھی برداشت کرنا اس کے اصول کے خلاف ہے۔ جی تو اس کے لیے بہت زیادہ اہم تھا۔"

"پھر...."

"میرا اب بھی یہی مشورہ ہے کہ تم پہلی فلائٹ سے واپس لوٹ جاؤ ورنہ حالات کوئی نازک موڑ بھی اختیار کر سکتے ہیں۔"

"موت سے ڈر کر بھاگنا بزدلی کی علامت ہے۔" میں نے فیصلہ کن انداز میں جواب دیا۔

"اگر تمہارا آخری فیصلہ یہی ہے تو پھر میں تمہیں خود اپنے سائے سے بھی آئندہ محتاط رہنے کا مشورہ دوں گا۔" ندیم نے سنجیدگی سے کہا پھر کچھ دیر بعد اٹھ کر چلا گیا۔ جاتے جاتے اس نے ایک بار پھر سنگین حالات کا احساس دلانے کی کوشش کی تھی۔

☆

دوپہر کے کھانے کے بعد میں کچھ دیر آرام کرنے کی غرض سے لیٹا تو میرے ذہن میں اچانک لیڈی مکارنس کا تصور ابھر آیا۔ لندن کے متوسط طبقے میں اس کے بارے میں جو مختلف باتیں مشہور تھیں میں نے لیڈی مکارنس کو اس سے کہیں زیادہ مختلف پایا تھا۔ وہ بلاشبہ اپنے کردار میں ایک پراسرار وجود کی مالک تھی۔ میں اپنی آنکھوں سے مکارنس کیسل میں اس کی پراسرار قوت کا ناقابل یقین تماشا دیکھ چکا تھا۔ وہ صرف جادوگرنی نہیں بلکہ بڑی پہلودار شخصیت کی مالک تھی۔ شوہر کے انتقال کے بعد اس نے اپنے شاندار ماضی کو جس انداز میں حیرت انگیز طور پر تبدیل کیا تھا۔ وہ لوگوں کے لیے تجسس کا باعث بن گیا تھا۔ ایک طبقہ اس تبدیلی کو مشکوک نگاہوں سے دیکھ رہا تھا۔ ان کا خیال تھا کہ لیڈی مکارنس نے کسی خاص اور اہم راز کو مخفی رکھنے کی خاطر مکارنس کو اپنے راستے سے ہٹا دیا پھر بیوگی کا چولا پہن کر وہ لوگوں کو اپنی بے گناہی کا ثبوت دیتی پھر رہی ہے۔ کچھ افراد اس تبدیلی کو شوہر کی اچانک جدائی سے تعبیر کرتے تھے۔ ان کے خیال کے مطابق لیڈی مکارنس جو اپنے شوہر سے بے حد پیار کرتی تھی جس کے کہنے پر اس نے اپنے ماضی کو اپنے وجود کے اندر دفن کر لیا تھا، ماں باپ اور خاندان والوں سے ملنا جلنا ترک کر دیا تھا، شوہر کی اچانک حادثاتی موت کے صدمے کو برداشت نہیں کر سکی تھی۔ بیوگی کے احساس نے اس کے اندر کی عورت کو ایک ہی جھٹکے میں موت کے گھاٹ اتار دیا تھا۔ اس کے ذہن کو اس حادثے سے شدید ذہنی صدمہ پہنچا تھا جسے وہ برداشت کرنے سے قاصر تھی اسی لیے اس نے شوہر کے ساتھ ساتھ اپنے ماضی کے رکھ رکھاؤ اور روزمرہ کے معمولات کو بھی تابوت کے ساتھ قبر میں دفن کر دیا تھا اور لوگ اس کی اچانک تبدیلی کو مختلف رنگ دے رہے تھے۔ اپنی اپنی ذہنی سطح کے مطابق قیاس آرائیاں کر رہے تھے۔ اکثر لوگوں کو خیال تھا کہ مکارنس جو ایک سیدھا سادا اور بردبار شخصیت کا مالک تھا، اپنی بیوی کی پراسرار حرکتوں سے عاجز تھا۔ اس نے متعدد بار لیڈی مکارنس کو مجبور کیا تھا کہ وہ اپنی شیطانی قوتوں سے چھٹکارا حاصل کرے۔ اسی بات نے طول پکڑ کر لیڈی مکارنس کو شوہر کی جانب سے دل برداشتہ کر دیا ہوگا جس کا نتیجہ مکارنس کی حادثاتی موت کی صورت میں رونما ہوا۔ غرض کہ جتنے منہ تھے اتنی باتیں بھی مشہور تھیں۔

مغرب کی آزاد فضا میں سانس لینے والے جہاں ایک طرف ہر معاملے میں بہت زیادہ کشادہ دل اور آزاد خیال واقع ہوئے ہیں۔ وہیں ضرورت سے کچھ زیادہ ہی توہمات کا شکار بھی ہیں۔ وہ کالے جادو اور پراسرار علوم کے حامل لوگوں سے حد درجہ خوفزدہ رہتے ہیں۔ مشرق کے مقابلے میں مغرب میں ایسے لٹریچر کی بہتات ہے جس میں ایسے ایسے ناقابل یقین واقعات کو بڑھا چڑھا کر پیش کیا گیا ہے جسے عقل سلیم ماننے کو تیار نہیں ہوتی۔ ڈریکولا کا کردار آج پوری دنیا کے لوگوں کے لیے باعث حیرت ہے حالانکہ اس کی حیثیت محض ذہنی اختراع سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتی۔ انسانی خون پینا بذات خود ایک مکروہ فعل ہے لیکن اسی گھناؤنے پس منظر میں اب تک ان گنت فلمیں بنائی جا چکی ہیں جس میں ڈریکولا کے کردار کو امر بیل کی طرح پھیلتے دکھایا گیا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ ڈریکولا کے کردار کی رعایت حاصل کر کے ایک موثر ذرائع ابلاغ سے صلیب کی اہمیت اور ایک مخصوص مذہب کی تبلیغ کو دنیا کے گوشوں میں پھیلانے کا تصور کار فرما ہو۔

ڈریکولا کے کردار کے علاوہ اور بھی بہت سارے کردار فلموں کے ذریعے عالمی شہرت اختیار کر چکے ہیں۔ کسی ہوشمند انسان کا مہینے کے انتیس دن تک نارمل رہنا اور چودھویں رات کو عین رات کے بارہ بجے بھیڑیے کی شکل اختیار کر لینا، اس کے جسم پر لمبے لمبے بالوں کا اگ آنا اور اس کیفیت میں راتوں رات درندگی پھیلانے کے بعد دوسری صبح کا سورج طلوع ہوتے ہی اپنی اصل صورت اختیار کر لینا ایک ایسی الف لیلوی داستان کہی جا سکتی ہے جسے بچوں اور ناپختہ ذہنوں کو گمراہ کرنے کی کامیاب کوشش تو قرار دیا جا سکتا ہے لیکن ان فضولیات کو تسلیم کر لینا دیوانگی کے عین مترادف ہوگا۔

جہاں تک فکشن کا تعلق ہے تو اس موضوع پر بڑے بڑے جغادری مصنفوں اور عالمی شہرت یافتہ لکھاریوں نے بھی طبع آزمائی کی ہے لیکن ان قصوں کہانیوں میں فضولیات کو کبھی کوئی دخل نہیں رہا۔ البتہ دیومالائی کہانیوں کو اس لیے قبول کیا جا سکتا ہے کہ اس کے اوپر بیشتر ممالک اور مذاہب کی مستند کتابیں اور لٹریچر موجود ہے۔

لیڈی مکارنس سے ملنے سے پیشتر میں ذاتی طور پر بلیک میجک اور روحوں سے بات کرانے والی شخصیتوں کو محض فراڈ سمجھتا تھا لیکن پنڈت جنسی دھڑ کے کٹے ہوئے سر کو ہوا میں معلق رہ کر زندہ انسانوں کی طرح باتیں کرتا دیکھ لینے کے بعد مجھے اس بات پر یقین کر لینا پڑا کہ لیڈی مکارنس کے بارے میں جو پراسرار اور ناقابل یقین باتیں مشہور تھیں اس میں سے کچھ درست بھی تھیں اس کے علاوہ وہ میری

aazzamm@yahoo.com

محسنہ بھی تھی۔ گریشیا کے خوبصورت چنگل سے نجات دلانے میں بھی اس نے میری مدد کی تھی اور اب اس نے اپنے سوئی چبھنے کے ذریعے مجھے جن خطروں کی نشاندہی کر کے زندگی بخشی تھی وہ بھی میرے لیے ناقابل فراموش تھی لیکن ان تمام باتوں کے ساتھ ساتھ ایک اہم سوال بھی بار بار میرے ذہن میں ابھر آتا تھا۔ لیڈی مکلارنس کو میری ذات سے کیا دلچسپی لاحق ہو گئی تھی؟ اگر وہ مشرقی ممالک کے افراد کے لیے کسی وجہ سے اپنے دل میں کوئی نرم گوشہ رکھتی تھی تو لندن میں میرے علاوہ بھی لاکھوں افراد موجود تھے پھر قرعہ فال میرے ہی نام کیوں نکلا تھا؟ کیا یہ محض اتفاق تھا یا اس کے پس پردہ بھی کوئی پراسرار بات پوشیدہ تھی؟

بڑی دیر تک میں بستر پر لیٹا کروٹیں بدلتا رہا۔ میرے ذہن میں متعدد سوالات ابھر ابھر کر آپس میں گڈمڈ ہو رہے تھے پھر اچانک کچھ سوچ کر میں تیزی سے اٹھا۔ ریسیور اٹھا کر میں نے آپریٹر سے ڈائریکٹ لائن مانگی اور مکلارنس کیسل کے نمبر ڈائل کرنے لگا۔ مجھے ابھی تک ان نمبروں کو استعمال کرنے یا نہ کرنے کے سلسلے میں لیڈی مکلارنس کی جانب سے کوئی واضح اشارہ نہیں ملا تھا۔ کچھ دیر تک دوسری جانب سے گھنٹی بجنے کی آواز ابھرتی رہی پھر کسی مرد نے کال ریسیو کی تھی۔

"ہیلو۔" میرے کانوں میں ایک ایسی آواز گونجی جس میں بیزاری کا عنصر شامل تھا۔

"مجھے لیڈی مکلارنس سے بات کرنا ہے۔" میں نے مہذب لہجے میں کہا۔

"کیا نام ہے تمہارا؟" اس بار بھی ترش لہجے میں سوال کیا گیا۔

"کیا میرے لیے اپنے نام کا اظہار کرنا ضروری ہے؟"

"ہاں۔" کھردرے انداز میں کہا گیا۔ "اس کے بغیر مادام کسی اجنبی سے بات کرنا پسند نہیں کرتیں۔"

"میرا خیال ہے کہ میرے لیے اپنا نام ظاہر کرنا مناسب نہ ہوگا۔"

"یہ تمہارا خیال ہے مگر مجھے یقین ہے کہ نام معلوم ہوئے بغیر مادام تمہیں کوئی اہمیت نہیں دیں گی اس لیے کہ غیر متعلقہ لوگوں کو منہ لگانا مادام کے اصول کے خلاف ہے۔"

"کیا یہ ریفرنس کافی نہ ہوگا کہ میں کل مادام تساؤ کے عجائب خانے گیا تھا۔" میں نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔ "لیڈی مکلارنس کے لیے یہ حوالہ کافی ہوگا۔"

"میں نہیں سمجھ سکا کہ تم بلاوجہ اپنا وقت کیوں ضائع کر رہے ہو۔" اس بار دوسری طرف سے بولنے والے کے لہجے سے حقارت مترشح تھی۔ "مادام تساؤ کے عجائب خانے ہر روز لاکھوں افراد تفریح کی غرض سے جاتے ہیں اور ہر روز مجھے اسی قسم کی فضول کالوں کو ریسیو کرنا پڑتا ہے۔"

"میں تمہاری بات کی تردید نہیں کروں گا لیکن کیا تم اس بات پر یقین کرو گے کہ میں دوبار مکلارنس کیسل بھی آچکا ہوں۔" میں نے اس پر اپنی اہمیت جتانے کی کوشش کی۔ "میرے پاس وہ مخصوص سنہری سکہ بھی موجود ہے جسے دکھا کر میں بلا کسی روک ٹوک کے مادام سے ملاقات کرنے کا شرف حاصل کر سکتا ہوں۔"

"نمبر بتاؤ۔"

"نمبر ون۔" میں نے جلدی سے کہا۔

"انتظار کرو۔" سپاٹ لہجے میں جواب ملا۔ "میں مادام کو مطلع کرتا ہوں۔"

پھر کوئی پانچ سات منٹ گزر جانے کے بعد ہی دوسری سمت سے لیڈی مکلارنس کی مانوس آواز سنائی دی۔

"کہاں سے بات کر رہے ہو؟"

"اپنے ہوٹل کے کمرے سے — میرا نام —"

"نہیں۔" میری بات کو تیزی سے کاٹتے ہوئے کہا گیا۔ "نام بتا کر تم دوسری حماقت کا ثبوت دو گے۔"

"میں سمجھا نہیں۔"

"تمہیں کم از کم ہوٹل سے مجھ سے رابطہ قائم کرنے کی کوشش نہیں کرنا چاہیے تھی۔ بہرحال مقصد بیان کرو۔"

"میری اطلاع کے مطابق گزشتہ رات بادامی رنگ کے سوٹ والے کو قتل کر دیا گیا ہے اس کے علاوہ جو شخص سادہ لباس میں اس کی نگرانی پر مامور کیا گیا تھا اسے بھی راستے سے ہٹا دیا گیا۔"

"تمہارا کیا خیال ہے میرے عزیز۔ کیا تم سے متعلق کوئی ایسی اطلاع بھی ہو سکتی ہے جو مجھ سے پہلے تمہارے کانوں تک پہنچ جائے۔" لیڈی مکلارنس نے سنجیدگی سے کہا۔ "مجھے اس بات کا بھی علم ہے کہ تمہارے دوست نے تمہیں فوری طور پر واپسی کا مشورہ دیا ہے۔"

"میں نے اسی غرض سے فون کیا تھا۔" میں نے جلدی سے کہا۔ "کیا مجھے اپنے دوست کا مشورہ قبول کر لینا چاہیے؟"

"حالات نے جو سنگین صورت حال اختیار کر لی ہے اس کے پیش نظر تمہارے دوست کا مشورہ اپنی جگہ غلط نہیں ہے لیکن میں نے تم سے کہا تھا کہ جب تک تمہیں میری ہمدردی حاصل ہے اس وقت تک کوئی طاقت تمہیں نقصان نہیں پہنچا سکتی۔"

"کیا ایڈگر اپنے دست راست کی موت پر خاموش رہے گا۔" میں نے سنجیدگی سے دریافت سے کیا۔

"میں اس بات کو تسلیم کرتی ہوں کہ ایڈی کا شمار دنیا کے ٹاپ کلاس دہشت گردوں میں ہوتا ہے۔ وہ آکٹوپس کے مقابلے میں کہیں زیادہ شیطان، مکار، دوغلا اور خبیث واقع ہوا ہے۔ بین الاقوامی نوعیت کی سیکڑوں ہولناک وارداتوں میں براہ راست ملوث ہونے کے باوجود اس نے ابھی تک اپنے پیچھے کوئی ایسا سراغ نہیں چھوڑا ہے جو اسے پولیس کی نظروں میں مشکوک ثابت کر سکے۔" لیڈی مکلارنس نے اپنے سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے کہا۔ "یہ بات بھی اپنی جگہ درست ہے کہ جمی کی موت نے اسے پاگل کر دیا ہے اور ایسی شکل میں جبکہ اسے مجبوراً جمی کو اپنے راستے سے ہٹانے پر مجبور ہونا پڑا۔ اگر جمی پولیس کے ہتھے چڑھ جاتا تو عین ممکن تھا کہ وہ ایڈی کے سلسلے میں پولیس کے تھرڈ ڈگری ٹریٹمنٹ سے مجبور ہو کر اپنی زبان کھول دیتا۔ میں جانتی ہوں کہ اس وقت ایڈی کے ذہن میں تمہارے خلاف پلنے والا لاوا پھٹ کر ابل پڑنے کے لیے ٹھاٹھیں مار رہا ہے لیکن تمہیں پریشان ہونے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔"

"بہرحال میں شکر گزار ہوں کہ اگر آپ نے بروقت میری مدد نہ کی ہوتی تو شاید —"

"بھول جاؤ ان پرانی اور روایتی باتوں کو۔ آج کی اس مادی دنیا میں بغیر کسی مفاد کے کوئی کسی کے کام نہیں آتا۔ میں بھی نہیں۔" لیڈی مکلارنس نے بڑی سنجیدگی سے پھر اپنی بات کی وضاحت کرتے ہوئے بولی۔ "جانتے ہو تم میری توجہ کا مرکز کیوں بنے ہو؟"

"نہیں۔" میں نے مختصراً جواب دیا۔

"جس طرح کسی دھنی پڑھنے والے کے لیے بازار میں آنے والی ہر نئی کتاب ایک خاص دلچسپی کا باعث بن جاتی ہے بالکل اسی طرح کسی بھی نووارد کا سامنا میرے اندر کے تجسس کو ہوا دیتا ہے۔ مجھے مشرق سے والہانہ عشق ہے اس لیے میں مشرقی لوگوں میں زیادہ دلچسپی لیتی ہوں۔ جس طرح مطالعے کا شوقین کتاب مکمل کر لینے کے بعد اپنی دلچسپی کسی نئی کتاب کی جانب مبذول کر دیتا ہے اسی طرح مشرقی بودوباش رکھنے والوں کے کردار کو اپنی کسوٹی پر پرکھنے کے بعد ان کی شخصیت میرے لیے اپنی اہمیت کھو دیتی ہے لیکن تمہارا معاملہ ذرا مختلف ہے۔ جانتے ہو کیوں؟ اس لیے کہ تمہاری شخصیت کا مطالعہ ابھی تک میرے لیے ممکن نہیں ہوا۔ میں نے اپنے تجربات میں آج تک کبھی شکست کا سامنا نہیں کیا لیکن تمہارے اندر کوئی ایسی مخفی قوت ضرور موجود ہے جو میرے تجسس کو ابھار رہی ہے۔"

"مخفی قوت۔" میں نے اپنے ہاتھ میں موجود صندلی انگوٹھی کی جانب دیکھتے ہوئے انجان بن کر پوچھا۔ "میں سمجھا نہیں۔"

"ہو سکتا ہے کہ تم خود بھی اس پوشیدہ مگر حیرت انگیز قوت کی موجودگی سے لاعلم ہو۔ یہ بھی ممکن ہے تم نے اس راز سے واقف ہونے کے باوجود اسے زبان تک نہ لانے کی قسم کھا رکھی ہو۔ بہرحال جب تک میں معمے کو حل نہیں کر لیتی تمہاری ذات میں میری دلچسپی برقرار رہے گی۔"

"میں اب بھی ان باتوں کا مقصد سمجھنے سے قاصر ہوں۔" میں نے بدستور سنجیدگی سے کہا۔ "کیا آپ مجھے اس پوشیدہ طاقت کے بارے میں بتانا پسند کریں گی جو میرے وجود کے اندر موجود ہونے کے باوجود میرے علم میں نہیں ہے۔"

"اگر تم غلط بیانی سے کام نہیں لے رہے ہو تو فی الحال صرف اتنا جان لو کہ دنیا کی کوئی بھی طاقت تمہارے دل کی گہرائیوں میں نہیں جھانک سکتی۔"

"کیا آپ مجھے درپیش حالات کے پیش نظر میرے بارے میں کوئی پیش گوئی کر کے میری رہنمائی کر سکتی ہیں؟" میں نے بڑی سادگی سے کہا۔

"اس بار تم نے اپنی ذہانت کا ثبوت دے کر ایک اہم بات دریافت کی ہے۔" لیڈی مکلارنس نے جواب دیا۔ "میری بات غور سے سنو اور اسے اچھی طرح ذہن نشین کر لو۔ تمہیں بہت جلد دوبارہ اغوا کرنے کی کامیاب کوشش کی جائے گی۔"

"کامیاب کوشش؟" میں نے چونکتے ہوئے تیزی سے دریافت کیا۔ "کیا مجھے اغوا کرنے والے اپنی کوشش میں کامیاب ہو جائیں گے؟"

"ہاں۔" لیڈی مکلارنس نے ٹھوس لہجے میں جواب دیا۔ "وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو جائیں گے اور ایک بات کا خیال رہے۔ تم مزاحمت کی کوشش نہیں کرو گے۔

aazzamm@yahoo.com

اگر تم نے ایسا کیا تو خسارے میں رہو گے۔ فی الحال میں صرف اتنا ہی بتانا پسند کروں گی۔"

"لیکن۔۔۔"

"میرا قیمتی وقت برباد نہ کرو۔" اچانک لیڈی ملارنس نے چڑچڑے پن کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔ "صرف میری ہدایت پر عمل کرتے رہو۔"

پھر اس کے ساتھ ہی دوسری جانب سے ریسیور کریڈل پر رکھنے کی آواز ابھری۔ میں کچھ دیر ریسیور ہاتھ میں لیے بیٹھا رہا پھر میں نے بھی اسے کریڈل پر واپس رکھ دیا۔

"تمہیں دوبارہ اغوا کرنے کی کامیاب کوشش کی جائے گی۔" لیڈی ملارنس کا کہا ہوا وہ جملہ بڑی دیر تک میرے ذہن میں کھٹکتا رہا۔

✚

شام کی چائے پینے کی غرض سے میں اپنے کمرے سے نکل کر لفٹ کے ذریعے نیچے جانے لگا تو اتفاقاً میری نظر لفٹ میں موجود اس خوبصورت، حسین اور کم سن لڑکی پر پڑی جو میرے ساتھ سفر کر رہی تھی۔ رنگت کے اعتبار سے وہ ہندوستانی ہی لگ رہی تھی۔ اس کی آنکھیں بے حد سحر انگیز تھیں جو صنفِ مخالف کو اپنی طرف متوجہ کرنے میں بلاشبہ بھرپور کشش رکھتی تھیں۔

لڑکی کے جسمانی نشیب و فراز بھی خاصے دلکش تھے۔ اس نے اپنی اجلی جلد کی نمائش کی خاطر منی اسکرٹ اور بلاؤز پہن رکھا تھا۔ اس کی عمر میرے محتاط اندازے کے مطابق سترہ اٹھارہ سال سے کسی طرح بھی زیادہ نہیں تھی۔ مشرق میں اس عمر کی لڑکیوں کو ذہنی طور پر نابالغ اور معصوم ہی سمجھا جاتا ہے لیکن مغرب کی روایت اس کے برعکس ہے۔ وہاں چودہ سال کی عمر تک پہنچتے ہی لڑکیاں نہ صرف یہ کہ بالغ ہو جاتی ہیں بلکہ زندگی کی تمام اونچ نیچ سے بھی پوری طرح واقف ہو جاتی ہیں۔ شاید یہی وجہ ہے کہ مغرب کی آزاد فضا میں کھل کر سانس لینے کا سبب ان کو جنسی بے راہ روی کا شکار کر دیتا ہے۔ اس کیفیت میں اگر ان کے قدموں میں کوئی لغزش آ جائے تو اسے زیادہ معیوب بھی نہیں سمجھا جاتا۔ لڑکی کے بزرگ اسے سرزنش کرنے یا کوئی خاطر خواہ سزا دینے کے بجائے اس کی ہر ممکن مدد کرتے ہیں۔ جب تک اس کی مشکل آسان نہ ہو جائے وہ ہر طرح سے اس کی دیکھ بھال کرتے ہیں اس کے بعد دوبارہ اسے سفاری پارکوں میں چوکڑیاں بھرتے ہوئے ہرنوں کی طرح آزاد چھوڑ دیا جاتا ہے۔

لفٹ میں ہم سفر لڑکی کو دیکھ کر مجھے اس کے بارے میں بھی کچھ ایسا ہی اندازہ ہوا تھا۔ اس کی غزالی، نشیلی اور بے باک نگاہوں میں کسی ایسے ماہر شکاری کی وہ تمام تر خصوصیات موجود تھیں جو کسی شکار کو اپنے جال میں پھانسنے کی پوری پوری صلاحیت رکھتا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ میرے ذہن میں ابھرنے والا وہ خیال محض نسلی اور مذہبی تفریق کا نتیجہ ہو لیکن مجھ سے نگاہیں چار ہو جانے کے بعد اس کے گلابی اور گداز ہونٹوں پر جو معنی خیز مسکراہٹ ابھری تھی اس کا مفہوم صاف لفظوں میں کچھ یہی تھا کہ تم اگر آمادہ ہو تو میری صحبت میں خوشگوار لمحے بھی گزار سکتے ہو۔

عام حالات میں اگر وہ حسین لڑکی مجھ سے اس طرح ٹکرائی ہوتی تو شاید میں اس کی نگاہوں کی اس معنوی دعوت کو وقت گزاری کے طور پر تفریح کے لیے قبول کر لیتا لیکن حالات نے میرے اطراف جو جال بن رکھے تھے اس میں میری ایک معمولی سی غلطی بھی میرے لیے ناقابلِ تلافی نقصان کا سبب بن سکتی تھی۔ میں بذاتِ خود بھی چونکہ شکار کا شوقین تھا اس لیے اس حقیقت سے بھی پوری طرح واقفیت رکھتا تھا کہ کسی خطرناک شکار کو پھانسنے کے لیے اکثر معمولی جانوروں کو چارے کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے۔ ممکن تھا کہ میرے دشمنوں نے بھی اس لڑکی کو میرے لیے "چارے" کے طور پر استعمال کرنے کی کوشش کی ہو چنانچہ میں نے لڑکی کی معنی خیز مسکراہٹ کے جواب میں کچھ اس طرح نگاہیں پھیر لیں جیسے میں نے سرے سے اس کی طرف پوری توجہ ہی نہ دی ہو۔ لیڈی ملارنس نے فون پر میرے بارے میں کسی کامیاب اغوا کی کوشش کی جو پیش گوئی کی تھی اس کے پیش نظر ضروری تھا کہ میں اپنے سائے سے بھی محتاط رہوں۔ اس نے مجھے خاص طور پر تاکید کی تھی کہ میں اس اغوا کی کوشش کو ناکام بنانے کی خاطر کسی جوابی کارروائی سے گریز کروں ورنہ خسارے میں رہوں گا۔ ممکن ہے اس نے میری جوابی کارروائی کی شکل میں کسی خطرے کی بو سونگھ لی ہو لیکن اس کے باوجود میں خود کو "تر نوالے" کی طرح تھالی میں رکھ کر دشمنوں کے سامنے پیش کر دینے کو تیار نہیں تھا چنانچہ اس روز بھی کمرے سے نکلتے وقت میں نے نہ صرف یہ کہ اپنے آٹومیٹک کو لوڈ کر لیا تھا بلکہ ایک فالتو میگزین بھی میری جیب میں محفوظ تھا۔ اگلے لمحے کیا پیش آنے والا تھا میں اس سے قطعی لاعلم تھا لیکن مجھے اس بات کا بھی بخوبی علم تھا کہ محض دوسروں کے سہارے جینے والے اور دوسروں کی قوت پر بھروسا کر کے

ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے رہنے والے زندگی میں اپنے لیے کوئی مقام نہیں بنا سکتے۔ جو لوگ ایسا کرتے ہیں وہ اپنی صلاحیتوں کو زنگ آلود کر لیتے ہیں۔ ان کا انجام بڑا مایوس کن ہوتا ہے۔ تاریخ گواہ ہے کہ وہ عظیم طاقتیں جو کل تک دنیا کے نقشے پر سرفہرست نظر آتی تھیں آج اپنی بقا کی جنگ لڑنے میں مصروف ہیں اور وہ ممالک جو اس عظیم طاقت کے سائے تلے پناہ گزیں تھے عجیب کسمپرسی کا شکار ہیں۔

ایک سابقہ پولیس آفیسر ہونے کے ناتے بھی کسی مجرم کے آگے ہتھیار ڈال دینا میری شان کے خلاف تھا۔ میں مسلمان ہوں اور اس بات پر یقینِ کامل رکھتا ہوں کہ موت کا جو وقت مقرر کیا جا چکا ہے اسے دنیا کی کوئی طاقت نہیں ٹال سکتی۔ اگر قسمت نے دشمن کی طرف سے چلائی گئی گولی پر میرا نام رقم کر دیا تھا تو لیڈی ملارنس کی پیش گوئی یا پراسرار قوتیں بھی اسے نہیں مٹا سکتی تھیں۔

گراؤنڈ فلور پر لفٹ سے باہر آ کر میں ڈائننگ ہال کی طرف قدم بڑھا رہا تھا کہ میری نظر چیف انسپکٹر پاول پر پڑی جو استقبالیہ پر کھڑا کاؤنٹر کلرک سے باتوں میں مصروف تھا۔ اس کے چہرے پر اس وقت بھی جان مینگو کا میک اپ تھا۔ ہوٹل کی عمارت میں اس کی موجودگی محض اتفاقیہ نہیں ہو سکتی تھی۔ ممکن ہے وہ کاؤنٹر کلرک سے میرے ہی سلسلے میں ضروری معلومات حاصل کر رہا ہو۔ مجھے اس بات کا بھی یقین تھا کہ انسپکٹر پاول کے سیکشن سے تعلق رکھنے والے کچھ سادہ لباس والے بھی میری نگرانی پر ضرور مامور ہوں گے۔ بہرحال وہ ابھی تک اسی غلط فہمی کا شکار تھا کہ میں اس کی اصلیت سے ناواقف ہوں۔ میں نے بس ایک لمحے کے لیے اس کی طرف دیکھا پھر ڈائننگ ہال کی سمت لمبے لمبے قدم اٹھانے لگا۔

بیرے کو چائے کا آرڈر دینے کے بعد میں سروس کا انتظار کر رہا تھا کہ وہی کمسن، حسین اور بے حجاب لڑکی جو لفٹ میں مجھے دیکھ کر مسکرائی تھی میرے قریب آ کر رک گئی۔

"میرا نام روز ہے۔" اس نے میری نگاہوں میں جھانکتے ہوئے اپنا تعارف کرایا۔ "روز باورڈ۔"

"خوبصورت نام ہے۔" میرا لہجہ سپاٹ تھا۔

"میں مسٹر باورڈ کی بیٹی ہوں۔"

پہلی بار میں نے باورڈ کے نام کو سرسری طور پر سنا تھا لیکن جب دوسری بار اس نے وہ نام دہرایا تو میں چونکے بغیر نہ رہ سکا۔ ندیم نے غداری کے جرم میں نارمن کو جو سزا دی تھی، باورڈ بھی اس کی لپیٹ میں آ گیا تھا۔ گراہم نے ملاقات کے دوران کھلے لفظوں میں اس بات کا اظہار کیا تھا کہ جو لوگ مجھ پر قاتلانہ حملہ کر رہے ہیں اور میری جان لینے کے درپے ہیں وہ نارمن اور باورڈ کے دوست احباب ہیں۔

اگر روز اسی باورڈ کی بیٹی تھی جو سیکڑوں من مٹی کے نیچے دفن کیا جا چکا تھا تو پھر وہ مجھ سے قریب ہونے کی کوشش کیوں کر رہی تھی؟ میں نے سوچا اور غور سے روز کے چہرے پر نظریں ڈالیں۔ وہ گلاب کے کسی تر و تازہ پھول کے مانند شاداب نظر آ رہی تھی۔ اس کی مسکراتی نظروں یا چہرے سے کسی ایسی علامت کا اظہار نہیں ہو رہا تھا جسے کسی انتقامی سازش سے تعبیر کیا جا سکتا۔

"آپ کا نام شاید شہباز خان ہے۔" اس نے بے تکلفی سے کہا۔

"جی ہاں۔" میں سنجیدگی سے بولا۔ "آپ کا خیال درست ہے لیکن۔۔۔"

"کیا آپ مجھے بیٹھنے کو نہیں کہیں گے۔" اس نے مسکراتے ہوئے دریافت کیا پھر میرے اشارے پر میرے مقابل بیٹھتے ہوئے بولی۔ "آپ چھٹے فلور کے روم نمبر سکس او فور (604) میں مقیم ہیں۔"

"جی ہاں۔"

"میرا قیام سکس او تھری میں ہے۔" اس نے کہا۔ "میں کل رات ہی پیرس سے یہاں پہنچی ہوں اور میری خوش قسمتی ہے کہ مجھے آپ کے ساتھ والا روم بھی مل گیا۔"

"کیا آپ مجھے پہلے سے جانتی ہیں؟" میں نے تجسس بھرے لہجے میں کہا۔

"جی نہیں۔" وہ اس بار سنجیدگی سے بولی۔ "آپ کا نام مجھے کاؤنٹر سے معلوم ہوا تھا۔ دراصل میں جب بھی کسی ہوٹل میں ٹھہرتی ہوں تو اپنے آس پڑوس میں رہنے والوں کے بارے میں ضرور دریافت کرتی ہوں۔ یہ میری ہابی ہے۔"

"کیا آپ کا مستقل قیام یہاں لندن میں نہیں ہے۔"

"کبھی تھا۔ اب نہیں ہے۔"

"میں سمجھا نہیں۔"

"میری ماں کا تعلق جرمنی سے ہے۔" وہ سنجیدگی سے بولی۔ "لوگوں کا ایک عام تاثر ہے کہ جرمن عورت اپنے

aazzamm@yahoo.com

شوہر کے معاملے میں سب سے زیادہ وفادار اور خدمت گزار ہوتی ہے۔ میں اس پر کوئی تبصرہ نہیں کروں گی۔ ویسے میری پیدائش یہیں لندن میں ہوئی تھی۔ چار سال کی عمر تک میں یہیں پلی بڑھی لیکن اس کے بعد ـــــ" وہ ایک لمحے کے توقف کے بعد بجھے ہوئے لہجے میں بولی۔ "اس کے بعد مجھے اپنی ماں کے ساتھ جرمنی واپس جانا پڑا۔ لندن کے حالات ہمارے لیے سازگار نہیں رہے تھے۔"

"کوئی خاص وجہ؟"

"ہاں۔" روز نے ایک سرد آہ بھر کر کہا۔ "میرے باپ نے میری ماں کو طلاق دے کر دوسری شادی کرلی تھی لیکن یہ کوئی حیرت انگیز بات نہیں ہے ایسا ہوتا رہتا ہے۔ عام لوگوں کے علاوہ شاہی محل سے وابستہ افراد کے بارے میں بھی ایسے بے شمار واقعات مشہور ہیں جو آئے دن اخبارات کی زینت بنتے رہتے ہیں۔"

"آپ پیرس میں کیا کرتی ہیں؟"

"میرا خیال ہے کہ آپ کچھ زیادہ ہی تکلف کا مظاہرہ کر رہے ہیں۔" اس نے سپاٹ آواز میں کہا۔ "میں آپ سے عمر میں بہت چھوٹی ہوں اس لیے آپ مجھے تم کہہ کر بھی مخاطب کرسکتے ہیں۔"

"تم نے کہا تھا کہ تمہاری ماں ابھی تک جرمنی میں مقیم ہے۔" میں نے بزرگانہ انداز اختیار کیا۔

"میں نے غلط نہیں کہا تھا۔ طلاق ہو جانے کے بعد اس نے جرمنی واپس جا کر ایک سپر اسٹور میں ملازمت اختیار کرلی ہے۔ میں پیرس میں تعلیم حاصل کر رہی ہوں۔ میری ماں میرے مستقبل کو بہت تابناک دیکھنے کی خواہش مند ہے۔ سپر اسٹور کی ملازمت سے جو وقت بچ جاتا ہے اس میں وہ ٹیوشن پڑھاتی ہے اس لیے کہ مجھے تعلیم کے دوران سرمائے کی کمی کا احساس نہ ہوسکے۔"

"تمہارے والد یہاں لندن میں کہاں مقیم ہیں؟" میں نے دریافت کیا پھر وضاحت طلب لہجے میں پوچھا۔ "کیا تم اپنے والد سے ملنے کی غرض سے آئی ہو؟"

"جو لوگ مرجاتے ہیں ان سے ملاقات کرنا ممکن نہیں ہوتا۔" اس کے چہرے پر اداسی پھیل گئی۔

"کیا مطلب؟" میں چونکے بغیر نہ رہ سکا۔ "تمہارے والد یہاں کیا کرتے تھے؟"

"ہر وہ برا کام جو انسان کے لیے کسی وقت بھی تباہی کا باعث بن سکتا ہے۔" روز نے اپنا نچلا ہونٹ چباتے ہوئے جواب دیا۔ "وہ جس راستے کے مسافر تھے اس پر جگہ جگہ موت کے مائل استون نصب تھے لیکن دولت کی ہوس اور راتوں رات بڑا آدمی بننے کی خواہش انسان کو اندھا کردیتی ہے۔ میرا باپ بھی خود اپنے کھودے ہوئے گڑھے میں گر کر ہلاک ہوگیا۔ مجھے اس سے کوئی ہمدردی بھی نہیں ہے۔ ہماری تہذیب کے اطوار کچھ عجیب ہیں۔ بچوں کو بہت جلد اس وقت ماں باپ اپنے قرب سے دور کردیتے ہیں جب اسے تربیت کی ضرورت ہوتی ہے۔ ایسی صورت میں بچوں کو کم عمری ہی سے اپنے راستے کا تعین کرنا پڑتا ہے۔ شاید یہی وجہ ہے کہ ہم بہت جلد آزادی سے متاثر ہو کر گمراہی کا شکار ہو جاتے ہیں۔ روشنیوں کی چمک دمک سے ہماری آنکھیں چندھیا جاتی ہیں پھر اس وقت کھلتی ہیں جب وقت گزر چکا ہوتا ہے۔ ہمیں اچھے برے کی تمیز نہیں رہتی۔ سچ پوچھئے تو ہم بے راہ روی کا شکار نہیں ہیں بلکہ یہ سب کچھ انتقامی کارروائی کا ایک لامتناہی سلسلہ ہے۔ ہم جو زہر پی چکے ہیں اسے ایک سے دوسرے جسم میں منتقل کر رہے ہیں۔"

روز بڑی سمجھداری کی باتیں کر رہی تھی۔۔۔ میں نے پہلی نظر میں اس کے بارے میں جو رائے قائم کی تھی وہ درست نہیں تھی۔ مجھے اس کی باتوں سے یا اس کی ماں کی بدقسمتی کی داستان سے بھی کوئی غرض نہیں تھی۔ میرے ذہن میں تو بس اس کا ایک جملہ کھٹک رہا تھا۔ اس نے میرے برابر والا کمرا مل جانے کو اپنی خوش قسمتی قرار دیا تھا۔ آخر کیوں؟

بیرا میرے آرڈر کی سروس کرنے لگا تو میں نے روز سے پوچھا۔

"تم کیا لینا پسند کرو گی؟"

"میں چائے پی چکی ہوں پھر بھی کمپنی دینے کی خاطر ایک کپ کافی پی لوں گی۔"

میں نے بیرے کو کافی کا آرڈر دیا تو وہ الٹے قدموں واپس چلا گیا۔ میں بظاہر چائے پینے میں مصروف تھا لیکن اس کے ساتھ میں یہ بھی محسوس کر رہا تھا کہ روز مجھے پرتجسس نظروں سے ٹکٹکی باندھے دیکھ رہی تھی۔ بیرا کافی لے آیا تو اس نے اپنے لیے کپ تیار کیا پھر ایک گھونٹ لیتے ہوئے بولی۔ "کیا آپ محض سیر و سیاحت کی غرض سے لندن آئے ہیں یا کوئی اور کام بھی مقصود تھا؟"

"کچھ کاروباری معاملات بھی نمٹانے تھے۔" میں نے روز کے جملے کی چبھن کو محسوس کرتے ہوئے جواب دیا۔

"اس ہوٹل میں آپ تنہا مقیم ہیں یا آپ کا کوئی اور دوست بھی ہے۔"

"مس روز ـــــ" میں نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔ "تم مجھ سے کیا معلوم کرنا چاہتی ہو؟"

"صرف اتنا کہ میرے باپ کی موت کن حالات میں واقع ہوئی تھی۔" اس نے بڑی صاف گوئی سے کہا پھر مجھے سپاٹ نظروں سے گھورتے ہوئے بولی۔ "میں اسی باورڈ کی بیٹی ہوں جو نارمن کے چکر میں پڑ کر بربادی کے اس راستے پر چل نکلا تھا جس کی آخری منزل موت ہی ہوسکتی ہے۔ میں غلط تو نہیں کہہ رہی؟"

"انسان کوئی بھی راستہ اختیار کرے اس کی سرحدیں بیشہ موت ہی سے جاملتی ہیں لیکن ـــــ"

"ہوسکتا ہے جو کچھ مجھے بتایا گیا ہے وہ غلط ہو۔" وہ تیزی سے میرا جملہ درمیان سے اچکتے ہوئے بولی۔ "مجھے اپنے مرحوم باپ سے نہ کوئی ہمدردی ہے نہ ہی میں اس کی ناجائز ذرائع سے کمائی ہوئی کسی دولت یا جائیداد سے اپنا ذکر وصول کرنے کی کوئی خواہش رکھتی ہوں لیکن اس حقیقت سے انکار بھی نہیں کرسکتی کہ وہ بہرصورت میرا باپ ضرور تھا۔"

"تمہیں باورڈ کی موت کے بارے میں کیا بتایا گیا ہے؟" میں نے سنبھل کر پوچھا۔

"یہی کہ وہ نارمن کے ساتھ ہی مارا گیا تھا۔" اس نے پھر بڑی صاف گوئی سے کام لیا۔ "شاید آپ کے دوست کو شبہ تھا کہ نارمن اس کے ساتھ کسی غداری کا مرتکب ہو رہا تھا۔ میں جانتی ہوں کہ میرا باپ نارمن کے ہر ناجائز کام میں برابر کا شریک تھا' شاید اسی لیے نارمن کے ساتھ وہ بھی لپیٹ میں آگیا۔"

"تمہیں یہ باتیں کس نے بتائی ہیں؟"

"کل رات پیرس سے آنے کے بعد میں نے پہلا کام یہی کیا تھا کہ کئی اسٹارز کے نمبروں پر رابطہ قائم کرکے اپنے باپ کی موت کا اصل سبب دریافت کرنے کی کوشش کی تھی۔"

"کیا تمہاری گفتگو گراہم سے ہوئی تھی؟" میں نے گہری سنجیدگی اختیار کرتے ہوئے سوال کیا۔

"نہیں ـــــ جس شخص نے کال ریسیو کی تھی اس نے اپنا تعارف ایڈی کی حیثیت سے کرایا تھا۔ ممکن ہے ایڈی محض ایک فرضی نام ہو۔ بہرحال اسی نے مختصراً مجھے نارمن اور میرے باپ کی غیر طبعی موت کے بارے میں آگاہ کیا تھا۔" روز نے کافی کا آخری گھونٹ حلق سے نیچے

اتارتے ہوئے کہا۔ "اسی نے مجھے ہوٹل کی نشاندہی کرتے ہوئے آپ کے نام اور روم نمبر سے آگاہ کیا تھا۔ یہ بات بھی مجھے ایڈی ہی کے ذریعے معلوم ہوئی ہے کہ اسی ہوٹل میں آپ کا وہ دوست بھی مقیم ہے' نارمن اور باورڈ جس کے عتاب کا شکار ہوئے تھے۔"

"میرا خیال ہے کہ لندن کی پولیس اتنی گئی گزری بھی نہیں ہے کہ کسی قتل کا سراغ نہ لگا سکے۔" میں نے سنبھل کر جواب دیا۔ "اس کے علاوہ کوئی قاتل بھی اتنا احمق نہیں ہوگا کہ قتل جیسے خطرناک جرم کا ارتکاب کرکے کھلے عام پولیس کی نگاہوں کے سامنے دندناتا پھرے۔ اس کے ساتھ ہی ایک بات اور بھی توجہ طلب ہے۔"

"وہ کیا ـــــ؟"

"ایڈی اگر تم سے ہمارے اوپر قاتل ہونے کا شبہ ظاہر کرسکتا ہے تو اس نے اب تک پولیس کو اس بات سے کیوں آگاہ نہیں کیا؟"

روز نے فوراً ہی کوئی جواب نہیں دیا' میں نے جو دلیل پیش کی تھی شاید اس نے اسے کسی خیال میں مستغرق کردیا تھا' کچھ دیر تک وہ خالی خالی نظروں سے مجھے تکتی رہی پھر بڑے مدھم لہجے میں بولی۔

"کیا میں آپ پر اعتماد کرسکتی ہوں؟"

"اس کا انحصار تمہاری اپنی ذات سے متعلق ہے اور خاص طور پر ایسی صورت میں جبکہ تمہیں یہ باور کرانے کی کوشش کی گئی ہے کہ اصل مجرم میں اور میرا ساتھی ہے۔"

"آپ کے دوست کا کیا نام ہے؟"

"ندیم ـــــ" میں نے بے پروائی سے جواب دیا۔ "وہ تھرڈ طور پر اپنی مسز کے ساتھ مقیم ہے۔"

"کیا آپ ایڈی سے واقف ہیں؟"

"کسی حد تک ـــــ" میں نے محتاط انداز اختیار کیا۔ "جہاں تک میری معلومات کا تعلق ہے' ایڈگر یا ایڈی کا شمار ان دہشت گردوں میں کیا جاتا ہے جن کا نام بین الاقوامی پولیس کی فہرست میں درج ہے۔"

"میں نے بھی یہی اندازہ لگایا ہے۔" اس نے مدھم آواز میں جواب دیا۔

"کیا مطلب ـــــ؟" میں نے روز کو وضاحت طلب نظروں سے دیکھا۔ "کیا تم اس سے براہ راست مل چکی ہو؟"

"نہیں ـــــ کل رات پہلی بار میں نے صرف فون پر

aazzamm@yahoo.com

اس کی آواز سنی ہے۔"

"حیرت ہے۔۔۔" میں نے جھجکتے ہوئے لہجے میں کہا۔ "صرف ایک بار فون پر گفتگو کرنے کے بعد ہی تم نے اس کے بارے میں رائے بھی قائم کر لی۔"

"آپ کا یہ سوال میرے لیے غیر متوقع نہیں ہے۔" وہ گہری سانس لے کر بولی پھر کسی خیال میں گم ہو گئی۔

"اگر میرا اندازہ غلط نہیں مس روز تو تم مجھ سے کچھ چھپانے کی کوشش کر رہی ہو؟" میں نے اسے کریدنے کی کوشش کی۔

"میرا خیال ہے کہ اب مجھے پہلی فرصت میں اس ملک کو چھوڑ دینا چاہیے۔ شاید میں نے ماں کی مرضی کے خلاف یہاں آنے کا جو فیصلہ کیا تھا وہ بھی صحیح نہیں تھا۔" اس دفعہ روز کے لہجے میں خوف کا عنصر بھی شامل تھا۔

"کوئی خاص بات۔۔۔" میں نے اس بار بڑی اپنائیت سے کہا۔ "اگر میں تمہارے کسی کام آسکوں تو مجھے خوشی ہوگی۔"

"صحیح کون ہے اور کون غلط ہے اس کا فیصلہ کرنا میرے لیے آسان نہیں ہے پھر بھی میں آپ کو ایک مشورہ دینا چاہوں گی۔"

"وہ کیا۔۔۔"

"ایڈی نے مجھے ملنے کی دعوت دی ہے۔" وہ کچھ توقف سے بولی۔ "مجھے جرائم کی دنیا یا جرائم پیشہ افراد کے بارے میں کوئی تجربہ نہیں لیکن حالات کے پیش نظر میں اسی نتیجے پر پہنچی ہوں کہ ایڈی مجھے خریدنا چاہتا ہے۔"

"کیا مطلب۔۔۔؟" میں چونکا۔

"اس کی باتوں سے میں نے یہی اندازہ لگایا ہے کہ شاید وہ آپ کے خلاف کسی خطرناک اقدام کے سلسلے میں میری خدمات حاصل کرنے کا خواہشمند ہے۔" وہ سنجیدگی سے بولی۔ "ہو سکتا ہے کہ میں آپ پر اعتماد کر کے بھی غلطی کر رہی ہوں بہرحال میں آپ کو محتاط رہنے کا مشورہ دوں گی۔"

"بہت بہت شکریہ۔۔۔" میں کہا۔ "ویسے تمہاری اطلاع کے لیے عرض ہے کہ ایڈی کے اشارے پر میرے اوپر قاتلانہ حملے پہلے بھی ہو چکے ہیں مگر میں تمہارے سامنے زندہ سلامت بیٹھا ہوں۔ شاید اس لیے کہ ابھی آسمانوں پر میری موت کے فیصلے پر آخری مہر نہیں لگی۔"

"میرے لیے آپ کا مشورہ کیا ہوگا؟" اس بار روز نے الجھے ہوئے انداز میں سوال کیا۔

"میں تمہیں یہی مشورہ دوں گا تمہیں پہلی فرصت میں اس ملک کی سرحدوں کو عبور کر جانا چاہیے۔"

وہ تھوڑی دیر خاموش بیٹھی میرے چہرے کے تاثرات کو پڑھنے کی کوشش کرتی رہی پھر کچھ جواب دیئے بغیر بڑے مشتعل انداز میں اٹھی اور چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی ڈائننگ ہال سے باہر نکل گئی۔

روز کے جانے کے بعد میں تھوڑی دیر تک اسی کے بارے میں سوچتا رہا۔ اتفاقات بھی کبھی کبھی عجیب صورت اختیار کر لیتے ہیں' وہ لندن میں اپنے باپ کے قاتلوں کے سلسلے معلومات حاصل کرنے کی غرض سے آئی تھی اور اتفاق سے اسی ہوٹل میں ٹھہری جس میں' میں اور ندیم قیام پذیر تھے پھر ایڈی نے اسے جو اطلاعات فراہم کی تھیں اس کے پیش نظر وہ مجھ سے ملنے کے بجائے کسی اور طریقے سے بھی میرے اور ندیم کے سلسلے معلومات حاصل کر سکتی تھی لیکن اس نے ایسا نہیں کیا براہ راست مجھ سے مل بیٹھی' واپس جاتے جاتے اس نے مجھے محتاط رہنے کا مشورہ دیا تھا جس کے دو ہی مطلب ہو سکتے تھے یا تو وہ حقیقتاً اتنی بھولی بھالی اور معصوم تھی کہ اسے میری باتوں پر یقین آگیا تھا یا پھر اس نے ایڈی کے کہنے پر مجھے پہلے سے طے شدہ کسی سازشی پروگرام کے تحت ایک خوب صورت فریب میں جتلا کرنے کی کوشش کی تھی بہرحال یہ بات اپنی جگہ ایک مسلمہ حقیقت تھی کہ میں کسی نہ کسی زاویے سے اس کے باپ کی موت میں ملوث تھا۔ ایسی صورت میں ایڈی کے ذریعے حالات کا علم ہو جانے کے بعد اسے مجھ سے شدید نفرت کا اظہار کرنا چاہیے تھا لیکن اس کے برعکس اس نے مجھ سے بڑے سادہ اور سلجھے انداز میں گفتگو کی تھی اور پھر ایک ہی ملاقات میں میری باتوں پر اعتماد کر کے مجھے ایڈی کی طرف سے محتاط رہنے کا مشورہ بھی دے ڈالا تھا۔

میں بڑی سنجیدگی سے روز کے طرز عمل پر غور کر رہا تھا' اگر ہاورڈ اس کی ماں کو طلاق دے کر اپنی زندگی سے دور کر چکا تھا تو فطری طور پر اسے باپ کے قتل سے کوئی سروکار نہیں ہونا چاہیے تھا جبکہ اسے علم تھا کہ اس کا باپ کن خطرناک راہوں کا مسافر تھا' زندگی میں ہاورڈ سے ملنے کی کوشش میں خون کی کشش کو دخل ہو سکتا تھا لیکن اس کی موت کے بعد وہ کس غرض سے لندن آئی تھی؟ کیا وہ محض اپنے باپ کے قاتلوں کا دیدار کرنے آئی تھی؟ اس نے دوران گفتگو یہ بھی کہا تھا کہ اس کی ماں نے اسے منع کیا تھا لیکن اس کے باوجود وہ لندن میں موجود تھی۔۔۔ آخر

کیوں؟ اسے جب اس بات کا علم تھا کہ اس کا باپ جن راستوں پر چل رہا تھا اس کا انجام موت کی بھیانک سرحدوں سے جاملتا ہے تو پھر اسے ٹی اسٹارز فون کر کے ہاورڈ کی موت کا سبب جاننے کی کیا ضرورت تھی؟ کیا وہ یہ سب کچھ محض تفریحاً کر رہی تھی یا اس کے پس پردہ کوئی خاص جذبہ کارفرما تھا؟ وہ جذبہ کیا ہو سکتا تھا؟

میں روز کے بارے میں کوئی آخری نتیجہ اخذ کرنے سے قاصر تھا' اس کی باتیں مجھے ہضم نہیں ہو رہی تھیں خاص طور پر ایڈی کا حوالہ درمیان میں آجانے کے بعد روز کی شخصیت نے کچھ عجیب سی صورت اختیار کر لی تھی۔ اگر وہ نارمن اور ہاورڈ کی موت کا انتقام ہی لینا چاہتا تھا تو یہ کام وہ اپنے تجربہ کار کارندوں سے بھی لے سکتا تھا۔ روز کو درمیان میں لانے کا کیا سبب تھا؟

چائے سے فارغ ہو کر میں ہوٹل کی لائبریری میں جا بیٹھا' وہاں میرے علاوہ اور بھی بہت سارے لوگ تھے لیکن ان میں زیادہ تعداد بوڑھوں کی تھی جن کے پاس وقت گزاری کے لیے شاید مطالعے کے علاوہ اور کوئی ذریعہ نہیں تھا' میں نے سرسری طور پر وہاں موجود افراد پر نظر ڈالی پھر شیلف سے جم کاربٹ کی ایک کتاب نکالی اور الگ تھلگ ایک کوچ میں بیٹھ کر اس عظیم شکاری کے ناقابل فراموش زندگی کے کارناموں سے لطف اندوز ہونے لگا جو لوگ جم کاربٹ کے نام سے واقف ہیں وہ یہ بھی ضرور جانتے ہوں گے کہ دنیا کے اس عظیم شکاری نے اپنی زندگی صرف آدم خور شیر اور چیتوں کو مارنے کے لیے وقف کر رکھی تھی کسی دوسرے جانوروں کو محض تفریح طبع کے لیے شکار کرنا اس کے اصول کے خلاف تھا' وہ اس قدر مشاق اور تجربہ کار تھا کہ پگ مارک (پنجوں کے نشانات) پر ایک نظر ڈالنے کے بعد ہی اس بات کا بخوبی اندازہ لگالیتا تھا کہ وہ نشانات کس آدم خور درندے کے ہیں جو انسانی خون کا پیاسا بن چکا ہے یا کسی عام شیر اور چیتے کے ہیں جو اس کے نزدیک جنگل کا بادشاہ ہونے کے باوجود نہایت معصوم جانور ہے اور انسانوں سے کترا کر گزر جانے کا عادی ہوتا ہے اس وقت تک کسی کو لقمہ اجل بنانے سے گریز کرتا ہے جب تک کسی اناڑی شکاری کی چلائی ہوئی گولی سے زخمی نہیں ہوتا' قدرت نے شیر کی زبان میں یہ تاثیر رکھی ہے کہ جب وہ اپنے زخموں کو چاٹتا ہے تو وہ حیرت انگیز طور پر مندمل ہونے لگتے ہیں لیکن ایسا کرنے سے خون کا ذائقہ اس کے منہ کو لگ جاتا ہے' اس کی نگاہوں میں اس مخلوق کی شکل محفوظ ہوجاتی ہے جو اسے زخمی کرنے کا سبب بنتا ہے اور پھر انتقام کا جذبہ اسے آدم خور بنا دیتا ہے۔

میں چونکہ شکار کا شوقین ہوں اس لیے جم کاربٹ کے حیرت انگیز اور دلیرانہ کارناموں کی داستان میں اس قدر منہمک ہو گیا کہ مجھے اس شخص کی آمد کا کوئی احساس تک نہ ہو سکا جو میرے قریب والی دوسری کوچ پر قبضہ جما چکا تھا پھر اس کی موجودگی کا احساس بھی اسی وقت ہوا جب اس نے ازخود مجھے مخاطب کیا تھا۔

"اگر میرا اندازہ غلط نہیں ہے تو تم بھی مجھے شکار کے دھنی معلوم ہوتے ہو۔"

"جی۔۔۔" میں نے چونک کر بوڑھے کو غور سے دیکھا اس نے ڈھیلی ڈھالی خاکی رنگ کی پتلون اور باریک چمڑے کی جیکٹ پہن رکھی تھی' چہرے پر بڑی بڑی مونچھیں تھیں' آنکھوں میں ایک عجیب خواب ناک سی کیفیت موجود تھی' سر پر اس نے پرانے طرز کا ہیٹ کچھ اس طرح جما رکھا تھا جیسے وہ بھی اس کے وجود کا ایک لازمی حصہ ہو' لائبریری میں جا بجا سگریٹ نوشی ممنوع ہونے کی تختیاں موجود تھیں شاید اسی لیے اس نے خود فریبی کے انداز میں اپنے الٹے ہاتھ کی انگلیوں کے درمیان ایک بجھا ہوا سگار دبا رکھا تھا' میں نے پہلی نظر میں اس کی عمر کا تخمینہ ساٹھ اور پینسٹھ کے درمیان لگایا تھا۔ اس نے اپنے سیدھے ہاتھ میں "لیڈی چیٹرلیز لور" نامی ہیجان انگیز ناول پکڑ رکھا تھا جس کے سرورق پر ایک نیم عریاں نوجوان اور خوب صورت سی لڑکی کو بارش میں نہاتے دکھایا گیا تھا۔ میں اس کی جانب متوجہ ہوا تو وہ بڑے بھونڈے انداز میں اپنے بھدے ہونٹوں پر مسکراہٹ بکھیرنے کی کوشش کرتا ہوا بولا۔

"جوانی میں مجھے بھی شکار کا شوق تھا لیکن اب ہاتھ میں رعشہ آجانے کے سبب میں ٹھیک ٹھیک نشانہ لگانے سے قاصر ہوں۔"

"شاید اسی لیے آپ نے شوق کے ساتھ ساتھ اپنا ذوق بھی بدل دیا ہے۔" میں نے اس کے ہاتھ میں دبی کتاب پر ایک اچٹتی ہوئی نگاہ ڈالتے ہوئے مسکرا کر طنز کیا۔

"تم نوجوانوں میں بس یہی ایک خرابی ہے کہ وہ ہر شے کو سطحی نظروں سے دیکھنے کے عادی ہوتے ہیں۔" وہ قدرے ناگوار لہجے میں بولا۔ "کلاسیکی ادب کو بھی تم لوگوں نے فحش نگاری سمجھ رکھا ہے۔ "مادام باوری" اور "لیڈی جوزفین" نامی مشہور زمانہ کتابوں کو تمہارے جیسے نوجوان

aazzamm@yahoo.com

چھپ کر چوری چوری پڑھنا ضرور پسند کرتے ہیں لیکن تمہارے اندر اتنی اخلاقی جرأت نہیں ہوتی کہ ان فن پاروں کی قدر کر سکو۔"

"اگر آپ کو میری بات ناگوار گزری ہے تو معافی کا خواست گار ہوں۔" میں نے بوڑھے سے پیچھا چھڑانے کی خاطر کہا۔

"معذرت اور معافی دونوں میرے نزدیک مہمل الفاظ ہیں۔ فرار حاصل کرنے کا ایک بھونڈا طریقہ۔" اس نے مجھے تیز نظروں سے گھورتے ہوئے کہا پھر یکلخت بڑی رازداری سے بولا۔ "کیا تم یقین سے کہہ سکتے ہو کہ تم سے ابھی تک کوئی گناہ سرزد نہیں ہوا۔"

"میں سمجھا نہیں——" میں نے سنجیدگی سے وضاحت چاہی۔

"ابھی کچھ دیر پہلے تم ڈائننگ ہال میں ایک ایسی خوب صورت اور کم سن لڑکی کے ساتھ راز و نیاز میں مصروف تھے جس نے بکنی ٹائپ لباس پہن رکھا تھا۔ کیا تم اس لباس کو عریانیت کے زمرے میں شمار... نہیں کرو گے۔"

"آپ کو غلط فہمی ہوئی ہے محترم۔" میں نے تیزی سے جواب دیا۔ "وہ لڑکی میرے لیے قطعی اجنبی ہے' آج پہلی بار وہ مجھ سے ملی تھی جس میں میرے ارادے کا کوئی دخل نہیں تھا۔"

"ملاقات ہمیشہ پہلی بار ہوتی ہے۔" بوڑھا بڑے بھونڈے انداز میں مسکرایا۔ "بے تکلفی اور اخلاق کی حدوں کو رفتہ رفتہ پھلانگا جاتا ہے اور یہ بھی درست ہے کہ پہلی ملاقات میں صرف ایک فریق کی مرضی کو دخل ہوتا ہے پھر وہ دوسرے کو اپنا ہم خیال بنا کر ہی ملاقات کے سلسلوں کو آگے بڑھاتا ہے۔" بوڑھا ایک لمحے کو سانس لینے کی خاطر رکا پھر سرد آہ بھر کر بولا۔ "وہ جو مجھے تنہا چھوڑ کر اب کافن (انگریزوں کا تابوت) میں سکون کی ابدی نیند سو رہی ہے اس کی اور میری ملاقات بھی پہلی بار اسی طرح ایک ہوٹل میں ہوئی تھی۔ میں اس کے حسن سے متاثر ہو کر اس کی جانب بڑھا تھا۔ پہلی ملاقات میں ایک اجنبی سے گفتگو کرتے ہوئے وہ بھی جھجکی تھی لیکن پھر رفتہ رفتہ حجاب کے پردے ہمارے درمیان سے ہٹتے گئے' وہ بھی میری طرح ایک متوسط طبقے سے تعلق رکھتی تھی اس لیے ہم نے ایک دوسرے سے شادی کرنے کا فیصلہ کر لیا' زندگی کے پچیس تیس سال اس طرح گزر گئے جیسے کل کی بات ہو پھر وہ ایک موذی مرض کا شکار ہو کر اس دنیا سے کوچ کر گئی اور مجھے دنیا کے ہنگاموں میں بالکل تنہا اور بے یار و مددگار چھوڑ گئی۔ اب صرف اس کی یاد باقی رہ گئی ہے جسے میں نے اپنے جینے کا سہارا سمجھ لیا ہے۔"

مجھے اس بوڑھے کی داستان سے کوئی سروکار نہیں تھا چنانچہ میں گھڑی پر نظر ڈالتے ہوئے کہا۔ "آپ کا قیام اسی ہوٹل میں ہے؟"

"نہیں—— لیکن میں ہر روز تقریباً اسی وقت اس لائبریری میں آبیٹھتا ہوں' پہلے مجھے کتب بینی کا اتنا شوق نہیں تھا لیکن اب——"

"مجھے اس وقت ایک ضروری کام سے جانا ہے۔" میں اسے ٹالتے ہوئے بولا۔ "ہو سکتا ہے کہ ہماری دوسری ملاقات پھر اسی جگہ ہو۔"

"میں اب اتنا نا سمجھ بھی نہیں ہوں کہ ایک موٹی سی بات بھی نہ سمجھ سکوں۔" اس نے کچھ عجیب نظروں سے مجھے گھورتے ہوئے جواب دیا۔ "میں جانتا ہوں کہ تم محض مجھ سے پیچھا چھڑانے کے لیے ایک خوب صورت بہانہ تراش رہے ہو—— کیوں؟ کیا میں غلط کہہ رہا ہوں۔"

"آپ مجھے خاصے سمجھدار معلوم ہوتے ہیں۔" میں نے بڑی صاف گوئی سے جواب دیا' بوڑھے کی باتیں میرے لیے تکلیف دہ ثابت ہو رہی تھیں' میں نے اٹھنے کی کوشش کی تو اس نے میرا ہاتھ تھام لیا' اس کی گرفت اس کی عمر کے مقابلے میں خاصی مضبوط تھی۔

"نہیں میرے دوست—— تم آسانی سے مجھ سے پیچھا نہیں چھڑا سکو گے۔" اس نے سرسراتے لہجے میں کہا۔

"کیا مطلب——" مجھے پہلی بار ایک خطرے کا احساس ہوا۔

"تمہیں میرے ساتھ چلنا ہو گا۔" اس نے مدھم مگر تحکمانہ آواز میں جواب دیا۔ "تمہاری اطلاع کے لیے یہ بھی عرض کر دوں کہ میں اس وقت یہاں تنہا نہیں ہوں' میرے دو ساتھی اور بھی ہیں۔ اگر تم نے میرے اشاروں پر عمل کرنے سے گریز کیا تو شاید تمہاری موت بھی بالکل اسی انداز میں واقع ہو جس طرح تمہارے ساتھی نے سی ویو کے ساحل پر کرشیا کی ڈپلی کیٹ کو بلو پائپ کے ذریعے اپنا نشانہ بنایا تھا۔"

"کون ہو تم——؟" میں نے دبی زبان میں سوال کیا۔

"فی الحال تم مجھے اپنے لیے بے ضرر ہی سمجھو لیکن ہٹ دھرمی کی صورت میں' میں تمہارے لیے موت کا فرشتہ بھی ثابت ہو سکتا ہوں۔" اس کا لہجہ سرد اور سفاک تھا۔

"مجھے کیا کرنا ہو گا؟" حالات کے پیش نظر میں نے ہتھیار ڈالتے ہوئے پوچھا۔

"تمہیں خاموشی سے دوستانہ انداز میں اٹھ کر میرے ساتھ پارکنگ لاٹ تک چلنا ہو گا جہاں میری کار تمہاری منتظر ہے۔" اس نے مسکراتے ہوئے کہا۔ "اس کے بعد تمہیں ایک مخصوص عمارت میں لے جا کر چھوڑ دیا جائے گا جس کے بعد ہمارا کام پورا ہو جائے گا۔"

"تمہیں اس کام کے عوض کتنے معاوضے کی پیشکش کی گئی ہے۔"

"ان باتوں سے تمہیں کوئی فائدہ نہیں حاصل ہو گا۔ ہم سودے بازی کے قائل نہیں ہیں۔"

میرے ذہن میں لیڈی مکلارنس کے کہے ہوئے الفاظ گونجنے لگے' اس نے کہا تھا کہ مجھے ایک بار پھر اغوا کرنے کی کامیاب کوشش کی جائے گی' اس کے ساتھ ہی اس نے تاکید بھی کی تھی کہ اگر میں نے مزاحمت کی کوشش کی تو خسارے میں رہوں گا' میری جیب میں بھرا ہوا آٹومیٹک موجود تھا' میں اگر چاہتا تو اپنے بچاؤ کے لیے کوشش کر سکتا تھا' ہم جس جگہ بیٹھے تھے وہاں قرب و جوار میں کوئی تیسرا شخص نہیں تھا' فوری طور پر ایک آدمی سے مقابلہ کرنا میرے لیے کچھ ایسا دشوار بھی نہیں تھا لیکن میں نے ایسا نہیں کیا' شاید میرے خاموش رہنے کے فیصلے میں لیڈی مکلارنس کی پراسرار شخصیت کو خاصا دخل حاصل تھا۔

"کیا سوچ رہے ہو...؟" بوڑھے نے جو میرے خیال سے بیک اپ میں تھا فیصلہ کن انداز اختیار کیا۔ "خاموشی سے میرے حکم کی تعمیل کرو گے یا اذیت ناک موت مرنا پسند کرو گے۔"

"میں تمہارے ساتھ چلنے کو تیار ہوں۔"

"گڈ—— مجھے تم سے اسی جواب کی امید تھی۔" بوڑھے نے اٹھتے ہوئے کہا۔ "مجھے معلوم ہے کہ تم ہر وقت مسلح رہنے کے عادی ہو' شاید اس وقت بھی ہو لیکن زیادہ ہوشیاری کا مظاہرہ کرنے کی حماقت نہ کرنا ورنہ نتائج کی ذمے داری ہمارے آدمیوں پر نہیں ہو گی۔"

میں نے کوئی جواب نہیں دیا' ایک لمحے کے لیے میرے اعصاب میں تناؤ کی سی کیفیت پیدا ہوئی لیکن میں نے جلد ہی اپنے آپ پر قابو پا لیا' خاموشی سے اٹھا اور بوڑھے کے ساتھ چلتا ہوا پارکنگ لاٹ تک چلا گیا جہاں ایک سفید رنگ کی کار موجود تھی جس میں مجھے بیٹھنے کا حکم ملا۔ پچھلی نشست پر ایک شخص پہلے سے موجود تھا' میں نے خاموشی سے قدم اٹھائے اور اس کے برابر بیٹھ گیا' دوسرے شخص نے اسٹیئرنگ سنبھال لیا' انجن اسٹارٹ ہونے کی آواز ابھری۔ کار تیزی سے راستہ بناتی ہوئی ہوٹل سے باہر کھلی سڑک پر آئی پھر ایک موڑ کاٹتے ہوئے اچانک پچھلی نشست پر بیٹھے ہوئے شخص نے بڑی پھرتی سے ایک بھیگا ہوا رومال میری ناک پر رکھ دیا' اس کی گرفت خاصی مضبوط تھی' میں نے خود کو اس کی گرفت سے آزاد کرانے کی جدوجہد کی مگر شاید وہ کلوروفارم ہی تھا جو تیزی سے میرے اعصاب کو مفلوج کر رہا تھا پھر میرا ذہن گھپ اندھیروں میں ڈوبتا چلا گیا!

میرے ذہن سے بے ہوشی کے اثرات بتدریج زائل ہو رہے تھے' میرا دماغ اب پوری طرح کام کر رہا تھا اور ان حالات کے بارے میں غور کر رہا تھا جس کے تحت ہوٹل کی لائبریری سے ایک خبیث بوڑھے نے مجھے اغوا کیا لیکن مجھے اغوا کرنے والے افراد کون تھے——؟ ہوٹل کے کاؤنٹر پر میں نے چیف انسپکٹر پاول کو بھی دیکھا تھا' وہ چونکہ لیڈی مکلارنس کی وجہ سے میری شخصیت میں دلچسپی لے رہا تھا اس لیے میرا خیال تھا اس نے اپنے شعبے کے ایک دو سادہ لباس والوں کو بھی میری نقل و حرکت کی نگرانی پر ضرور تعینات کر رکھا ہو گا۔

روز بارڈ سے میری ملاقات جس ماحول میں ہوئی تھی وہ بھی میرے لیے حیران کن تھا' صورت شکل اور گفتگو کے اعتبار سے وہ مجھے ایک بھولی بھالی اور معصوم لڑکی محسوس ہوئی تھی' وہ مجھے اپنے باپ کا قاتل بھی سمجھ رہی تھی پھر بھی براہ راست مجھ سے ملنے میں اس نے کوئی عار نہیں سمجھا تھا۔ آخر کیوں——؟ گفتگو کے دوران اس نے ایڈی کا حوالہ بھی دیا تھا جس نے اسے فون پر میرے خلاف معلومات فراہم کی تھیں لیکن پھر میری وضاحت کے بعد وہ کچھ سہمی سہمی نظر آنے لگی اس نے مجھے بڑی معصومیت اور خلوص کے ساتھ ایڈی سے محتاط رہنے کی تلقین کی تھی تو کیا وہ سب کچھ اس کی اداکاری تھی۔ فریب تھا؟

روز سے ملاقات ختم ہونے کے بعد ہی میں نے وقت گزاری کی خاطر لائبریری کا رخ کیا تھا' ندیم سے گفتگو کے بعد میں... اپنے سلسلے میں آئندہ کا لائحہ عمل تیار کرنا چاہتا تھا' ندیم نے مادام تساؤ والے واقعے کے بعد مجھے فوری طور پر واپسی کا مشورہ دیا تھا' اس کا خیال تھا کہ جمی کے قتل کے بعد ایڈی کا دوسرا نشانہ میں ثابت ہوں گا لیکن میں نے ندیم کا مشورہ ماننے سے انکار کر دیا' میں نے واپسی کا راستہ

aazzamm@yahoo.com

اختیار کرنے کے بجائے ہر محاذ پر دشمنوں سے ٹکرانے کا مصمم ارادہ کرلیا تھا، ہاتھ پر ہاتھ رکھے بیٹھے رہنا اب مجھے منظور نہیں تھا لیکن ابتدا کرنے سے پہلے ہی میں ایک بار پھر دشمنوں کے جال میں پھنس کے بے بس ہو گیا تھا۔

میں نے آہستہ آہستہ آنکھیں کھولیں، میں ایک مختصر مگر سلیقے سے آراستہ خواب گاہ میں بستر پر موجود تھا ــــ گریشیا؟ میرے ذہن میں فوری طور پر گراہم کی اس داشتہ کا نام ابھرا جو مجھے پہلے بھی ترنوالہ سمجھ کر اغوا کرا چکی تھی لیکن لیڈی مکلارنس کے گونگے بہرے گارڈز نے بروقت مجھے اس کے خوب صورت جال سے نکال لیا، خوب صورت حسین اور آبرو باختہ عورت اگر ایک بار کسی بات کی ضد پکڑلے تو آسانی سے اس سے دست بردار نہیں ہوتی، صرف...... موت ہی اسے اس کے ناپاک عزائم سے باز رکھ سکتی ہے۔ تو کیا گریشیا نے اپنی آرزو کی تکمیل کی خاطر دوبارہ مجھے اغوا کرالیا تھا یا پھر وہ گراہم تھا جو بڑے مکارانہ انداز میں میرے ساتھ چوہے بلی کا کھیل کھیل رہا تھا؟

ابھی میں ذہنی جمناسٹک کرنے میں مشغول تھا کہ اس خوب صورت مصری شہزادی کیمرے ... کو کمرے میں داخل ہوتا دیکھ کر چونک اٹھا، وہ سو فیصد مرجینا الحبیب تھی جسے میں پہلی بار گراہم کے عشرت کدے میں دیکھ چکا تھا، کی اسٹارز سے واپسی پر مجھے اپنی جیب میں اس کا ایک ٹائپ شدہ پیغام ملا تھا جس میں اس نے لکھا تھا کہ میں اسے اچھا لگا ہوں اور وہ مجھ سے دوبارہ ملنے کی کوشش کرے گی۔ گویا اپنی خواہش کی تکمیل کی خاطر اب گریشیا کے بعد ایک اور حسین عورت نے مجھے اپنا ہدف بنانے کی چال چلی تھی، اگر میں بدقماش ہوتا تو یقیناً اپنی خوش قسمتی پر رشک کرتا لیکن میں نے خوش فہمی کا شکار ہونے سے گریز کیا۔ ہو سکتا تھا کہ مرجینا الحبیب بھی گراہم کی شطرنج کی بساط کا ایک مہرہ ہو جس پر مجھے "شہ اور مات" کرنے کی غرض سے آگے بڑھایا گیا ہو مگر گراہم کو ان باتوں میں وقت ضائع کرنے کی کیا ضرورت تھی وہ اینڈی یا پھر اپنے اور کسی اجرتی قاتل کے ذریعے مجھے ٹھکانے لگوا سکتا تھا؟ وہ شارٹ کٹ کے بجائے طویل راستے اختیار کر رہا تھا۔ آخر کیوں ــــ؟ اس کا مقصد کیا تھا؟ کیا وہ مجھے ایذا پہنچا کر ندیم کو اس بات پر مجبور کرنا چاہتا تھا کہ وہ اپنے تمام شیئرز اس کے ہاتھ فروخت کردے؟

میری نگاہیں مرجینا کے حسین چہرے پر مرکوز تھیں اس وقت وہ کسی رقاصہ کے لباس میں اپنی عریانیت کا مظاہرہ نہیں کررہی تھی بلکہ اس نے مصری طرز کے تنگ پائنچے کی ڈھیلی ڈھالی شلوار اور بند گلے کی قمیص پہن رکھی تھی لیکن اس کی مست نگاہوں سے اس وقت بھی گردش میں آئے ہوئے پیمانے چھلکتے نظر آرہے تھے، میرے قریب آکر وہ خاص ادا کے ساتھ رک گئی، میری آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بڑے پیار اور لگاوٹ بھرے پاگل کردینے والے انداز میں بولی۔

"میرے آدمیوں نے تمہیں یہاں تک لانے میں کوئی زیادتی یا برا سلوک تو نہیں کیا؟"

"نہیں ــــ" میں جھلا کر بولا۔ "تمہارے مہذب آدمیوں نے دست بستہ ہوکر مجھ سے یہاں آنے کی درخواست کی تھی اور میں بھی خوشی خوشی اپنی مرضی سے ان کے ساتھ یہاں تک آگیا تھا ــــ"

"پھر کیا ــــ؟" مرجینا کے گداز ہونٹوں پر ایک دلنواز تبسم کی لہر دوڑ گئی۔

"پھر شاید تمہاری اس خواب گاہ کے سحرانگیز ماحول نے مجھے تھپکیاں دے کر سلادیا تھا۔" میں جلے کٹے لہجے میں تمسخر کر رہ گیا۔

"جس روز تم گراہم سے ملنے آئے تھے اسی روز میں نے پہلی نظر میں تمہاری صلاحیتوں کو بھانپ لیا تھا۔"

"کیا مطلب ــــ؟" میں چونکا۔

"یہی کہ تم ایک صاف گو اور دلیر شخصیت کے مالک ہو۔ نہ ہوتے تو کم از کم شیر کی کچھار میں داخل ہوکر شیر سے نگاہیں ملانے کی حماقت بھی نہ کرتے۔"

"وہ میرا ذاتی معاملہ تھا۔"

"اب تم میرا ذاتی معاملہ ہو۔" وہ بڑی بے باکی سے مسکراتے ہوئے میرے قریب ہی بستر پر بیٹھ گئی، میں ہڑبڑا کر اٹھا تو وہ سر کی ایک جنبش سے ناگن زلفوں کو پشت کی جانب اچھالتے ہوئے بولی۔ "مرجینا کو جو چیز پسند آئے پھر وہ اسے کسی بھی قیمت پر حاصل کیے بغیر چین سے نہیں بیٹھتی۔"

"بڑی پاکیزہ عادتوں کی مالک نظر آتی ہو۔" میں نے اس پر غصے سے طنز کیا۔

"یقین نہیں آتا تو آزما کر دیکھ لو۔" وہ میری آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بولی۔ "میں اس وقت خواب گاہ میں تمہارے سامنے بالکل تنہا موجود ہوں، میرا کوئی دوسرا آدمی بھی کہیں آس پاس موجود نہیں ہے۔ تمہاری جیب میں تمہارا آٹومیٹک بھی مع ایک بھرے ہوئے فاضل میگزین کے

ساتھ موجود ہے۔ اگر تم مجھ سے نفرت کا اظہار کرنا چاہتے ہو تو اپنا آٹومیٹک نکالو اور میرے وجود کو چھلنی کر ڈالو۔ میں اف بھی نہیں کروں گی۔"

میں نے غیر اختیاری طور پر اپنا ہاتھ جیب میں ڈالا، مرجینا نے غلط بیانی سے کام نہیں لیا تھا، میرا آٹومیٹک فاضل میگزین کے ساتھ میرے پاس موجود تھا لیکن میں نے اسے نکالنے کی کوشش نہیں کی، مرجینا کے بارے میں سوچنے لگا جو میرے لیے ایک مشکل عورت ثابت ہو رہی تھی، میرے ذہن میں کئی سوال بڑی تیزی سے یکے بعد دیگرے ابھر رہے تھے۔

کیا مرجینا جو کچھ کہہ رہی تھی وہ صداقت پر مبنی تھا یا اس میں بھی اس کی کوئی گہری چال پوشیدہ تھی؟ ــــ وہ گراہم کے کی اسٹارز کی رقاصہ تھی، اس کے لیے چاہنے والوں کی کوئی کمی نہیں تھی پھر اس نے میرا ہی انتخاب کیوں کیا تھا ــــ؟ کیا یہ محض اتفاق تھا یا اس حرکت کے پس پشت کوئی گہری سازش کارفرما تھی ــــ؟ ہو سکتا ہے گراہم کے بجائے اینڈی سے ملی ہوئی ہو اور اسی کے اشاروں پر اپنی اداکاری کا مظاہرہ کر رہی ہو ــــ؟ اگر میں اسے مار دیتا تو قاتل کی حیثیت سے قانون کے آہنی شکنجوں میں جکڑ کر رہ جاتا ــــ میں اس وقت جس رہائش گاہ میں موجود تھا اس پر پولیس کی ریڈ بھی ممکن ہو سکتی تھی اور مرجینا کا بیان مجھے اس کے اغوا کا ملزم بھی قرار دینے کے بہت کافی تھا ــــ؟

"کس خیال میں کھوئے ہوئے ہو ــــ"

"مجھے یہاں کس مقصد کے لیے لایا گیا ہے ــــ" میں نے اسے گھورتے ہوئے سوال کیا۔

"میں کچھ دنوں اپنا مہمان رکھ کر تمہیں بہت قریب سے دیکھنا چاہتی ہوں، جب دل بھر جائے گا تو تمہیں آزاد کردوں گی۔"

"گویا اس گھر میں میری حیثیت قیدیوں جیسی ہوگی۔"

"نہیں ــــ" وہ تیزی سے بولی۔ "تم اس گھر میں بھی مکمل آزادی کے ساتھ جہاں چاہو گھوم پھر سکتے ہو لیکن پھاٹک سے باہر اس وقت تک قدم نکالنے کی حماقت نہ کرنا جب تک میں تمہیں اس کی اجازت نہ دے دوں ورنہ نتائج کی ذمے داری بھی تمہارے اوپر ہوگی۔"

"گریشیا سے واقف ہو؟" میں نے اسے ٹٹولنے کی خاطر دریافت کیا۔

"ہاں ــــ وہ گراہم کی منظور نظر ہے۔" مرجینا معنی خیز انداز میں مسکراتے ہوئے بولی۔ "تم اسے بدنام زمانہ ملکہ قلوپطرہ کا جانشین بھی کہہ سکتے ہو جو مردوں کو داد عیش دینے کے بعد افشائے راز کے سبب موت کے گھاٹ اتروا دیتی تھی۔ گراہم کو یہ سب کچھ معلوم ہے اس کے باوجود گریشیا اس کی سب سے بڑی کمزوری ہے مجھے یہ بھی معلوم ہے کہ اینڈی بھی گریشیا کے حسن سے استفادہ کر رہا ہے لیکن تم میرا شمار اس فہرست میں نہیں کر سکتے جس میں گریشیا کا نام آتا ہے۔"

"میں سمجھا نہیں۔"

"میں مین کلر نہیں ہوں۔" وہ عجیب انداز میں گویا ہوئی۔ "میں صرف خوب صورت اور حسین چہروں کی شیدائی ہوں، انہیں قریب سے دیکھنا اور پرکھنا میری ہابی ہے۔ میں نے آج تک کسی گلاب کے مہکتے پھول کو ٹہنی سے توڑنے کی کوشش نہیں کی، مجھے اس سے والہانہ عشق ہے لیکن میں صرف اس کی مہک اور جاذبیت کو قریب سے دیکھ کر گزر جاتی ہوں۔"

"لیکن کسی آزاد پنچھی کو پنجرے میں بند رکھنا ذوق کی تسکین کے زمرے میں تو شمار کیا جا سکتا تھا مگر ذوق کی یہ تسکین پرندے کی قوت پرواز کی شدتوں میں کمی پیدا کردیتی ہے۔"

"تم شاعروں جیسی باتیں کررہے ہو۔" وہ بے پروائی سے مسکراتے ہوئے بولی۔ "مجھے شاعری سے بھی والہانہ عشق ہے لیکن جو بات حد سے تجاوز کرجائے وہ مجھے ہمیشہ گراں گزرتی ہے۔ مثلاً فارسی کے ایک شعر میں شیرازی نے کسی دوشیزہ کے لیے اس خیال کا اظہار کیا ہے کہ اگر وہ اپنے عاشق کا دل اپنی مٹھی میں کرلے تو وہ اس کے حسین گالوں پر موجود سیاہ تل پر سمرقند اور بخارا بھی قربان کرسکتا ہے۔ تمہارا کیا خیال ہے، کیا یہ دروغ گوئی اور فریب نہیں ہے۔"

"مجھے یہاں کتنے دنوں مہمان رکھا جائے گا؟" میں نے اس کی باتوں کو نظر انداز کرتے ہوئے پوچھا۔

"یہ حالات پر منحصر ہے۔"

"حالات پر یا تمہاری مرضی پر۔"

"ایک ہی بات ہے۔" اس نے پھر مجھے الجھانے کی خاطر کہا۔ "ہو سکتا ہے کہ میں کل ہی تمہیں آزاد کردوں اور یہ بھی ممکن ہے کہ تمہاری مردانہ وجاہت، تمہاری معصوم اور بھولی بھالی صورت اور اس کے اندر پوشیدہ جاذبیت کو محسوس کرنے میں برسوں بیت جائیں۔"

aazzamm@yahoo.com

"کیا یہ ممکن نہیں ہے کہ تم مجھے ایک بار گولی مار کر ہمیشہ کے لیے ان کیمیائی اجزا کے اندر محفوظ کر لو جس کے ذریعے ہزاروں سال گزر جانے کے بعد آج بھی اہراموں کے اندر فرعونوں کی لاشیں روز اول کی طرح محفوظ ہیں۔"

"انسان کے جسمانی اجزا اگر متحرک نہ ہوں تو پھر میرے نزدیک ان میں اور مردہ لاشوں میں کوئی فرق نہیں ہوتا۔" مرجینا نے اپنی منطق پیش کی۔ "تم فکر مند نہ ہو' میں وعدہ کرتی ہوں کہ تمہیں یہاں کوئی تکلیف نہیں ہوگی۔"

"کسی کی آزادی سلب کر دینے کے بعد اسے تسلیاں دینا میرے نزدیک ایک اذیت ناک عمل ہے۔"

"تم میری آنکھوں میں جھانک کر دیکھو۔ ان کی گہرائیوں میں تمہیں صحراؤں میں پھوٹنے والے وہ سوتے بھی نظر آئیں گے جس کے کنارے بیٹھ کر کسی تھکے ماندے مسافر کو ایک خاص فرحت کا احساس ہوتا ہے۔ زندہ رہنے کی تمنا بڑھ جاتی ہے۔ ایسا سکون محسوس ہوتا ہے الفاظ کے ذریعے جن کی وضاحت نہیں کی جا سکتی۔"

"میں تمہاری اس منحوس قید سے آزادی حاصل کرنے کی خاطر خودکشی بھی کر سکتا ہوں۔" میں نے جھلا کر جواب دیا۔

"تم ایسا نہیں کرو گے؟" وہ یکلخت سنجیدہ ہو گئی۔ "اس لیے کہ گراہم بھی یہی چاہتا ہے اور ایڈی ——— وہ جمی کی موت کے بعد تمہارے خون کا پیاسا ہو رہا ہے۔ تمہیں میرا شکر گزار ہونا چاہیے کہ میری نظر انتخاب نے تمہیں ایک محفوظ پناہ گاہ بھی فراہم کر دی ہے۔"

"دولت میں قوت ہوتی ہے۔" میں نے اسے سمجھانے کی کوشش کی۔ "جو لوگ تمہارے اشارے پر آج مجھے اٹھا کر یہاں لائے ہیں' وہی کل دولت کی لالچ میں گراہم یا ایڈی کے ہاتھوں خود کو فروخت بھی کر سکتے ہیں۔"

"مرجینا کو اپنے آدمیوں پر اعتماد ہے۔" وہ بڑے وثوق کے ساتھ پُراعتماد لہجے میں بولی۔ "وہ اپنی گردنیں تو کٹا سکتے ہیں لیکن کسی بھی قیمت پر اپنی وفاداری کا سودا نہیں کر سکتے۔"

"کبھی کبھی یہی خود اعتمادی بڑی جان لیوا ثابت ہو سکتی ہے۔"

"تم کچھ دیر آرام کرو۔ میں پھر آؤں گی۔" مرجینا نے بدستور بڑی روانی سے اردو بولتے ہوئے کہا پھر مجھے پیار بھری نظروں سے دیکھتی ہوئی خواب گاہ سے باہر چلی گئی۔

میں مجبوراً بستر پر دوبارہ لیٹ کر مرجینا کے بارے میں سوچنے لگا' جس انداز میں' میں نے اسے گراہم کے لیے جام تیار کرتے دیکھا تھا وہ ان باتوں کی نفی کرتا تھا جو اس نے کچھ دیر پہلے مجھ سے کی تھیں۔ گراہم کے کمرا خاص میں مرجینا کا عریاں لباس بھی اس کے کردار کو اجاگر کرنے کے لیے بہت کافی تھا' یوں بھی وہ ایک رقاصہ تھی جس کا پیشہ ہی اس بات کا متقاضی تھا کہ وہ اپنے پرستاروں کو اپنے حسن کے فریب میں مبتلا رکھے۔ کم از کم میں اس بات کو ماننے کے لیے تیار نہیں تھا کہ وہ محض ایک پروانے کی طرح کسی شمع پر جل مرنے کے لیے آمادہ ہو سکتی تھی۔ میرے اغوا کے پیچھے یقیناً کوئی گہری سازش پوشیدہ تھی جسے چھپانے کی خاطر وہ اپنی لچھے دار گفتگو میں مجھے الجھانے کی کوشش میں بڑی شاندار اور پیشہ ورانہ اداکاری کا مظاہرہ کر رہی تھی۔

دروازے پر دوبارہ کسی کے قدموں کی آہٹ ابھری تو میرے خیالات کا شیرازہ منتشر ہو گیا' میں نے بے دلی سے دروازے کی سمت دیکھا پھر بڑبڑا کر اٹھ بیٹھا' مجھے اپنی نگاہوں پر یقین نہیں آ رہا تھا یا پھر میں جاگتے میں کوئی خواب دیکھ رہا تھا۔ میں کسی سحرزدہ انسان کی طرح پلکیں جھپکائے بغیر لیڈی مکلارنس کو دیکھ رہا تھا جو حسب معمول اسی لباس میں ملبوس تھی جو اس کی پراسرار شخصیت میں سوگواری کو نمایاں کرتا تھا' وہ چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی میرے قریب آ کر رک گئی' اس کی آنکھوں میں مجھے اس وقت بھی وہی مخصوص چمک نظر آ رہی تھی جس کے اندر میں مافوق قوتوں کا ہیجان انگیز رقص محسوس کر چکا تھا۔

میری کیفیت اس وقت کسی طلسماتی فلم کے اس ہیرو جیسی تھی جسے کیمرا ٹرک کے ذریعے بھیانک صورتوں کو نمایاں اور غائب کر دینے کی وجہ سے خوفزدہ کرنے کی صورت حال پیدا کی جاتی ہے۔ لیڈی مکلارنس کا وجود بھی اس وقت میرے لیے بڑا حیران کن تھا' اس کی پراسرار شخصیت نے شاید میرے الجھے ہوئے ذہن کو تسلی دینے کی خاطر انسانی ہیولے کا روپ دھار لیا تھا' وہ غالباً میری اپنی نگاہوں کا فریب تھا جس نے مجھے سراب کی کیفیتوں سے دوچار کر رکھا تھا' میں اس کے خیالی پیکر کو پھٹی پھٹی نگاہوں سے دیکھ رہا تھا۔

"اس قدر حیرت سے مجھے کیوں دیکھ رہے ہو؟" لیڈی مکلارنس کے ہونٹوں کو جنبش ہوئی' اس کی مانوس آواز میرے کانوں میں گونجی تو دوبارہ چونکا جو کچھ میں سمجھ رہا تھا

وہ درست نہیں تھا' لیڈی مکلارنس کی خواب گاہ میں موجودگی میرے ذہن کی پیداوار یا کوئی خواب نہیں تھا وہ اپنے اصلی رنگ و روپ میں ایک زندہ حقیقت کی طرح میرے سامنے کھڑی تھی۔

"آپ ——— اور یہاں۔" میں نے خود پر قابو پاتے ہوئے اپنی حیرت کا اظہار کیا۔

"کیوں ——— کیا میرے یہاں آنے پر کوئی پابندی عائد ہے۔"

"میرا یہ مطلب نہیں تھا۔" میں نے جلدی سے وضاحت کی۔ "دراصل میں اس وقت کی اسٹارز کی ایک مصری کیبرے ڈانسر کی قید میں ہوں' اس نے مجھے باور کرانے کی کوشش کی تھی اس رہائشی مکان کے خارجی اور داخلی تمام دروازوں پر سخت پہرا ہے اور اس کی اجازت کے بغیر کوئی پرندہ بھی یہاں پر نہیں مار سکتا۔"

"تم لیڈی مکلارنس کا شمار پرندوں میں کر رہے ہو؟" اس نے سپاٹ انداز میں مجھے گھورا' اس کے لہجے سے ناگواری مترشح تھی۔

"میں معافی کا خواستگار ہوں لیکن ———"

"مجھے تمہاری ذہنی کیفیت کا بخوبی علم ہے میرے عزیز۔" وہ میرا جملہ قطع کرتے ہوئے بولی۔ "مجھے معلوم ہے کہ تم اس وقت مرجینا کی تحویل میں ہو۔ اس کی اصلیت کیا ہے یہ بات بھی مجھ سے پوشیدہ نہیں ہے۔ وہ ایک باصلاحیت اور خطرناک قسم کی عورت ہے' میں نے اسی لیے پیش گوئی کی تھی کہ تم اپنے اغوا میں کسی مزاحمت یا طاقت کا استعمال نہیں کرو گے' اگر تم ایسا کرتے تو شاید تمہیں ناقابل تلافی نقصان سے دوچار ہونا پڑتا۔"

"کیا اس نے مجھے گراہم یا ایڈی کے اشارے پر اغوا کیا ہے؟" میں نے سنجیدگی سے دریافت کیا۔

"گراہم اور ایڈی۔" لیڈی مکلارنس نے سرسراتے لہجے میں کہا۔ "میرا خیال ہے کہ اب مجھے گراہم کو کوئی مناسب سبق سکھانا پڑے گا۔"

"مرجینا نے مجھے بتایا تھا کہ جمی کی موت کے بعد سے ایڈی بھی میرے خون کا پیاسا ہو رہا ہے۔"

"پریشان مت ہو۔ میں پہلے بھی تم سے کہہ چکی ہوں کہ جب تک میں تمہارے اوپر مہربان ہوں تمہیں کسی جان لیوا حالات سے دوچار نہیں ہونا پڑے گا۔" لیڈی مکلارنس نے خلا میں گھورتے ہوئے کہا۔ "اس کے علاوہ بھی کوئی طاقت آسانی سے تمہارے اوپر غالب نہیں آ سکتی۔"

"میں سمجھا نہیں۔"

"وہ پراسرار قوت جو تمہارے اندر موجود ہے' جس نے مجھے بھی تمہاری ذات میں دلچسپی لینے پر مجبور کر دیا ہے میں کوشش بسیار کے باوجود ابھی تک اس نادیدہ قوت کے راز سے ناواقف ہوں لیکن میں اپنی شکست تسلیم نہیں کروں گی۔" لیڈی مکلارنس نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔ "ایک نہ ایک دن میں اس قوت کے راز کو ضرور پا لوں گی۔ اس کے بارے میں' میں یقین سے کوئی حتمی بات نہیں کہہ سکتی لیکن میرا علم اس بات کی نشاندہی ضرور کرتا ہے کہ جب تک وہ طاقت تمہارے ساتھ ہے دنیا کی کوئی قوت تمہیں موت سے ہمکنار نہیں کر سکتی۔ شاید میں بھی نہیں۔ لیڈی مکلارنس' جس کی زبان سے نکلی ہوئی کوئی بات بھی غلط ثابت نہیں ہوئی' جس کی آنکھوں کی ایک جنبش ہی دشمنوں کی سرکوبی کے لیے بہت کافی ہوتی ہے۔ پنڈت جمی دھر کی صورت میں تم میری قوت کا ایک معمولی سا تماشا دیکھ چکے ہو۔"

"میرے موجودہ اغوا کے بارے میں آپ کیا کہتی ہیں؟" میں نے دھڑکتے ہوئے دل سے پوچھا۔ "کیا میں اپنی مرضی سے اس قید و بند سے خلاصی حاصل کر سکتا ہوں۔"

"ہاں ——— تم ایسا کر سکتے ہو لیکن میں اس کا مشورہ نہیں دوں گی۔"

"کوئی خاص وجہ ———؟"

"تم اس چھت کے نیچے زیادہ محفوظ ہو۔" لیڈی مکلارنس نے مبہم الفاظ میں جواب دیا۔ "تمہیں کچھ دنوں اور انتظار کرنا ہوگا اس کے بعد تم اپنی مرضی سے جو قدم چاہو اٹھا سکتے ہو۔"

"کیا میں ایک سوال کر سکتا ہوں۔" میں نے اپنا سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے کہا۔ "کیا مرجینا اور اس رہائش گاہ کے سیکورٹی گارڈز کو آپ کی آمد پر کوئی اعتراض نہیں ہوا۔"

"اعتراض ———" وہ بڑے معنی خیز اور پراسرار انداز میں بولی۔ "اعتراض کی نوبت تو اس صورت میں پیدا ہو سکتی تھی میرے عزیز جب ان کی نگاہیں میرے وجود کا سراغ لگا سکتیں۔"

"کیا مطلب ———؟" میں نے حیرت سے پوچھا۔

"میں نے اپنی قوت کے زور سے ان کے ذہنوں کو

aazzamm@yahoo.com

مسمرائز (MESMERISE) کردیا ہے۔" وہ کسی فاتح جرنیل کی طرح مسکرائی۔ "ان کی نگاہوں کے سامنے ایک ایسی دھند پیدا کردی ہے جس کی وجہ سے مجھے نہیں دیکھ سکتے۔"

"حیرت ہے۔۔۔" میں نے تعجب کا اظہار کیا۔ "کیا آج کی دنیا میں بھی یہ باتیں ممکن ہیں۔"

"کل تک تم آسمانی سیاروں کو ناقابل تسخیر سمجھتے تھے لیکن آج کا انسان ان سیاروں پر پہنچ کران کے بارے میں تحقیق کررہا ہے۔ دنیا میں آج بھی ایسی بے شمار ناقابل یقین قوتیں موجود ہیں جنہیں عقل سلیم تسلیم نہیں کرتی لیکن محض اس لیے کہ ابھی تک عام انسانوں کی نظریں ان تک نہیں پہنچ سکی ہیں۔"

"آپ نے ایک بار اپنی کسی لائبریری کا ذکر کیا تھا۔" میں نے یاد کرتے ہوئے کہا۔ "ایک ایسی لائبریری جہاں تک عام ذہنوں کی رسائی بھی ناممکن ہے۔"

"ہاں۔ میں نے غلط نہیں کہا تھا۔" وہ گہری سنجیدگی سے بولی۔ "میں عنقریب تمہیں اس مقام کی سیر کرانے کا شرف بخشوں گی۔"

"کب۔۔۔" میں نے بے چینی کا مظاہرہ کیا تو وہ مسکرا کر بولی۔

"ہوسکتا ہے کہ تم آج رات ہی میری اس لائبریری کو دیکھ سکو جہاں تک ابھی کسی اور کی رسائی نہیں ہوسکی ہے' اس کے علاوہ آج رات میں تم کو ایک ناقابل یقین تماشا اور بھی دکھاؤں گی۔"

"مگر میں یہاں سے نکلوں گا کس طرح؟"

"یہ تم میرے اوپر چھوڑ دو۔ میں تم سے صرف یہی کہنے آئی تھی کہ ابھی سے اپنے اعصاب کو قابو میں رکھنے کا عمل شروع کردو' ورنہ ہوسکتا ہے کہ اچانک میری قوت کا تماشا دیکھتے ہی تمہارے دل کی حرکت تمہارا ساتھ چھوڑ دے۔"

میں نے لیڈی مکارنس سے کچھ وضاحت طلب کرنا چاہی لیکن عین اسی وقت ایک شخص کھانے کی ٹرالی گھسیٹتا ہوا داخل ہوا اور میرے دل کی بات دل ہی میں رہ گئی۔

"میں اب جارہی ہوں میرے عزیز۔ رات کو ہماری ملاقات دوبارہ ہوگی۔" لیڈی مکارنس نے نجانے کیوں مجھے تیز نگاہوں سے گھورتے ہوئے کہا پھر پلٹ کر چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی کھانا لانے والے ملازم کے سامنے سے گزرتی ہوئی باہر نکل گئی۔

مجھے اس بات پر حیرت تھی کہ ملازم نے لیڈی مکارنس کی میری خواب گاہ میں موجودگی کا کوئی نوٹس نہیں لیا تھا' شاید اس ملازم کی نگاہیں بھی اسے دیکھنے سے قاصر ہی رہی تھیں!!

*

رات کو کھانا کھانے کے بعد میں نے کافی پینے کی خواہش کا اظہار کیا جسے رد نہیں کیا' مجھے حیرت تھی کہ میں مرجینا کی قید میں تھا لیکن اس کے باوجود میری خواہش کا احترام کیا جارہا تھا' وہ شخص جو میری خدمت پر مامور تھا ایک ادھیڑ عمر کا آدمی تھا' وہ میری خواہشات کی تکمیل اس طرح کرتا تھا جیسے میرا ذاتی ملازم ہو' وہ خاصا کم سخن اور کم گو واقع ہوا تھا' شاید اسے ان باتوں سے پرہیز کرنے کا حکم دیا گیا تھا' وہ میری باتوں کا جواب محض ہوں' ہاں یا نہیں میں دیا کرتا تھا۔ عمر کے اعتبار سے وہ زیادہ ضرور تھا اس کے قویٰ خاصے مضبوط نظر آتے تھے' چال ڈھال کے اعتبار سے اگر اسے پھرتیلا کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا' اس کی آنکھوں کی چمک اس بات کی غمازی کرتی تھی کہ وہ جو کچھ نظر آتا ہے اس کے برعکس ہے' میرے استفسار پر اس نے اپنا نام ضرغام بتایا تھا۔

میری خواہش کے احترام میں کافی کی ٹرے رکھ کر واپسی کے ارادے سے پلٹا تو میں نے اسے آواز دے کر روک لیا' وہ کسی روبوٹ ہی کی طرح پلٹا تھا۔

"یہ دوسرا کپ کس کے لیے ہے؟" میں نے ٹرے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے سوال کیا۔

"مالکن کے لیے۔۔۔" اس نے مختصراً جواب دیا۔

"کیا مرجینا بھی میرے ساتھ کافی پیئں گی۔"

"شاید۔" وہ بدستور سپاٹ لہجے میں بولا۔ "مجھ سے یہی کہا گیا تھا۔"

"اس وقت وہ کہاں ہے؟"

"مجھے اس کا علم نہیں ہے۔"

"ضرغام۔" میں نے اس کے جواب پر معنی خیز انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔ "کیا ضرغام ہی تمہارا اصلی نام ہے۔"

"آپ کو ناپسند ہے تو کوئی اور نام رکھ لیں۔ میری صحت پر کوئی اثر نہیں پڑے گا۔" اس نے بڑی فرمانبرداری سے جواب دیا۔ "نام کی تبدیلی کے بعد بھی مجھے وہی فرائض ادا کرنے ہوں گے جو اب کررہا ہوں۔"

"کیا تم اپنی موجودہ زندگی اور حیثیت سے مطمئن ہو؟"

...نے اسے کریدنے کی کوشش کی۔

"میں کوئی فلسفی نہیں ہوں پھر بھی اتنا ضرور جانتا ہوں ...انسان کسی حال میں بھی مطمئن نہیں رہتا' نئی نئی منزلوں ...تلاش اور خوب سے خوب تر کی جستجو اسے ہمیشہ بےسمانی ...یتوں سے دوچار رکھتی ہے۔" اس نے بڑی سادگی سے ...۔ "آپ خود اپنی مثال لے لیں' یہاں آپ کو کسی قسم کی تکلیف نہیں' ہر قسم کا آرام اور آسائش میسر ہے لیکن ...آپ مطمئن ہیں؟ کیا یہاں سے فرار ہوجانے کا خیال ...کو مضطرب نہیں رکھتا۔"

"تم خاصے پڑھے لکھے اور ذہین آدمی معلوم ہوتے ...۔"

"ذرہ نوازی ہے آپ کی ورنہ من آنم کہ من دانم۔"

"مرجینا کے پاس کب سے ملازمت کررہے ہو؟"

"یہ میرا ذاتی معاملہ ہے جناب۔" وہ تیزی سے بولا۔ ...کوئی اور حکم دیں' ضرغام حکم کی بجا آوری میں کسی ...قسم کی کاہلی کا ثبوت نہیں دے گا۔"

"مجھے یہاں ہر قسم کا آرام اور آزادی حاصل ہے ...اس کے باوجود مجھے اس رہائش گاہ سے باہر جانے کی ...اجازت نہیں ہے۔" میں نے دوسرے زاویے سے اسے ...ٹٹولا۔ "کیا تم اس کی وجہ جانتے ہو؟"

ضرغام نے جواب دینے کے بجائے مجھے تیز نظروں سے ...دیکھا پھر کوئی جواب دیے بغیر خاموشی سے ایڑیوں کے بل ...گھوم کر کمرے سے باہر نکل گیا' وہ ملازم ہونے کے باوجود ...دوراندیش اور معاملہ فہم تھا' اس کی نگاہوں کی چمک ...اس کی غیر معمولی ذہانت کی دلیل تھی' شاید اسے جس ...مقصد کے لیے میرے لیے استعمال کیا جارہا تھا وہ اس سے قطعی ...مختلف قسم کی کوئی چیز تھا۔

مرجینا کمرے میں داخل ہوئی تو میں سنبھل کر بیٹھ ...گیا' اس کے لوچدار اور حسین جسم پر اس وقت بالکل ...اسی طرز کا لباس تھا جیسا میں گراہم کے خاص کمرے میں ...اس رات دیکھ چکا تھا جب وہ اس کے لیے جام پر جام تیار ...کرنے کے ساقیانہ فرائض انجام دے رہی تھی' اس کے ...جسم کے نشیب و فراز خاصے ہیجان انگیز تھے' میک اپ نے ...اس کے ظاہری حسن کو کچھ اور دو آتشہ بنادیا تھا' وہ سراپا ...قیامت نظر آرہی تھی' میں نہ چاہنے کے باوجود اس کی سمت ...دیکھتا رہا۔ حسن اور جوانی کے اندر بھی ایسا ایک نشہ اور ...خمار ہوتا ہے جو بڑے بڑے زاہدوں کو بھی تسخیر کرلینے کی ...قوت رکھتا ہے' میں بھی اسی کشمکش کا شکار ہوکر رہ گیا تھا۔ اس کی نگاہوں کی مستی مجھے خوابوں کی حسین وادیوں کی سیر کرا رہی تھی' اس کے بل کھا کر چلنے کا خوب صورت انداز میرے جذبات کو گدگدا رہا تھا' اس کے حسن کا نکھار میری عمر کے تقاضوں کو اور اکسا رہا تھا' اس کی نگاہوں کا خمار میرے قدموں میں لغزش پیدا کررہا تھا' اس کے جسم سے پھوٹنے والی سحر انگیز مہک مجھے کسی اور دنیا کی سیر کرنے پر مجبور کررہی تھی' اس کے گداز ہونٹوں پر مچلنے والی شوخ اور شریر مسکراہٹ میرے صبر کی آزمائش کررہی تھی' اس کے وجود کا قرب ہی میرے لیے بڑا ہیجان انگیز تھا' وہ سراپا ناز تھی اور میں مجسم اضطراب' میں خوابوں کی کیفیت میں گم تھا' اس نے میرے برابر بیٹھنے کے بعد مجھے مخاطب کیا تو مجھے یوں محسوس ہوا جیسے مندر میں رہنے والی کنواری دیویوں نے وہاں کی ساری گھنٹیوں کو ایک ساتھ چھیڑدیا ہو' میں نے خود کو سنبھالنے کی کوشش کی۔

"مجھے اگر کئی اسٹارز جاکر جھکے ہوئے شرابیوں کے درمیان رقص کرنے کی مجبوری نہ ہوتی تو شاید میں تمہیں ایک لمحے کو بھی تنہا نہ چھوڑتی۔" اس کے لہجے میں لگاوٹ بھی تھی اور مجبوری کا احساس بھی تڑپ رہا تھا' اس کی نگاہیں میرے چہرے پر جھلس رہی تھیں' اس کے قرب کی تپش مجھے کسی موم کے مجسمے کی طرح پگھلانے کی کوشش کررہی تھی۔

"کیا تمہارا وہاں جانا ضروری ہے؟" میں نے اپنے ڈگمگاتے اعصاب کو متوازن رکھنے کی کوشش کی۔

"ہاں۔۔۔" وہ ایک ٹھنڈی سانس بھر کر بڑے محبوبانہ انداز میں بولی۔ "میں نہیں چاہتی کہ میری غیر حاضری گراہم یا لیڈی اور ان کے ساتھیوں کو میری جانب کسی شک میں مبتلا کردے۔"

"اور اگر کسی طرح گراہم کو یہ معلوم ہوگیا کہ اس کے شکار پر تم نے قبضہ غاصبانہ کر رکھا ہے تو۔" میں نے اس کو خوفزدہ کرنے کی کوشش کی۔

"میں کل کی فکر کرنے کی عادی نہیں ہوں۔۔۔ البتہ احتیاط شرط ہے۔"

"تمہاری واپسی کب تک ہوگی؟"

"آج میں ناسازیٔ طبیعت کا بہانہ کرکے جلدی آجاؤں گی۔" اس کی نشیلی آنکھوں میں کئی ساغر ٹکرا کر چھلک اٹھے' بڑے مترنم لہجے میں بولی۔ "صرف تمہاری خاطر۔"

"مگر اندر سے بند کرکے سونا میری پرانی عادت ہے۔" میں نے کافی کے دو کپ تیار کرکے ایک اس کی جانب

aazzamm@yahoo.com

بوسہ دیا۔

"کوئی فرق نہیں پڑے گا۔" اس نے سرگوشی کی۔ "تم اپنے بستر پر محوِ خواب رہنا میں عالمِ تصور میں تمہاری پرستش کرتی رہوں گی۔"

"ایک بات پوچھوں۔" میں جھلا کر بولا۔ "کیا تم کسی خاص مقصد کے لیے مجھے بے وقوف بنا کر کسی غلط فہمی میں مبتلا کرنا چاہتی ہو۔"

"غلط فہمی۔" اس نے آنکھیں بند کر کے بڑے خوابیدہ لہجے میں کہا۔ "کاش تم اس ایک مختصر لفظ کے مفہوم سمجھنے کی خاطر ان بے چین موجوں کا تصور کر سکو جو ساحل تک پہنچنے کی خاطر سر مارتی رہتی ہیں اور کنارے پر پہنچ کر بھی مایوس لوٹ جاتی ہیں لیکن اس مایوسی میں بھی ایک لذت ہوتی ہے' سرشاری ہوتی ہے' ایک چبھن ہوتی ہے جو آسودگی کا نامکمل سبب بھی بن جاتی ہے۔"

"شاعرانہ نظم وقت کا زیاں ہے۔" میں نے خشک انداز اختیار کیا۔ "جو لوگ جاگتے میں خواب دیکھنے کے عادی ہوں وہ احمقوں کی جنت میں رہتے ہیں۔"

"تم نے شاید ابھی تک تصویر کا ایک ہی رخ دیکھا ہے۔" وہ مجھے دیکھ کر توبہ شکن انگڑائی لے کر بولی۔ "بازی مات ہو جانے کے بعد جو خلش پیدا ہوتی ہے وہ دائمی ہوتی ہے۔ جیت جانے کی صورت میں وقتی سرمستی بہت جلد اپنا اثر کھو دیتی ہیں۔"

"تم نے یہ باتیں کہاں سے سیکھی ہیں؟" میں نے تلملا کر پوچھا۔

"تجربات زندگی کا نچوڑ ہوتے ہیں۔" وہ بڑے دل آویز انداز میں مسکراتے ہوئے اٹھی۔ "مجھے دیر ہو رہی ہے۔ میں اب اجازت چاہوں گی۔"

"کافی نہیں ہوگی۔" میں نے اس کے بھرے ہوئے کپ پر نظر ڈالتے ہوئے کہا۔

"کافی پی لی ہے۔" اس نے میری آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر سحر انگیز لہجے میں کہا پھر ایک خاص ادا سے مسکراتی ہوئی کھوئی اور ماحول میں نشے کا رنگ بکھیرتی چلی گئی۔

مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ میں مرجینا کے خوف سے اپنی خواب گاہ کا دروازہ اندر سے بند کر کے لیٹا تھا پھر درپیش حالات کی گھٹن بڑی سرعت سے میرے ذہن پر غالب آنا شروع ہو گئی تھی' میں بہت جلدی نیند کی آغوش میں گم ہو گیا تھا' میں کب تک محوِ خواب رہا مجھے کچھ یاد نہیں' البتہ اتنا ضرور یاد ہے کہ کوئی مانوس سی آواز مجھے کہیں دور سے بلا رہی تھی' میں اس آواز پر غور کر رہا تھا کہ یکلخت ناگوار دواؤں کی بو کا ایک تیز جھونکا میرے ذہن سے اتنی شدت سے ٹکرایا کہ میں نے گھبرا کر آنکھیں کھول دیں' میں اس وقت ایک وھیل چیئر پر موجود تھا اور لیڈی مکلارنس میرے سامنے کھڑی میرے ہوش میں آنے کا انتظار کر رہی تھی' میں نے نظریں گھما کر ماحول کا جائزہ لیا' میں اس وقت کسی تنگ سی راہداری میں تھا جس کے دونوں سروں پر کوئی دروازے یا نکاسی کا کوئی دوسرا راستہ نظر نہیں آ رہا تھا' اس راہداری کی چھت پندرہ فٹ سے کچھ زیادہ ہی بلند تھی جس پر مدھم پاور کا ایک نیلا بلب روشن تھا' اس بلب کی روشنی نے ماحول کو بڑا پراسرار بنا رکھا تھا۔

"تم اب کیا محسوس کر رہے ہو؟" لیڈی مکلارنس نے مجھے مخاطب کیا۔

"میں اس وقت کہاں ہوں؟" میں نے تعجب سے پوچھا' ناگوار دواؤں کی بو کا وہ تیز جھونکا ابھی تک میرے ذہن میں چکرا رہا تھا۔

"تفصیل میں جانے کی کوشش مت کرو۔ صرف اپنی قسمت پر فخر کرو۔" اس نے بڑی گمبھیر سنجیدگی سے کہا۔ "اس کرۂ ارض پر تم وہ پہلے خوش نصیب اجنبی ہو جو تھوڑی دیر بعد اس انوکھی اور ناقابل یقین لائبریری کی سیر کرے گا جسے میں نے بڑی کٹھنیں جھیلنے کے بعد مرتب کیا ہے مگر ایک بات پھر ذہن نشین کر لو۔ تم یہاں سے واپسی کے بعد اپنی زبان پر مکمل قابو رکھو گے جو کچھ اپنی نظروں سے دیکھو گے اس کے بارے میں اگر تم نے کبھی لب کشائی کی حماقت کی تو شاید وہ لمحہ تمہاری زندگی کا آخری لمحہ ثابت ہو۔"

"وہ بو ـــــ"

"وہ بھی میری اپنی ایجاد ہے جو انسان کو نہ صرف پل بھر میں نیند سے بیدار کر دیتی ہے بلکہ رفتہ رفتہ اس کے ذہن کو خاصی توانائی بھی بخشتی ہے۔" لیڈی مکلارنس نے مجھے گھورتے ہوئے پوچھا۔ "تم ذہنی طور پر خود کو کیسا محسوس کر رہے ہو؟"

"میں بالکل نارمل ہوں البتہ اس بو کا اثر ابھی پوری طرح زائل نہیں ہوا۔"

"تمہارے دل کی دھڑکنوں کا کیا حال ہے؟"

"میں پوری طرح صحت مند ہوں۔"

"گڈ۔" اس نے سپاٹ لہجے میں جواب دیا۔ "اب

تم اپنے قدموں پر کھڑے ہو کر اس سامنے والی دیوار تک چلنا ہو گا' اس کے بعد تم ایک ایسی دنیا کی سیر کرو گے جو ممکن ہے تمہاری نگاہوں میں طلسماتی ہو۔ لیکن میں تمہیں ایک ایسا ثبوت بھی پیش کروں گی کہ تمہاری عقل دنگ رہ جائے گی۔ ایک ایسا کرشمہ جس کی بھیانک یاد تمہارے وجود کا ایک حصہ بن جائے' تم میرے اس کرشمے کو مرتے دم تک فراموش نہیں کر سکو گے۔"

میں نے کوئی جواب نہیں دیا' میرے اندر تجسس کا ایک دریا موجزن تھا۔ میرے ہاتھ میں کمبل پوش بزرگ کی وہ جادوئی انگوٹھی موجود تھی جو ماورائی قوتوں کے لیے ابھی تک ایک معمہ بنی ہوئی تھی۔ خود لیڈی مکلارنس نے بھی مجھ سے کہا تھا کہ میری ذات میں اس کی دلچسپی صرف اس وقت تک برقرار رہے گی جب تک وہ میرے وجود کے اندر چھپی اس طاقت کا اندازہ نہ لگا لے۔

میں اب خود کو بالکل نارمل محسوس کر رہا تھا۔ مجھے اس بات پر حیرت ضرور تھی کہ جب میں مرجینا الجیب کی نوازش گاہ میں قید تھا اور اپنی خواب گاہ اندر سے بند کر کے سویا تھا تو کس طرح بے خبری کے عالم میں لیڈی مکلارنس تک پہنچ گیا لیکن میں نے یہ خیال اپنے ذہن سے جھٹک دیا۔ لیڈی مکلارنس نے اپنی لائبریری کا جو بھیانک تصور میرے ذہن پر "فوق" طاری کیا تھا میں پورے ہوش و حواس کے ساتھ اسے دیکھنا چاہتا تھا چنانچہ میں وھیل چیئر سے اٹھ کر اپنے قدموں پر کھڑا ہو گیا۔ میرے جسم پر اس وقت وہی لباس موجود تھا جو میں نے سوتے وقت پہنا تھا۔

راہداری کو آگے سے جس دیوار نے بند کر رکھا تھا اس کا فاصلہ وھیل چیئر سے بیس پچیس فٹ سے کسی طرح زیادہ نہیں تھا' میں پورے اعتماد سے قدم بڑھاتا ہوا اس دیوار کے قریب پہنچ کر رک گیا۔

"اب اپنی آنکھیں بند کر کے اس دیوار سے گزر جاؤ۔" لیڈی مکلارنس نے ہدایت کی۔ "جب تک میں نہ کہوں تم دوبارہ آنکھیں نہیں کھولو گے۔"

میں نے فطری طور پر آنکھیں بند کرنے سے پہلے اس دیوار کو چھو کر دیکھا' وہ خاصی ٹھوس اور مضبوط تھی۔

"کیا اندازہ لگانے کی کوشش کر رہے ہو۔" لیڈی مکلارنس کی سرسراتی آواز میرے کانوں میں گونجی۔

"کیا میں اس دیوار سے ہو کر گزر سکتا ہوں۔" میں نے اپنی حیرت کا اظہار کیا۔

"وقت مت ضائع کرو۔ صرف میری ہدایت پر عمل کرو۔"

میں نے ایک لمحے کے لیے کچھ سوچا پھر آنکھیں بند کر کے آگے بڑھتا چلا گیا۔ مجھے حیرت تھی کہ میں دیوار سے نہیں ٹکرایا تھا جبکہ آنکھ بند کرنے سے پیشتر میں نے اپنے اور دیوار کے درمیانی فاصلے کو بخوبی محسوس کیا تھا جو دو فٹ سے کسی طرح بھی زیادہ نہیں تھا۔ "اب قدموں پر گھوم کر اپنی آنکھیں کھول دو۔"

میں نے اس کی ہدایت پر عمل کیا' میری نظروں کے سامنے وہی ٹھوس دیوار موجود تھی جس سے حیرت انگیز طور پر گزر کر میں دوسری جانب پہنچ چکا تھا۔ اس حصے میں راہداری کے مقابلے میں زیادہ گھپ اندھیرا تھا۔ دیوار پر مدھم پاور کا جو سرخ بلب ٹمٹما رہا تھا وہ اس اندھیرے کو دور کرنے کے لیے ناکافی تھا۔

"حیرت انگیز۔" میں نے تعجب سے کہا پھر لیڈی مکلارنس کی ہدایت پر اپنی پشت دیوار کی سمت کر لی' میری نگاہوں کے سامنے گھٹا ٹوپ اندھیرے کا راج تھا۔ لیڈی مکلارنس میرے برابر ... مشکل دو گز کے فاصلے پر کھڑی تھی لیکن وہ کسی دھندلے ہیولے کے مانند دکھائی دے رہی تھی۔

"میرے عزیز۔ اس وقت تم اسی لائبریری میں موجود ہو جس کا ذکر میں نے کیا تھا۔" لیڈی مکلارنس کی آواز ابھری۔ "خود پر قابو رکھنے کی کوشش کرنا۔ میں اب اندھیرے کو دور کر رہی ہوں۔"

لیڈی مکلارنس کے جملے کے اختتام کے ساتھ ہی گھپ اندھیرا بقعۂ نور بن گیا اور میں حیرت سے اچھل پڑا۔ وہ ایک وسیع و عریض ہال تھا جس میں لوہے کی بڑی بڑی قد آور الماریاں موجود تھیں۔ ان الماریوں کے ان گنت حصوں کے اندر شیشے کے بے شمار مستطیل شکل کے باکس موجود تھے اور ان بکسوں میں دنیا کے بیشتر نامور سائنس دانوں' دانشوروں' فرماں رواؤں' اداکاروں' محققین اور اپنے اپنے شعبے میں ماہرین کی کھوپڑیاں نظر آ رہی تھیں' بظاہر وہ پلاسٹر آف پیرس یا کسی مخصوص قسم کی سفید چکنی مٹی سے بنے ہوئے محسوس ہو رہے تھے۔ شیشے کے ہر بکس کے نیچے اس شخصیت کا نام' تاریخ پیدائش اور تاریخ وفات کے علاوہ اس شعبے کا نام بھی جلی حروف میں تحریر تھا جس سے وہ متعلق رہ چکا تھا۔ ان میں زیادہ تر کھوپڑیاں ان افراد کی تھیں جنہیں دنیا سے کوچ کیے ایک طویل مدت اور صدیاں بھی بیت چکی تھیں۔ میں پھٹی پھٹی نگاہوں سے اس

aazzamm@yahoo.com

عجیب و غریب لائبریری کو دیکھ رہا تھا جو یقیناً اپنی نوعیت کی پہلی لائبریری تھی جہاں ہزاروں کی تعداد میں وہ کھوپڑیاں موجود تھیں جن کی نقل کو دیکھ کر اصل کا گمان ہوتا تھا۔

"یہ سب کچھ یقیناً کسی ماہر مجسمہ ساز کی برسوں کی محنت کا نتیجہ معلوم ہوتا ہے۔"

"کیا تم ان بے جان کھوپڑیوں کو قریب سے دیکھنا پسند نہیں کرو گے؟" لیڈی ملارنس نے بڑی سنجیدگی سے کہا۔

اس کی دعوت پر میں لوہے کی ان ریکس (RACKS) کے قریب جا کر ان کھوپڑیوں کو بغور دیکھنے لگا جنہیں اتنے ماہرانہ انداز میں اس قدر چابک دستی سے ان کے اصل روپ میں اجاگر کیا گیا تھا کہ وہ کیفیتیں بھی جھلک رہی تھیں جو مرنے والوں کی زندگی کا خاصہ رہ چکی تھیں۔ میں ایک ایک کھوپڑی کو بڑے ذوق و شوق اور تعریفی نظروں سے دیکھ رہا تھا پھر میں ایک شیشے کے بکس کے سامنے جا کر رک گیا جس کے نیچے "راسپوتین' گریگوری یفیموویچ۔ (1872-1916) اور روسی راہب" کے حرف اور ہندسے درج تھے۔ اس کھوپڑی کو بھی اس خوبصورت انداز میں ڈھالا گیا تھا کہ اس کی خباثتیں بھی عیاں نظر آ رہی تھیں۔

"بہت خوب۔" میں نے لیڈی ملارنس کو مخاطب کیا۔

"کیا تم اس کھوپڑی کو چھو کر محسوس کرنا پسند کرو گے؟" لیڈی ملارنس نے سنجیدگی سے کہا پھر شیشے کے بکس کو کھول دیا' میں نے آہستہ سے ہاتھ بڑھا کر اسے چھوا۔ میرے خیال کے مطابق وہ پلاسٹر آف پیرس ہی سے تشکیل دیا گیا تھا' میں اسے چھو کر ہٹا تو لیڈی ملارنس نے شیشے کے دروازے بند کر دیے پھر مجھے دیکھ کر عجیب پراسرار انداز میں مسکراتے ہوئے بولی۔

"کیا تم راسپوتین سے گفتگو کرنا بھی پسند کرو گے؟"

"جی ــ" میں نے حیرت کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔ "آپ شاید مجھ سے مذاق کر رہی ہیں۔"

"میرے عزیز۔ تم نے اس لائبریری کے سلسلے میں اپنے ذہن میں جو رائے قائم کی ہے وہ غلط ہے۔ دنیا کا کوئی بھی دولت مند اور صاحب حیثیت شخص اپنے شوق کی تسکین کی خاطر اس قسم کی مصنوعی کھوپڑیاں کسی بھی ماہر مجسمہ ساز سے بنوا سکتا ہے لیکن اس وقت یہاں تمہیں جو کھوپڑیاں نظر آ رہی ہیں' وہ اصلی ہیں۔ میرے اشارے پر یہ اپنی اصل شکل بھی اختیار کر سکتی ہیں اور زندہ انسانوں کی طرح اپنی مادری زبان میں تم سے باتیں بھی کر سکتی ہیں۔"

مجھے لیڈی ملارنس کے بیان پر شبہ ہو رہا تھا' اس نے شاید میرے چہرے کے تاثرات سے میرے ذہن میں ابھرنے والے خیالات کو پڑھ لیا تھا۔ جواب میں اس کی پراسرار آنکھوں میں طاغوتی قوتوں کا وہی رقص جاری ہو گیا جو میں ایک بار پہلے بھی دیکھ چکا تھا۔ اس نے مجھ سے کچھ کہے بغیر اپنے بھاری جھول قسم کے اوور کوٹ کی جیب سے ریموٹ کنٹرول کی شکل سے ملتی جلتی ایک شے نکالی جس پر مختلف رنگوں کے بٹن موجود تھے۔ اس نے اپنا رخ کھوپڑی کی جانب کیا پھر ریموٹ کنٹرول کے ایک بٹن کو دبا دیا۔ اس کے بعد میری نگاہوں نے جو منظر دیکھا وہ ناقابل یقین ہی تھا۔

میری نگاہیں راسپوتین کی کھوپڑی پر مرکوز تھیں جس کی سفید کھوپڑی کی رنگت آہستہ آہستہ انسانی جسم کی رنگت اختیار کر رہی تھی پھر میرے دیکھتے ہی دیکھتے زندہ صورت میں نظر آنے لگا۔ اس کی پتلیاں اپنے حلقوں میں اس طرح گردش کر رہی تھیں جیسے اسے ایک طویل مدت کے سونے کے بعد نیند سے بیدار کیا گیا ہو۔ اس کی کھوپڑی کا ایک ایک عضو زندہ انسانوں کی طرح حرکت کر رہا تھا' مجھے اپنی قوت بصارت پر شبہ ہونے لگا۔ شاید میں کوئی خواب دیکھ رہا ہوں۔ میری اپنی کیفیت بھی کسی ایسے مجسمے سے کم نہیں رہ گئی تھی جسے سراپا زندگی کی علامتوں سے نواز کر ایک بت کے مانند زمین پر استادہ کر دیا گیا ہو' میں بھی پھٹی نگاہوں سے راسپوتین کی اس زندہ کھوپڑی کو دیکھ رہا تھا جو میرے لیے دنیا کے تمام عجوبوں میں سرفہرست نظر آ رہی تھی' میرے جسم میں خون کی گردش تیز ہو رہی تھی۔

"اپنے دل کی دھڑکنوں کو قابو میں رکھو میرے عزیز۔" لیڈی ملارنس نے بدستور کھوپڑی پر نظر جماتے ہوئے مجھے مخاطب کیا۔ "مجھے بتاؤ کیا تم اسے روسی زبان میں بولتا دیکھنا چاہو گے یا اپنی زبان میں اس سے گفتگو کرنا پسند کرو گے۔"

"کک ــ کیا یہ بھی ممکن ہے کہ میں اس سے اردو زبان میں بات کر سکوں۔" میں نے دھڑکتے ہوئے دل سے پوچھا۔

"نہیں ــ یہ وہ زبان نہیں بول سکتا جو اسے نہ آتی ہو۔ ہاں' تم اس سے انگریزی میں بات چیت کر سکتے ہو۔" لیڈی ملارنس نے کہا پھر اس نے ریموٹ کا ایک دوسرا بٹن دباتے ہوئے مجھے مخاطب کیا۔ "اب تم اس سے سوال کرو۔ یہ تمہیں جواب دینے پر مجبور ہو گا۔"

"کیا تم میری آواز سن سکتے ہو؟" میں نے اپنے اعصاب پر قابو پاتے ہوئے راسپوتین کی کھوپڑی سے انگریزی میں سوال کیا۔

"ہاں۔ میں تمہاری آواز سن رہا ہوں۔"

"کیا تم مجھے اپنے بارے میں کچھ بتانا پسند کرو گے؟"

"تم کیا دریافت کرنا چاہتے ہو؟" راسپوتین کی متحرک آنکھوں نے مجھے گھورتے ہوئے قدرے ناگوار لہجے میں پوچھا۔

"تمہاری تعلیم کہاں تک تھی؟" میں نے سوال کیا۔

"میں نے کبھی کتابوں میں دلچسپی نہیں لی۔ تم مجھے ان پڑھ کہہ سکتے ہو لیکن اس کے باوجود تمہیں میری ذہانت کی داد دینا پڑے گی۔"

"مستند کتابوں میں درج ہے کہ تم ایک اوباش اور بدکردار شخص تھے؟"

"جب خوبصورت اور بے باک چہرے کسی نوجوان کو اپنے گھیرے میں لے لیتے ہیں تو اس کے قدم ڈگمگا جاتے ہیں۔ خون کی گردش اور جوانی کا جوش انسان کے ذہن سے گناہ اور ثواب کے تصور کو مٹا دیتا ہے اور پھر جب ایک دہقان شہری رنگینیوں کو قریب سے دیکھتا ہے تو اس کی آنکھیں چندھیا جاتی ہیں۔ مجھے جو مواقع ملے میں نے انہیں ہاتھ سے نہیں جانے دیا۔ میرے لیے زندگی کا مفہوم ہی شراب اور شباب کے سوا کچھ اور نہیں تھا۔"

"کیا یہ درست ہے کہ تم نے زارینہ کو فریب دے کر دربار خاص میں ایک اونچا مقام حاصل کیا تھا؟"

"ہاں۔ شاید اس لیے کہ اقتدار کی ہوس انسان کو اندھا کر دیتی ہے۔" اس کے لہجے میں تلخی تھی۔ "کیا تمہاری آج کی دنیا میں مکر و فریب سے کام نہیں لیا جا رہا۔ کیا اقتدار کی جنگ کی خاطر بھائی بھائی کے خون کا پیاسا نظر نہیں آتا۔"

"کیا تم بتاؤ گے کہ تم نے زارینہ کو کس طرح فریب دیا تھا۔"

"میرے بارے میں تمہاری معلومات ناقص ہیں۔" اس کی خشک آواز میرے کانوں میں گونجی۔ "میں ایک راہب بھی تھا۔ میں نے اپنی روحانی طاقتوں کے ذریعے زار روس کے نو عمر ولی عہد کو بیمار ڈال دیا تھا جس کا علاج دوسروں کے لیے ناممکن تھا پھر میں نے اسے اپنے معجزانہ علاج سے صحت یاب کر کے دربار میں اہمیت حاصل کر لی' زار اور زارینہ دونوں میرے مداح بن گئے پھر میں نے اس موقعے سے بھرپور فائدہ اٹھایا۔ اس کے محل میں حسین خوبصورت اور شوخ و شنگ جوانیوں کی کوئی کمی نہیں تھی۔ شراب میرے لیے پانی کی طرح سپلائی کی جاتی تھی۔"

"اور تمہیں پہلی جنگ عظیم کے وقت شہزادہ یوسوپوف نے جرمنوں کا جاسوس سمجھ کر قتل کر دیا۔"

"موت ہر حال میں برحق ہوتی ہے۔" وہ جھلاتے ہوئے بولا۔ "اس کے لیے کسی کے اچھا یا برے ہونے سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔"

میں ہنس کر رہ گیا' لیڈی ملارنس نے ایک بٹن دبایا تو گوشت پوست میں نظر آنے والی کھوپڑی بتدریج ایک بار پھر پلاسٹر آف پیرس کی بنی ہوئی نظر آنے لگی۔ وہ سب کچھ میرے لیے حیرت انگیز تھا۔ میں اپنی پسندیدہ شخصیتوں سے اسی طرح گفتگو کرتا رہا پھر میں مائیکل ڈی ناسٹرے کی کھوپڑی کے سامنے جا کر رک گیا جو تاریخ میں ناسٹراڈیمس (NOSTRA DAMUS) کے نام سے مشہور ہوا' وہ 14 دسمبر 1503ء کو پیدا ہوا اور تریسٹھ کی عمر پا کر 1566ء میں فوت ہوا۔ اس نے تقریباً ساڑھے چار سو سال پہلے 4772 مصرعوں پر مشتمل جو پیش گوئیاں کی تھیں وہ آج تک ہر دور میں حرف بحرف سچ ثابت ہوتی رہی ہیں' میں کچھ دیر اس کی کھوپڑی سے بھی ہم کلام رہا پھر میں نے کچھ سوچ کر سوال کیا۔

"کیا تم آج بھی اپنی صلاحیتوں کو بروئے کار لا سکتے ہو۔"

"جب تک سانس کی رفتار جاری رہے انسان کی صلاحیتیں بھی اس کا ساتھ دیتی رہتی ہیں' یہ اور بات ہے وقت کے ساتھ ان میں بھی کمی بیشی ہوتی رہتی ہے۔" اس نے بڑے مہذب انداز میں جواب دیا۔

"کیا تم آج بھی کسی کے بارے میں کوئی پیش گوئی کر سکتے ہو۔" میں نے دریافت کیا۔

جواب میں اس کی آنکھوں کی پتلیاں اپنے حلقوں میں بڑے مدبرانہ انداز میں چکرانے لگیں۔ اس کی پیشانی پر بالکل زندہ انسانوں جیسی سلوٹیں ابھر آئیں۔ انداز ایسا ہی تھا جیسے وہ اپنے ذہن پر زور دے کر مستقبل میں جھانکنے کی کوشش کر رہا ہو پھر اس کی نگاہوں کا زاویہ میری سمت ہو گیا۔ وہ بے حد سنجیدگی سے بولا۔

"میرے دوست' مجھے نہیں معلوم کہ تم نے کس دور میں میری روح کو دوبارہ جھنجوڑ کر بیدار کرنے کی کوشش کی ہے لیکن میں اتنا ضرور بتا سکتا ہوں کہ تمہیں مستقبل قریب

aazzamm@yahoo.com

میں دو تین ناقابل تلافی نقصان اٹھانا پڑیں گے لیکن اس ملک میں نہیں جہاں تم اس وقت موجود ہو بلکہ ۔۔۔"

قبل اس کے کہ وہ اپنا جملہ مکمل کرتا لیڈی مکلارنس نے جلدی سے بٹن دبا کر اس کی کھوپڑی کی حرارتوں کو دوبارہ منجمد کر دیا۔ شاید وہ اس بات کو پسند نہیں کرتی تھی کہ مجھے قبل از وقت اپنے بارے میں' آنے والے کل کے بارے میں کچھ معلوم ہو۔

"یہ کیا کہنا چاہ رہا تھا۔" میں نے لیڈی مکلارنس سے پوچھا۔

"فی الحال اس بات کو بھول جاؤ۔" اس نے مجھے ٹالتے ہوئے جواب دیا۔ "میرے ساتھ آؤ' ابھی مجھے تمہیں ایک اور عجیب و غریب تماشا دکھانا ہے' ایسا تماشا جو شاید تم نے زندگی میں پہلے کبھی خواب و خیال میں بھی نہ سوچا ہو۔"

میں خاموشی سے لیڈی مکلارنس کے ساتھ ساتھ قدم بڑھانے لگا' اس نے ناسٹراڈیمس کی کھوپڑی کو مزید کچھ بولنے سے یکلخت روک دیا تھا۔ آخر کیوں؟ کیا وہ کوئی ایسی ہی اہم بات تھی جو لیڈی مکلارنس کو بھی پہلے سے معلوم تھی لیکن وہ مجھ سے چھپانا چاہتی تھی؟ وہ بات کیا تھی؟ میرے ذہن میں پریشان کن خیالات ابھر ابھر کر آپس میں گڈ مڈ ہو رہے تھے۔ ناسٹراڈیمس کی کھوپڑی نے مجھے اتنا باور کرا دیا تھا کہ مجھے دو تین ناقابل تلافی نقصان سے دوچار ہونا پڑے گا۔ وہ نقصان اس کے بتنے کی ساخت کے لحاظ سے مجھے لندن سے باہر کسی اور ملک میں پیش آنے والے تھے لیکن وہ نقصان کیا تھا اور وہ ملک کون سا تھا۔ ان سوالات کے جواب تشنہ رہ گئے تھے۔ میں نے سوچا کہ اس سلسلے میں لیڈی مکلارنس کو کریدوں لیکن پھر میں نے اپنا ارادہ تبدیل کر دیا۔ مجھے امید نہیں تھی کہ وہ اس موضوع پر زبان کھولے گی۔ اگر ایسا نہیں ہوتا تو پھر اسے دخل در معقولات کرنے کی کیا ضرورت درپیش آگئی تھی۔

وسیع و عریض ہال کو عبور کرنے کے بعد وہ مغربی کونے کے ایک کمرے میں داخل ہوئی جو یقیناً اس کا خاص کمرا تھا جہاں بیٹھ کر وہ شیطانی عمل کرتی ہوگی۔ وہاں جس قسم کی چیزیں موجود تھیں وہ میرے خیال کی تائید کر رہی تھیں پھر درمیان میں گول میز پر رکھی ہوئی ایک اور سفید کھوپڑی پر میری نظر پڑی تو میں حیرت سے اچھل پڑا۔ وہ کسی مردہ انسان کی نہیں بلکہ گراہم کی کھوپڑی تھی۔ میں اس کے قریب گیا تو میں نے اسے شیشے کے بکسوں میں بند کھوپڑیوں سے مختلف پایا۔ وہ کسی کھوپڑی کا پنجر تھی جس پر گراہم کے چہرے کا ربر کا بنا ہوا ماسک چڑھا دیا گیا تھا۔

"معاف کرنا میرے عزیز۔ میں ایک لمحے کے لیے تمہیں بھول گئی تھی۔ بیٹھ جاؤ تم کھڑے کیوں ہو۔"

میں اس کے اشارے پر دوسری کرسی پر بیٹھ گیا۔

"میرا خیال ہے کہ تمہیں اپنے دشمن کی کھوپڑی کو پہچاننے میں کوئی دشواری نہیں پیش آئی ہوگی۔" وہ سپاٹ لہجے میں بولی۔

"آپ کا اندازہ درست ہے۔" میں گراہم کی کھوپڑی کی نقل کو حقارت بھری نظروں سے گھورتا ہوا بولا۔

لیڈی مکلارنس میری بات کا جواب دینے کے بجائے خاموشی سے اٹھی اور اسٹین لیس اسٹیل کا درمیانہ درجہ کا ایک بکس اٹھا لائی جو ایک جانب رکھے ہوئے شیلف پر موجود تھا۔ اس نے اسے کھولا تو میں اس کے اندر رکھے ہوئے ان جھلمل کرتے اوزاروں کو دیکھ کر دنگ رہ گیا جو عام طور پر آپریشن میں استعمال کیے جاتے ہیں۔ لیڈی مکلارنس کی پراسرار نظریں ایک بار پھر گراہم کے چہرے پر مرکوز ہو گئی تھیں۔ اس کے ہونٹ آہستہ آہستہ جنبش کر رہے تھے۔ وہ کچھ پڑھ رہی تھی یا بول رہی تھی لیکن اس کی آواز میرے کانوں تک نہیں پہنچ رہی تھی' میں اس کی ایک ایک حرکت کا بغور جائزہ لے رہا تھا۔ کچھ دیر بعد اس کے ہونٹوں کی جنبش ختم ہو گئی پھر اس نے مجھے مخاطب کیا۔

"کیا تم نے زندگی میں اس طرح بھی کسی کی سرجری ہوتے دیکھی ہے کہ مریض آپریشن ٹیبل سے میلوں دور ہو لیکن تیز دھار آلات اس کے جسم کے کسی حساس حصے کی سرجری کرتے رہیں۔"

"نہیں۔" میں نے تیزی سے کہا۔ "یہ ناممکن ہے۔"

"ناممکن کا لفظ لیڈی مکلارنس کی ڈکشنری میں نہیں ہے۔"

"لیکن ۔۔۔"

"تم چاہو تو اپنے دشمن کے دماغ کی سرجری تم اپنے ہاتھوں سے بھی کر سکتے ہو لیکن اس میں ایک خطرہ بھی لاحق ہے۔ دماغ کی سرجری بہت پیچیدہ عمل ہوتا ہے۔ سرجن کی ایک معمولی سی غلطی بھی مریض کے لیے جان لیوا ثابت ہو سکتی ہے۔ مجھے گراہم کی موت پر کوئی صدمہ نہیں ہوگا لیکن میری خواہش ہے کہ وہ زندہ رہے۔ پاگلوں کی طرح ایسی اذیت سے دوچار رہے جس کا کوئی علاج ممکن نہ ہو۔"

میں لیڈی مکلارنس کے منہ سے خارج ہونے والے عجیب و غریب جملے سن رہا تھا۔ ایک عام آدمی اگر ان باتوں

کو سنتا تو شاید اسے لیڈی مکلارنس ہی کے صحیح الدماغ ہونے پر شبہ ہوتا لیکن میں اس کی پراسرار شخصیت کے کئی ناقابل یقین تماشے اپنی آنکھوں سے دیکھ چکا تھا۔

"تمہیں۔۔۔ ایک طریقہ ممکن ہے۔" وہ بدستور گراہم کی ماسک شدہ کھوپڑی کو پوری توجہ سے گھورتے ہوئے بولی۔ "میں اس کے دماغ کے حساس حصوں پر چھوٹے چھوٹے نشان لگائے دیتی ہوں' تمہیں بس ان مخصوص نشانوں پر بڑی ہوشیاری سے نشتر چبھونے ہوں گے۔ اس کے بعد کیا ہوگا۔ یہ تم خود اپنے کانوں سے سن اور آنکھوں سے دیکھ سکو گے۔"

پھر میرے جواب کا انتظار کیے بغیر اس نے باریک نوک والی سرخ رنگ کی ایک پنسل سے کھوپڑی کے کچھ حصوں پر چھوٹے چھوٹے نشان لگانے شروع کر دیے اس عمل کو پورا کرنے کے بعد اس نے ان نشانوں کو دوبارہ بہت غور سے دیکھا پھر اسٹین لیس اسٹیل کے بکس سے ایک سوئے سے ملتا جلتا آلہ نکال کر میرے جانب بڑھاتے ہوئے بولی۔

"لو۔۔۔ میں نے تمہارا کام بہت آسان کر دیا ہے۔ اب تم ان سرخ نشانات پر یہ سوا گھونپتے رہو لیکن بہت احتیاط سے تمہارا ہاتھ بہکنا نہیں چاہیے ورنہ میرا خواب ادھورا رہ جائے گا۔"

میں نے خاموشی سے اس کے ہاتھ سے سوا لے لیا' مگر یہ بات سمجھنے سے قاصر تھا کہ ربر کے اس کے ماسک پر سوا گھونپنے سے گراہم کی صحت پر بھلا کیا اثر پڑ سکتا ہے' بہرحال میں نے بڑی احتیاط کے ساتھ سوئے کی تیز دھار نوک کو ان سرخ نشانات پر گھونپنے اور نکالنے کا عمل شروع کر دیا جو لیڈی مکلارنس نے لگا رکھے تھے مجھے اس کام میں دو منٹ سے زیادہ وقت نہیں لگا ہوگا لیکن اس کے بعد جو کچھ ہوا وہ میرے لیے حیرت انگیز ہی تھا۔ ربر کے ماسک پر میں نے جہاں جہاں سوئے کی نوک کو چبھویا تھا وہاں سے تازہ تازہ' انسانی خون اور سفید رنگ کا پگھلا ہوا کوئی مادہ نکلنا شروع ہو گیا تھا۔

"میں تمہیں مبارکباد دیتی ہوں میرے عزیز۔" لیڈی مکلارنس نے بڑے جذباتی انداز میں کہا۔ "تمہارا آپریشن سو فیصد کامیاب رہا۔"

"کیا محض اس عمل سے گراہم جیسا گرانڈیل اور خطرناک شخصیت کا مالک اپنا ذہنی توازن کھو بیٹھے گا۔"

"ہاں۔" وہ اس بار بڑے سرد اور سفاک لہجے میں بولی۔ "لیڈی مکلارنس کی کہی ہوئی بات آج تک کبھی غلط ثابت نہیں ہوئی۔ اب بھی نہیں ہوگی۔"

"مجھے اب کیا کرنا ہوگا۔" میں نے پہلو بدلتے ہوئے سوال کیا۔

"تمہیں اب مریجا کی رہائش گاہ کے اسی کمرے میں واپس جانا ہوگا جہاں سے تمہیں یہاں لایا گیا ہے لیکن اس سے پہلے مجھے ایک بار پھر تمہیں بے ہوشی کی کیفیت سے دوچار کرنا پڑے گا لیکن صبح جب تم اٹھو گے تو خود کو بالکل تازہ دم محسوس کرو گے۔" اس نے اپنے اوور کوٹ کی جیب سے ان ہیلر (INIIALER) ٹاپ کی ایک مختصری پلاسٹک کی بنی ہوئی شے نکالی اور اس کو کھولتے ہوئے بولی۔ "میرا خیال ہے کہ تم میری اس چھوٹی سی مگر اہم احتیاط کا برا نہیں مناؤ گے۔"

"بالکل نہیں۔" میں نے مسکرا کر جواب دیا' مجھے معلوم تھا کہ وہ اپنے کہے پر ضرور عمل پیرا ہوگی اس لیے میرے انکار سے کوئی فائدہ نہیں تھا۔

میرا جواب سن کر اس کے چہرے پر طمانیت کی ایک لہر دوڑ گئی۔ وہ اپنی کرسی سے اٹھ کر میرے قریب آئی' اس نے اپنے ہاتھ میں دبا ہوا ان ہیلر میری ناک کے دونوں نتھنوں سے باری باری لگایا۔ کافوری قسم کی خوشبو کا ایک تیز جھونکا میرے دماغ سے ٹکرایا اس کے بعد میرا ذہن بے ہوشی کی اتھاہ گہرائیوں میں ڈوبتا چلا گیا۔ مجھے صرف اتنا یاد ہے کہ لیڈی مکلارنس نے میرے سر کو بڑی محبت سے تھام کر کرسی کی پشت سے لگا دیا تھا۔

وہ دروازے پر ہونے والی دستک کی آواز ہی تھی جسے سن کر میں نیند سے بیدار ہوا تھا۔ میرے ذہن پر ابھی تک گزشتہ رات کی حیرت انگیز باتوں کی ہلکی سی دھند طاری تھی۔ میں نے دیوار گیر کلاک پر نظر ڈالی' اس وقت گیارہ کا عمل تھا۔ میں آہستہ سے اٹھا اور خوابگاہ کے اس دروازے کو کھول دیا جو اندر سے بند تھا۔ دروازے پر ضرغام ہاتھ باندھے کھڑا تھا۔

"ناشتا لاؤں جناب؟"

"کیوں۔" میں نے قدرے ناگوار لہجے میں پوچھا۔ "کیا میرا ڈائننگ روم میں جانا منع ہے؟"

"آپ کی مرضی پر منحصر ہے۔"

"ٹھیک ہے تم جا کر ناشتا کرو۔ میں دس منٹ میں ضروریات سے فارغ ہو کر آتا ہوں۔"